اِنَّ مِنَ الشعر الحکمۃ واِنَّ مِنَ البیان لسحرا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام دیوان نعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باضافہ کلام جدید با تمکین یعنی

محامد خاتم النبیین

تالیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیر
مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام محمود احمد انور مینائی کان اللہ لہٗ

در مطبع امیر المطابع حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

انّ من الشعر الحکمۃ وانّ من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام دیوان نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باضافۂ کلام جدید باتمکین یعنی

محامد خاتم النبیین

تالیف شیدائے جمال سراپا کمال حضرت بشیر و نذیر مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام محمود احمد انور مینائی کان اللہ لہ

در مطبع امیر المطابع حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

دیباچہ مشتمل بر حمد و نعت و مدح ولی نعمت و سبب تالیف

کرے حمد رب سے یہ کس کی زبان — اسی کو ہے اقرار عجز بیان

یہان طاقت نطق پاتا نہین — کہ کوزے مین دریا سماتا نہین

اسی طرح نعت رسول کریم — بیان کس سے ہو جز خدائے کریم

وہ ہین آسمان نبوت کے بدر — خدا ہی کو معلوم ہے انکی قدر

مناسب ہے اس سے بھی عطف عنان — کرون مختصر حال اپنا بیان

بجا ہے امیر احمد اسم فقیر — فقیر در مصطفی سے ہے امید

تخلص امیر اس لیے ہے مرا — کہ ہون مین فقیر در مصطفی

طبیعت مین اوّل سے تھا ذوق علم — رہا ابتدا سے مجھے شوق علم

کتب سے جو درسی پڑھے وہ تمام — پڑھا یا کیا صبح سے تا بہ شام

مگر شاعرون سے جو صحبت ہوئی — سو نظم مائل طبیعت ہوئی

یہی سالہا شغل میرا رہا — کہ دریاے فکرت مین ڈوبا رہا

وہ کیا نظم ہے جو نہ مین نے کہی — رباعی۔ قصیدہ۔ غزل۔ مثنوی

مضامین کی روز افزا کثر تلاش
معانیِ تازہ کی شب بھر تلاش

مناسب طبیعت تھی شہرت ہوئی
مشقّت سی لیکن مشقّت ہوئی

یہ آیا مرے دل میں اک دن خیال
کہ کب تک یہ اشغالِ خسران مآل

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت

کبھی عاشقانہ جو اپنی غزل
نہیں ہے کوئی اس میں حُسنِ عمل

وہ کر فکر جس میں کہ عقبیٰ ہو پاک
ترا اخترِ بخت ہو تابناک

مناسب ہے فکرِ مضامینِ نعت
کہ تزئینِ ایمان ہے تبیینِ نعت

کرے تا خدا خود صلہ مرحمت
محمدؐ کے صدقے سے ہو مغفرت

مگر اور فکروں سے فرصت نہ تھی
معیشت سے حاصل فراغت نہ تھی

اُٹھے ہاتھ سیری سے جو بہرِ دعا
ہوا بخت یاور مرا رہنما

میں اُس در پہ پہنچا جو ہے بابِ فیض
کھلے ہیں اُسی در پہ ابوابِ فیض

وہ کلبِ علیخان بہادر کا در
جو سارے رئیسوں میں ہے نامور

اگر آسمان تخت کا پایہ ہے
تو خورشید بھی چتر کا سایہ ہے

خردمند ہے صاحبِ ہوش ہے
عطا پاش ہے وہ خطا پوش ہے

اگر چشم حق بین تو دل حق گزین
سوا حق کے پیشِ نظر کچھ نہیں

ہمیشہ سے یہ گوش ہیں حق نیوش
دلِ پاک میں بحرِ عرفاں کا جوش

زبان آشنائے سخن ہائے حق
معین اس کا حق ہے یہ شیدائے حق

شریعت کا تابع فدائے رسولؐ
بھری سر میں اس کے ہوائے رسولؐ

مسافر نواز و رحیم و کریم
شب و روز جاری ہے فیضِ عمیم

بڑے عزّت افزائے اہلِ علوم
کہ ہیں ماہ کے ساتھ جیسے نجوم

یہ ذرّہ بھی کچھ کچھ ہے خاطر پسند
نظر کردۂ آفتابِ بلند

یہ اُس در سے حاصل سعادت ہوئی ۔ سو نعت مائل طبیعت ہوئی
ہوئین نظم غزلین مخمس کہے ۔ رباعی قصیدے مسدس کہے
ہوا ہو کوئی شعر شاید قبول ۔ کہ اُس سے ہو عقبیٰ کی دولت حصول
الٰہی حقیقت مری کچھ نہین ۔ مگر بندۂ خاتم المرسلین
اِس امید پر کی ہے نعتِ رسول ۔ کہ شاید یہ طاعت کرے تو قبول
ترا دوست ہے تجکو پیارا بہت ۔ مجھے بہرِ بخشش اشارا بہت
الٰہی ہو محشر مین میری نجات ۔ فراغت رہے تا بقیدِ حیات
کسی کا نہ محتاج ہون یا خدا ۔ رہے میری حرمت مع اقربا
بُرا سب سے ہے قرضداری کا بار ۔ نہ دن کو نہ شبکو ہے اِس سے قرار
تقاضا ہے مجھ پر مین خاموش ہون ۔ الٰہی بعجلت سبکدوش ہون
کرم سے سبیل ایسی کوئی نکال ۔ کہ یہ مثلِ مُو سر سے اُترے وبال
ہزارون ہین میدانِ ہمت کے مرد ۔ بہت وادیِ جُود کے رہ نورد
جسے اک ذرا ہو اشارہ وہی ۔ بلاؤن سے مجکو چھڑادے ابھی
ہین لاکھون کرورون کا طالب نہین ۔ یہان حرص دنیا کی غالب نہین
عیال اور اطفال کے واسطے ۔ بلا شرطِ خدمت وظیفہ ملے
کوئی گوشۂ عافیت ہو نصیب ۔ وہان بیٹھکر ورد ہو یا حبیب
فقط اِس قدر آرزو ہے مری ۔ لکھون مطمئن ہو کے نعتِ نبیؐ
الٰہی یونہین زندگی ہو تمام ۔ بحقِ محمد علیہ السلام
ولی نعمتِ ذرّۂ خاکسار ۔ جو خورشید ہو صاحبِ اقتدار

ستارہ ہو دولت کا اُس کی بلند
رہے حشر تک خرّم و ارجمند

شروع قصائد

تفکر امتیاز جان و جانان مین کیا حد کا
عروض اب تک نہ آیا ہاتھ اس بیت معقد کا

نفخت فیہ من روحی کے معنی سے ہوا ثابت
خزانہ ہے محیط اس چشمہ روح مجرد کا

گیا شبہہ سمجھ مین آیۂ حبل الورید آیا
رگ گردن مقام خاص ہی محبوب سرمد کا

سمٹنا تھا بھنور کا جو وہی تھا موج کا بڑھنا
کھلین آنکھین تو عالم ایک دیکھا جزر کا مد کا

سوا حیرت کے کیا ہی فکرت کنہ حقیقت مین
یہ وہ گھر ہے کہ جس مین بند دروازہ ہی مقصد کا

کلید فہم و ندان طمع کیسا تیز کرتی ہے
کبھی ممکن نہین ہی کھولنا اس قفل ابجد کا

نہ بن نادان نہ کر کچھ فکر آخر کچھ نہ ٹھہرے گا
خرد ہے گیند اُس کی ذات مین عالم ہی گنبد کا

لحاظ خبط معنی چاہیے مشتاق معنی کو
جدا کرنا ہے بیجا لفظ مین حرف مشدد کا

حباب آسا مین آنکھین بند تیری ورنہ ظاہر ہی
کہ ہر موجہ ہے اس دریا مین جادہ راہ مقصد کا

مقام عجز مین آرزو سیاہی دور کر دل کی
غضب ہے خانۂ کعبہ مین رہنا مار اسود کا

جھکا سر دیکھ ہے نور تجلی کعبۂ دل مین
نشان طوق گریبان مین بھی ہی محراب معبد کا

ادھر نالہ کیا دل نے ادھر مقصود حاصل تھا
دعا سے تا اجابت فاصلہ ہے تیر کی زد کا

نہ کیون سوے مقدم ہو رجوع دل موخر کی
کہ مرکز ہے ہر اک مسند الیہ اسناد مسند کا

مٹا دے زندگی مین نقش ہستی کو کہ ہو جاے
بہشت جاودان مین سامنا عیش مخلد کا

در مقصود کا پھر تجھکو ہاتھ آنا ہے کیا مشکل
ہوا غواص جب تو قلزم اسرار سرمد کا

صفائی قلب حاصل کر وہ کسب زہد و تقویٰ سے
کہ عالم پیکر خاکی مین ہو روح مجرد کا

نہ آ ہرگز فریب محفل آرایان نخوت مین
کہ گاؤ سامری ہے گاؤ تکیہ اُن کی مسند کا

بچھائین فرش کی جا مس کا یہ پوست کچھوا کر
خیال آئے جو بالش کا تو سر منگوائین سہ مد کا

نہ رکھ تاج تکبر سر پہ تیرے حق مین سم ہوگا
سر افعی ہے اس مین ہے جو آویزہ زمرد کا

خیال دولت دنیا کبھی گر دل مین آجاے
سمجھ اُس کو کہ ہے یہ وسوسہ ابلیس مرتد کا

اطاعت اہلِ دل سے منعمونکی ہو نہین سکتی
زبان چلتی ہے اِن کی کاٹ کر رشتہ خوشامد کا

یہ دولت سے ہی نفرت چاہتی ہین صاحبِ ہمت
کہ پھر غسلِ میت بھی نہ ہو تختِ زبرجد کا

وہ ہین مقبولِ حق جو نا قبولِ اہلِ عالم ہین
مِلا ہے منزلِ مقصود سے جادہ خطِ رد کا

فرشتے اُن کو ڈالی ہین لگا کر نذر دیتے ہین
جو پھل پہلے اُترتا ہے نہالِ لطفِ سرمد کا

فنا و فقر کے مضمون تو باندھے ای امیر اچھے
سُنا کوئی غزل بھی اب کہ دل مشتاق ہے حد کا

غزل

خدا جانے کب آنا ہو چمن مین اُس سہی قد کا
سجا رکھا ہے کیون غنچون سے ٹہنی نے گلدستہ آمد آمد کا

اُسے دیکھا جو گلشن مین تو ساری سرکشی بھولا
زمین پر بچھ کے سروِ باغ سایا بن گیا قد کا

اٹھائین دل پہ چوٹین جب گیا بے یار دریا پر
حبابِ موج کو کیونکر نہ سمجھون مین پھری گدکا

کبھی گھبرا کے دریا پر جو مین فرقت مین جاتا ہون
زبانِ موج پر آتا ہے تہلیل تیر یا شد کا

موے پر آئے تو ہے شوق آستے قبرِ عاشق پر
دکھا دے اسکے تو دکھلا ہے کچھ اثر اللہ بند مرقد کا

درِ محبوب بالش کوچۂ محبوب مسند ہے
نہ ہین خواہان ہون بالش کا نہ ہین طالب ہون مسند کا

خیالِ ابرو رکھتے ہین ناحق عاشقِ ابرو
الف ہر چند ہے اِس لفظ مین لیکن ہے بے مد کا

مصوّر نقشہ جب اُس نازنین کا کھینچنے بیٹھا
کمر کا یہ پتا رکھا کہ خط کھینچا ندارد کا

سیاہی سے یقین ہے پنجۂ مژگانِ شانہ ہو
جو شانہ مہر کا پنجہ ہو اُس زلفِ مجعّد کا

پھلکتی چھوڑ دی اب خوشنویسی کا ہے شوق اُسکو
دوات و خامہ لاؤ طاق پر رکھدو پھری گدکا

نہین سنبھلتا میرا دل نہ بہلے گا نہ بہلے گا
تماشا چرخ دکھلائے نہ اُس محبوبِ گدکا

کہے دن کو جو وہ شب مین کہون تارے نکل آئے
دغا سے چاپلوسی سے زمانہ ہے خوشامد کا

خیالِ گردشِ چشمِ بتان مین موت آتی ہے
یقین ہے گنبد آ ہو سو گنبد میرے مرقد کا

کمر کا وصف کرنا صاف حالِ غیب کہنا ہے
دہن کی مدح کرنا کہہ اٹھا ہے قفلِ ابجد کا

کسی سے وار شمشیرِ قضا کا رک نہین سکتا
امیر اِس دن رہا ہے نہ جوشن کا نہ چلتہ کا

سُنائی مین نے جسدم یہ غزل معنی شناسون کو ۔۔۔ کہا صد آفرین مضمون ہے جو ایسے وہ آمد کا

فصاحت اِس کو کہتے ہین بلاغت اِسکو کہتے ہین ۔۔۔ مزہ ہر شعر مین ہے انتہا کا ذائقہ حد کا

جو نقطہ ہے وہ خال روے مہ رویان پہ طرہ ہے ۔۔۔ عیان ہر سطر سے ہے سلسلہ زلفِ مسوّد کا

جو شعر وصفِ عارض ہے کہین گل سے بھی نازک ہے ۔۔۔ بلندی سرو کی رکھتا ہے جو مضمون ہے قد کا

مگر توصیفِ رخسار و خط و گیسو سے کیا حاصل ۔۔۔ وظیفہ تھا جو اِن بیتون مین ہوتا وصفِ احمدؐ کا

ہوئی عبرت مجھے پھیری عنان اسپ طبیعت کی ۔۔۔ ارادہ بندہ گیا وصفِ جنابِ خاص سرمد کا

لگا کرنے مین قرآن کی تلاوت پھاڑ کر پوتھی ۔۔۔ ہوا مسجد مین داخل چھوڑ کر مے خانہ موبد کا

کہو عشاقِ احمدؐ سے کہ آئین اِسکے سننے کو ۔۔۔ قصیدہ اِک نیا پڑھتا ہون مین نعتِ محمدؐ کا

مطلع

الف آدم مین ہے ممدود احمدؐ مین ہی مد کا ۔۔۔ سبب یہ ہے کہ وان سایا تھا یان سایا نہ تھا قد کا

بلاؤن سے بچے جو نام لے دل سے محمدؐ کا ۔۔۔ اثر میمِ مشدّد مین ہے ذو القرنین کی سد کا

جو آنکھین ہون تو نامِ پاک سے پیدا ہے یکتائی ۔۔۔ کہ آغوشِ احد مین جلوہ گر ہے میم احمدؐ کا

زہے خاطر جو دنیا سے بلایا حق نے پاس اپنے ۔۔۔ روان ہمراہ قاصد کے کیا ہدیہ خوشامد کا

مگر حاجی انہین کا سنگِ در اِسکو سمجھتے ہین ۔۔۔ لیا کرتے ہین کعبہ مین جو بوسہ سنگِ اسود کا

شروعِ دفترِ امکان مین بسم اللہ کے بدلے ۔۔۔ قلم نے نام لکھا لوح پر پہلے محمدؐ کا

فلک پر ہون نہ کیونکر دیدہ شمس و قمر روشن ۔۔۔ لگایا کرتے ہین آنکھون مین سرمہ خاکِ مرقد کا

فلک طاؤس کی صورت جو ابتک رقص کرتا ہے ۔۔۔ کبھی دیکھا تھا جلوہ ابرِ گیسو سے محمدؐ کا

جُدا رکھا مجھے اُس روضہ پرنور سے ابتک ۔۔۔ بُرا ہو طالعِ بد کا بُرا ہو طالعِ بد کا

جو اپنے دوست کا ہو دوست سبکو دوست ہوتا ہے ۔۔۔ خدا کا کیون نہ عاشق ہون وہ عاشق ہے محمدؐ کا

بہت ہے نازحسّان بن ثابت کو میر طبعی پہ ۔۔۔ مگر دیکھا نہین جوہر مری تیغِ مہنّد کا

الٰہی ہو گذر تسلیم گاہِ بزم میں وا این ۔۔۔ جھکے ایسا کہ شکلِ دال بنجاے الف قد کا

کمی اُس سی نہین کی مین نے بھی توصیفِ حضرت مین — شہیدی گو کہ موجد ہے اِس آئینِ مجدّد کا
یہان سے لکے کر پھر دو چار مطلع مدح کرتا ہون — شگفتہ تا دوبارہ دل ہو مشتاقانِ احمدؐ کا

مطلع

ظہور آخر ہے اوّل انبیا سے نورِ احمدؐ کا — سجا ہے گر لقب ہو اوّل و آخر محمدؐ کا
عبادت سی نہین خالی تماشا اُس کی مسند کا — کہ ہر بوٹا ہے ٹھپّا جلدِ قرآنِ مجلّد کا
نگینہ نامور کیا خاک ہو چرخِ زبرجد کا — بنے جب تک نہ اُسمین ہل بوٹا اُسکی مسند کا
الٰہی آئے وہ جھونکا ہوائے شوقِ بے حد کا — اُڑا لیجائے دکھلا دے مجھے روضہ محمدؐ کا
مجسّم کرکے نور اپنا خدا نے عرش سی بھیجا — ادا ہو شکر کیا بندون سی اُسکے لطفِ بیحد کا
بلاوے تشنہ امان خلقت کے نامِ پاک سے پانی — ہے اب رہنا نہ رہنا ایک ذوالقرنین کی سد کا
سنا مین کیسی گوشِ سامعین کو غیب کی باتین — کہے لب وا تو دروازہ کھلا اسرارِ سرمد کا
خبر دیتے رہی مرسل سب اپنی اپنی امت کو — زمانے مین نہ تھا کب شور اُن کی آمد آمد کا
چلے جس سرزمین پر اُس کو کعبے کی بزرگی دی — شرف ہر سنگ کو ہی نقشِ پا سی سنگِ اسود کا
دوئی کیسی کہان ثانی کہ یہ دونون ہین لاثانی — خدا کا دوسرا کوئی نہ سایا آپ کے قد کا
وہی سایہ وہی قد تھا کہ تھے ظلِّ خدا حضرت — جدا کرنا بہت دشوار تھا حرفِ مشدّد کا
تھکا جب ڈھونڈ کر سمجھا غلط فہمی سے وہم اپنا — کہ ہے رخت سیاہِ کعبہ سایہ آپکے قد کا
کیا یہ پانی پانی گیسوئے مشکین کی خجلت سے — سما کر خاک مین پوشیدہ سایہ ہو گیا قد کا
گمان ہوتا ہے جنت سے وہی اترا عیاں ہوکر — اُٹھا رکھا تھا جو اللہ نے سایہ محمدؐ کا
نبی سب مجمعِ اعجاز کب تھے مثل حضرت کے — ملا تھا اُن کو تو ایک ایک پارہ اِس مجلّد کا
وہی تو چرخِ اخضر ہے جو روزِ خلقتِ آدمؑ — گرا تھا تاجِ نورانی سے آویزہ زمرّد کا
سکونت کی جگہ درکار تو مخلوق کی تھی اُنکو — یہی باعث ہوا بنیادِ طاقِ زبرجد کا
خدا و شہ سی ہون امن کنون نہ جو ساکن ہین روضہ کے — کہ بسم اللہ کا گنبد ہے گنبد اُن کے مرقد کا

غش آجائے جو موسیٰؑ اِس تجلی زار کو دیکھیں
چراغ طور ہے رخشان کلس روضے کے گنبد کا

ہوا یہ عندلیب سدرہ کی منقار رکھتی ہے
کہ نون گلگیر ہیں گرگل ہیں اُن کی شمعِ مرقد کا

وہ مستغنی مجاور ہیں کہ جن کے سامنے سلطان
ادب سے دم بخود ہیں منہ نہیں پڑتا خوشامد کا

برادر دونوں جبریلؑ و عیسیٰؑ ہیں نوری و خاکی
اِدھر بھی ہے اُدھر بھی سلسلہ ثابت محمدؐ کا

ہوئے ہیں جمع امکان و قدم ذاتِ مقدس میں
محمدؐ میں یہی مطلب تو ہے میمِ مشدّد کا

عجب اُس خسروِ دین کو خدا نے دی ہے بیداری
کہ مخمل خواب سے واقف نہیں ہے اُس کی مسند کا

دو عالم کے دوشالے کو ملی ہرگز نہ زیبائش
لگایا حاشیہ جب تک نہ اُس میں اِس کی مسند کا

حکومت دین کی پاکر جو بانٹی بیل ہاتھ آیا
کلیم اللہ کو چھوٹا سا بوٹا اُس کی مسند کا

خدا کے نور کے ہمراہ نورِ مصطفیٰ دیکھا
فرہ موسیٰؑ سے پوچھا چاہیے تکرار یہ حد کا

بچی طوفان سے کشتی آکے ٹھہری کوہِ جودی پر
کہا جب نوحؑ نے یارب بجا صدقہ محمدؐ کا

خلیل اللہ پر کیسی گلستان ہوگئی آتش
ہوا مشکل کشا موجہ نسیم باغِ احمدؐ کا

بٹھایا تختِ شاہی پر مہِ کنعانؑ کو زندان سے
وہاں دشوار تھا آزاد کرنا کیا مقیّد کا

رہائی پائی قیدِ بطنِ ماہی سے جو یونسؑ نے
اشارہ یہ بھی تھا اک نونِ ابروئے محمدؐ کا

کبھی ایوبؑ کے شافی کبھی یعقوبؑ کے حامی
بھرا دُرِّ عنایت سے نہ دامن کس کے مقصد کا

بنا آیاتِ قرآن کی ہے اُن کی ذات سے محکم
قیام اُن کے سبب کعبے کے ارکانِ مشیّد کا

اصولِ خمسۂ اسلام جو مشہور ہیں پانچوں ان
مخمّس آپ کے دیوانِ ارشادِ مؤکّد کا

فروعِ دین جو شش گانہ ہیں شایع اہلِ ایمان میں
مسدّس آپ کے فکرِ مضامینِ مجدّد کا

قمر کو کس طرح کرتی نہ دو انگشت دو ٹکڑے
انہیں دو نقطۂ زیرین کا طالب لفظ شاید کا

شکک سنجر شقّ القمر میں کچھ جو شک لائے
کرے دو پارہ تشدید سر کافِ مشدّد کا

شجر مانندِ انسان بڑھ کے استقبال کو آئے
ہوا جب جنبشِ مژگان سے ایما اُس سہی قد کا

دلِ انسان کو کیا اُس کا گوارا ہے غمِ فرقت
کرے نالہ جگر جب چاک ہو چوبِ مسنّد کا

بجا سبز و سیہ ہے جامۂ فیروزہ و نیلم
شکم پر سنگ اسود اور فاقے سے شکم خالی
شب معراج کیا اُس مقتدا نے مرتبہ پایا
دکھایا صاف خرق والتیام ماہ کا عالم
رکابون سے ملین آنکھین جھکایا سر کو قدمون پر
کیے آٹھون فلک طے دم مین پہنچے عرش اعلیٰ پر
دکھائی قوت بازو کمان قرب یون کھینچی
کہا جو کچھ کہ کہنا تھا سُنا جو کچھ کہ سننا تھا
لگایا غوطہ اُس بحر حقیقت مین شناور نے
گئے حضرت پھرے حضرت مٹی گرمی نہ بستر کی
خدا سے جو ملا معراج مین نقد عطا اُن کو
محبت ہے مری دلمین بھی اُس محبوب یزدانکی
خدایا تو ہے منصف مین احد سمجھا جو احمد کو
نہ دولت کی تمنا ہے نہ حشمت کی ہوس مجھکو
زیارت کو چلون یارب پڑی ہے غل مدینے مین
کلاہ فخر پھینکون چرخ پر جامے سے باہر ہون
بچھاؤن فرش پا انداز ہر گام اپنی آنکھون کو
جبین سائی کرون ایسی کہ اُس صیقل سے ظاہر ہو
ملے کیا لطف جب ہون روضۂ پرنور مین داخل
کبھی یون شوق کامل سے در و دیوار کے بوسے
سلیقہ گو نہین دربار کا لیکن توقع ہے

ہوا یاقوت احمر گوہر دندان محمد کا
ہوا ثابت کہ کعبہ بھی مقلد ہے محمد کا
ہوا مشتاق شہرہ قدسیون مین آمد آمد کا
جُدا ہو کر ملا کیا نور حق سے نور احمد کا
ملا جبریل کو رستے مین کیا موقع خوشامد کا
قدم آگے بڑھا اُس واقف اسرار سرمد کا
کہ عالم دونون گوشون مین ہوا حرف مشدد کا
وہی قائل وہی سامع سمان آواز گنبد کا
گریبان جزر کا جس مین نہ دامن تھا کہین مد کا
قدم تھا ایک ہی گویا در آمد کا برآمد کا
دیا امت کو عقدہ کھول کر زلف معقد کا
اُویس نیک خو جس طرح عاشق تھا محمد کا
کہ دیوانہ جو مجرم ہو نہین ہے مستحق حد کا
الٰہی عشق احمد کا الٰہی عشق احمد کا
غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا
نظر آئے مجھے جلوہ جو اُس روضے کے گنبد کا
سر مشتاق ہو اور آستانہ ہو محمد کا
چھپا ہے زنگ مین جوہر جو شمشیر مہند کا
ریاض خلد مین ہو سامنا عیش مخلد کا
لگاؤن سرمہ آنکھون مین کبھی اُس خاک مرقد کا
مجاور رحم کھا کر منصب بتادینگے خوشامد کا

عجب کیا اشک کی صورت گرین مولا کی قدمون پر
نکل کر پتلیان دونون کہ شوق بوسہ ہے حد کا

کرون مس پشتِ مرقد کو جب آنکھون کی پپوٹون سے
ضیائے دیدۂ دل کو بڑہا ہے نورِ مرقد کا

نسیمِ لطف کا جھونکا الٰہی کوئی چل جائے
شگفتہ مثلِ گل ہو جائے غنچہ دل کی مقصد کا

دعا مانگون عقیدت سے مجاور سب کہین آمین
الٰہ العالمین صدقہ ضریحِ پاکِ احمدؐ کا

سلامت رکھ مری **کلبِ علیخان** بہادر کو
محمدؐ نام جو ہمنام ہے تیرے محمدؐ کا

زیادہ ملک ہو اُس کا بڑہا اقبال و دولت کو
جہان مین اُس سے روشن نام ہو اُسکے اب و جد کا

قصیدہ در منقبت

کیونکر نہ کرون ملکِ معانی کو مین تسخیر
خامہ ہے مرادستِ یداللہ کی شمشیر

آئے جو تعلّی پہ مری ہمتِ عالی
دشوار نہین قلعۂ افلاک کی تسخیر

جو معنیِ روشن ہے وہ ہے غیرتِ خورشید
سودا نہین مجھکو جو کرون مہر کو تسخیر

سرکش مری نرمی سے کبھی بڑھ نہین سکتے
لہرآب کی شعلے کیلیے بنتی ہے زنجیر

انصاف کی چھوٹے دم الشانہ رعایت
پروانہ کرون مین قلمِ شمع سے تحریر

دل صاف زبان صاف سخن صاف ہی میرا
موتی کی لڑی ہے کہ مسلسل مری تقریر

طائر اُتر آتے ہین ٹھہر جاتی ہین نہرین
داؤدِ صفت ہے وہ مری لحن مین تاثیر

عکس آئنے مین میری اشارے سے ہے گویا
لب میرے جو ہلتے ہین تو بول اُٹھتی ہے تصویر

جا سکتے ہین کب اُڑ کی کہین مرغِ مضامین
وابستۂ فتراک ہین سب صورتِ نخچیر

شعر اپنے بیاضِ دلِ غلمان پہ جو لکھون
دے مردمکِ حور سیاہی سپئے تحریر

ہو صاحبِ معنی تو معانی مرے سمجھے
ہو صاحبِ تقریر تو جانے میری تقریر

خضرِ رہِ باطن ہے مری غفلتِ ظاہر
یوسفؑ کی زیارت ہے مری خواب کی تعبیر

جو بات مرے منھ سے نکل جائے وہی ہو
گویا ہون زبانِ قلمِ کاتبِ تقدیر

قُل نکلے زبان سے جو مری ہو تُم عیسیٰؑ
ٹھہرے نہ قدم ایک کا میدانِ سخن مین
ہون مین وہ سخنور کہ لکھا نام چو میرا
سُن سُن کے مجھے گرم طبیعت ہوی شاعر
دیتے ہین مزہ قدر شناسانِ سخن کو
کہتا ہون وہ سُنتا ہون جو استادِ ازل سے
وہ خسروِ اقلیمِ سخن ہون کہ جہان مین
تھے قبضۂ خسرو مین معانی کے جو کشور
سب مصحفی و میر سے لئے تہنیت آئے
بیچارہ ہوس کیا ہے کہے گا جو قصیدہ
البتہ مقابل ہین مرے عرفی و فیضی
لطفِ سخنِ تازہ کہان اُن کے سخن مین
ہر نقطے مین یان مردمک آسا ہے زمانہ
سو طرح کا بخشا ہے مجھے علم خدا نے
روکین جو علائق نہ رُکے میری طبیعت
میدانِ سخن جیت لیے مین نے ہزارون
یہ فخر و شرف اُس کی غلامی سے ہے حاصل
پیدا جو ہوا بعد وہ آدمؑ کے عجب کیا
مزدورِ در اُسکے ہین وہ صاحبِ خانہ
جان بخشِ خلائق تھا اگر نعلِ مسیحا
محرم نہ انسان نہ زیارت سے فرشتے

وان جی اُٹھے مُردہ تو یہان بول اُٹھے تصویر
چل جائے اگر میری زبان صورتِ شمشیر
سجدے کو سرِ لوح جھکا خامۂ تقدیر
ذرّون نے لئے جو پائی ہے تو خورشید سے تنویر
یہ لفظ یہ معنی ہین اجو مثل شکر و شیر
ہون صورتِ طوطی پسِ آئینۂ تقدیر
شُہرہ ہے مرا حکم کے مانند جہانگیر
سب مین نے کیے تیغِ زبان کھینچکے تسخیر
تھوڑی سی زمین دی اُنھین اُس ملک مین جاگیر
ایسے تو بہت ہین مرے گلشن مین عصافیر
پر فرق ہے اتنا مین جوان طبع ہون وہ پیر
کہنہ ہون دوا مین تو بدل جاتی ہے تاثیر
سمجھے نہین ہے جن کی نظر مین مری تحقیر
قرآن مرا دل ہے تو سینہ مرا تفسیر
پڑتی ہے بھلا پاے نگہ مین کوئی زنجیر
بازو ہے قوی چھوٹتی ہے عرش پہ شمشیر
جو صاحبِ قنبر ہے ولا جس کی ہے اکسیر
تقدیم کی مانع نہین کچھ لفظ کی تاخیر
حق ہے کہ ہوا کعبہ اُسی کے لیے تعمیر
جان بخشِ مسیحا ہین وہ حضرت دمِ تقریر
تھے آپ زمین پر تو سرِ عرش تھی تصویر

لاتے جو تصوّر رُخِ پُر نور کا دل میں
خامہ کفِ مانی میں ہو شمعِ شبِ تصویر

پیوستہ وہ ابرو نہیں بالائے رخِ صاف
مومن سے ہے مومن سحرِ عید بغلگیر

ابرو ہے حرم چاہِ ذقن چشمۂ زمزم
رخ صورتِ قرآن خطِ شبرنگ ہے تفسیر

وحشی جو کرے دل میں خیالِ گلِ عارض
بلبل کا ترانہ ہو اُسے نالۂ زنجیر

اک لمعۂ رخسارۂ پُر نور تھا وہ بھی
موسیٰ کو جو آئی تھی نظر طور پہ تنویر

منقوش نہیں کس لیے یا شبیہِ رخِ مولا
پردے میں مری آنکھ کے اوراقِ تصاویر

آئے وہ رخِ پاک نظر خواب میں جسکو
رضوان اُسے دے داخلۂ خلد کی تعبیر

افلاک جو اوراق ہوں اشجار قلم ہوں
ممکن نہیں شمّہ بھی ہو اوصاف کا تحریر

کرتا ہوں رقم اور بھی کچھ مطلعِ رنگین
امید ہے پاؤں چمنِ خلد میں جاگیر

مطلع

چھوٹا جو کبھی دستِ مبارک سے کوئی تیر
نسرینِ فلک اوجِ فلک پر ہوے نخچیر

کس روز وہ ظالم کو نہیں دیتے ہیں تعزیر
ہیں تیغ کے جوہر قدمِ تیغ میں زنجیر

کافی ہے فقط خُلق نہیں حاجتِ شمشیر
اقلیمِ دلِ خلق اشارے میں ہے تسخیر

کیونکر نہ ہوں جبرئیلِ امین تابعِ فرمان
اُستاد کی خدمت سے پئے شاگرد ہے توقیر

ق

ہو لطف جو حضرت کا نہ انسان کا معالج
اخلاط میں تفریق عناصر میں ہو تغییر

پانی کی طرح آگ پگھل کر ابھی بہ جائے
گرمی یہ بڑھے آب میں ہو آگ کی تاثیر

ق

بخشے نہ اگر رنگ اثر حکمِ معلّےٰ
باطل ہو نباتات و جمادات کی تاثیر

گل ہوں کبھی تحریکِ ہوا سے نہ شگفتہ
دے رنگِ جواہر کو نہ خورشید کی تنویر

اشیائے جہان سے جو کریں دفعِ ضرر وہ
زخموں کے لیے مشک میں مرہم کی ہو تاثیر

حکم آپ کا جس روز سے ہی محتسبِ شرع
ہے زخم کے بھی چور کو اندیشۂ تعزیر

ق

ہیں عہد میں حضرت کے جو اسلام سے باہر
حاصل نہیں کچھ اُن کو بجز خجلت و تشویر

عزّیٰ و ہُبل حکمِ خدا سے ہوں جو گویا
اصنام پرستوں کی کریں آپ وہ تکفیر

عاشق کا دل آزار نہین غمزۂ معشوق
دیوانۂ الفت کا فزا دل جو کرا ہے
خون ریزیِ انسان تو کہان خوف ہی ایسا
مظلوم سے ہے نرم یہان تک دل ظالم
اُڑ اُڑ کے جو خس دیدۂ مردم مین پڑے ہین
کیا فیض ہے خاطر کبھی دشمن کی نہ توڑی
کفار ہون کیا آپ کی شمشیر سے جا نبر
پروا نہین اعدا ہین اگر منکرِ جرأت
مولا کا جو دشمن ہے کہین سگ سے بھی بد تر
پروازِ عدو بہرِ عدو مرگِ عدو ہے
ہو سیر مرقع کی جو منظور عدو کو
جینے کی تمنا جو کرے مردہ دشمن
کام آئے مخالف کی سپر خاک دمِ جنگ
وہ آتش تیغِ مصفّا ہے کہ جس مین
مومن کے لیے ہے یہ کلیدِ درِ جنت
پڑ جائے اگر بحر مین اس تیغ کا پرتو
کھنچ جائے یہ جب ایک کو دو دو کرے جا
پانی مین جو ماہی ہے ہر اک حلق بریدہ
تیزی سے طبیعت مین ٹھہرتا نہین مضمون
پرواز کرے کاغذِ بادی کی طرح سنگ
کیا ٹھہرے کوئی سامنے اُسکے سرِ میدان

اِس درجہ ہے آوازۂ انصاف جہانگیر
غل گیسوِ محبوب کرے صورتِ زنجیر
سیماب کو گشتہ نہ کرین صاحبِ اکسیر
سپنے سے شرر سنگ سے شیشہ ہی بغلگیر
اس جرم پہ گیسون مین ہوا ہوتی ہے تشہیر
جب کچھ نہ ہوا بخشد سے لیے شبر و شبیر
رہین طعمۂ شہبازِ اجل مثلِ عصافیر
مٹتے ہین مٹانے سے کوئی جوہرِ شمشیر
کب بلغم با غور ہے ہم طالعِ قطمیر
جس طرح پرِ مور حق مور مین شمشیر
طوفان کی طرح غرق کرے قلزم تصویر
قم اس کو مسیحا کا ہو قصاب کی تکبیر
کاٹے پرِ جبریل کو جب آپ کی شمشیر
کفار کو آتی ہے نظر موت کی تصویر
کفّار کو جادہ ہے جہنم کا یہ شمشیر
پیدا ہوا ہی آب مین تیزاب کی تاثیر
زیبا ہے جو اس تیغ کو کہیے یدِ آتش تیر
شاید کبھی دریا مین پڑا پرتو شمشیر
کیونکر ہو صفت اسپِ سبک خیز کی تحریر
نقاش اگر کھینچ دے اُس اسپ کی تصویر
چلنے مین یہ ہے تیر چمکنے مین ہی شمشیر

وہ تیر کہ مشرق سے جو مغرب کو رواں ہو
پہونچے صفتِ گرد نہ خورشید کی تنویر

تیری کا تصور دلِ مجرم میں جو گزرے
ٹھہرانے سے قاضی کی نہ ٹھہری کبھی تقصیر

تنویرِ جبین روشنیِ چہرۂ ایمان
گردون کی بلندی صفتِ نعرۂ تکبیر

تعریف کرے کیا یہ امیر آپ کی شاہا
توصیف سے ہے دریا صفتِ کوزہ ہی تقریر

یا شیرِ خدا دستِ خدا بازوِ احمد
مین بھی ہون تمہارا سگِ در صورتِ قطمیر

ہو روزِ قیامت نظرِ چشمِ عنایت
کوثر کا ملے جام جنان مین مجھے جاگیر

قصیدہ در نعت

اے خضر بھول گئی تھی مجھے راہِ تگ و تاز
وقت پر آگئے تم عمر تمہاری ہو دراز

آئی ہر گام جو درپیش رہِ ناہموار
یہ بھی تھا ایک زمانے کا نشیب اور فراز

آبلے آکے پڑے پاؤن پہ ہر ایک قدم
سوزنِ خارِ مغیلان کی رہی پا انداز

رحم اللہ کو آیا کہ تمہین بھیج دیا
شکر کیونکر ہو ادا ہے وہ بڑا بندہ نواز

اب جو حضرت کا طریقہ ہے وہی راہ مری
مقتدی کیون نہ ہون جب آپ سا ہو پیش نماز

رہنمائی سے تمہاری سرِ منزل پہنچون
سہل ہو جائے یہ راہِ سفرِ دور و دراز

مہربان خضر ہوے مجھ سے کہا کون ہے تو
کس طرف کا ہے ارادہ ہے کدھر روی نیاز

عرض کی مین نے مسافر ہون زیارت کا ہے عزم
کشورِ ہند سے ہون عازمِ اقلیمِ حجاز

حضرتِ خضر بغلگیر ہوے سنکے یہ بات
کردیا ذرے کو خورشید کیا وہ اعزاز

خندہ زیرِ لبی کرکے ہوے گرمِ سخن
قصد اپنا بھی وہین کا ہے مگر بعدِ نماز

تو روان پیشتر اس دشت سے ہو چار قدم
راہ سیدھی ہے بے کھٹک ساتھ خدا بندہ نواز

اب نہ رہزن کی ہے دہشت نہ کسی غول کا ڈر
نہ کسی جا کہین رستے مین نشیب اور فراز

عرض کی مین نے جو فرمان ہو ٹھہر جاؤن کہین
گو مکان کوئی سفر مین نہین جز قصرِ نماز

آپ کے ساتھ چلون تا نہ رہے کچھ کھٹکا
خضرؑ بولے کہ نہین یہ نہین فرمانِ خدا
تو نہ کر خوف کہ تائیدِ خدا ہے ترے ساتھ
حسبِ فرمانِ خضرؑ مین نے بڑھایا جو قدم
دُور سے روضۂ اقدس پہ پڑا دیدۂ شوق
حبذا روضہ کہ ہے مرکزِ پرکارِ فلک
نقش وہ نقش کہ خود جس پہ ہے نقاش کو فخر
در و دیوار سے اُس گھر مین برستا ہے یہ نُور
باب وہ باب کہ کہتے ہین جسے بابِ قبول
خوشنما حلقۂ در مردمکِ چشمِ پری
روزنون سے ابھی آنکھون کو بدل لین آہو
اس قدر شوق لبِ بام کا رکھتے ہین طیور
چادرین نور کی روضہ مین بچھاتین پئے فرش
دلِ محمود لیے قبر سے آتا ہے یہان
جس طرح گردِ سرِ شمع پھرین پروانے
خلد مین حور کا نظارہ اُسی کو ہے حلال
آ کے اِس روضے کی دیوار پہ چسپان ہوگا
جانبِ قبلہ ہو جس طرح رخِ قبلہ نما
آ کے روضے مین زیارت کو جسے ہو منظور
قلب ہو جاتے ہین اس روضہ مین ہر شی کے بری
لحظہ لحظہ ہے کرامت سے کرامت ظاہر

خار دامن پہ مبادا ہو کوئی دست انداز
کام ہین اور بھی مجھ کو نہین کہنے کے وہ راز
دم مین پہنچے گا اگر شوق سے بالِ پرواز
آئی اک جنبشِ مژگان مین نظر خاکِ حجاز
حبذا روضہ کہ ہے برجِ نجومِ اعجاز
حبذا روضہ کہ ہے عرشِ جہان با انداز
صنع وہ صنع کہ خود جس پہ ہے صناع کو ناز
ہو ادا شرع مین شب کو جو پڑھین دن کی نماز
پردہ وہ پردہ کھلے جس سے سراپردۂ راز
یا کوئی خاتمِ انگشتِ عروسانِ طراز
پر یہ ڈر ہے نہ کہین رشک کی بو ہو غماز
سایۂ مرغ کی ہے مرغِ سوا اونچی پرواز
چرخ نے سیم و زرِ شمس و قمر کر کے دراز
پھرِ جاروب کشی سلسلۂ زلفِ ایاز
کرتے ہین اُس کے حوالی مین ملائک پرواز
مل گیا اس درِ اقدس سے جسے حکم جواز
تھی یہ امیدِ سکندر جو ہوا آئینہ ساز
کعبۃ اللہ کا ہے اِس در کی طرف روئے نیاز
کہ درِ آئینہ سے روئے بد و نیک ہے باز
جس طرح بوتۂ زرگر مین طلا پاتے گداز
صبح تا شام ہوا کرتے ہین اس کے اعجاز

کیا مقامِ ادب و ضبطِ نفس ہے کہ جہان
توڑیے سنگ سے چینی تو نہ نکلے آواز

ہر مجاور کو عجب رتبہ خدا نے بخشا
خسروِ چرخ کو بھی جسکی غلامی پہ ہے ناز

وصفِ روضہ تو لکھا اب کہوں معراج کا حال
ہے مثل رات تو کوتاہ ہے افسانہ دراز

ذکرِ معراج نے بخشا یہ طبیعت کو عروج
مرغِ مضمون کی ہے بے بال و پری میں پرواز

آئے جبریلؑ امین لائے سبک سیر براق
طے ہوئی چشم زدن میں وہ رہِ دور و دراز

سر سے آنکھوں سے چوم رکھا درِ دولت پہ قدم
کبر کے سامنے یوں عجز ہوا نکتہ طراز

مدد اے لطف کہ معلوم نہیں رسمِ ادب
عفو اے ناز کہ معلوم نہیں طرزِ نیاز

بزم سب غالیہ سا پر کہیں خوشبو نہ مشام
کب زمین عطر کی رکھتی ہے نشیب اور فراز

دائرہ وہ کہ جسے دائرہ کہنا ہے خطا
نہ حد و سمت نہ انجام نہ اس میں آغاز

کچھ عجب بزم کہ تھی بزم کے اطلاق سے دور
عودِ بے مجمرہ و نغمۂ بے پردۂ ساز

ہم بغل شانۂ سرِ زلفِ رسا سے لیکن
نہ کوئی زلفِ مسلسل نہ کہیں دستِ دراز

ہوئی بے ذائقہ و شامّہ حاصل سرِ دست
بوے بے مادۂ عطر و مے شیشہ گداز

وہ سوالات و جوابات کہ جن میں وحدت
ایک ہو جیسے کہ آواز سے مل کر آواز

کیوں نہ خورسند ہو مرغِ نظرِ دیدۂ دل
ہوا ہے شاخ نشیمن جو کلہ گوشۂ ناز

کیا گلستانِ نزاکت تھی وہ محفل کہ جہان
گوشِ گل کو بھی گراں طائرِ بو کی آواز

نئی طلعت تھی نئی شکل کی وہ طاعت گاہ
ایک محراب و حرم ایک مصلیٰ و نماز

کشفِ اسرارِ حقیقت سے بڑھی اور امید
عقدہ کھل جائے تو ہو رشتۂ کوتاہ دراز

آپ کیا آپ کی امت بھی ہوئی اس میں شریک
واہ کیا دستِ کرم سے درِ رحمت ہے باز

سارے عالم میں پھر آئے گئے کتنی دور
نہ گئی گرمیِ بستر اسے کہیے اعجاز

کر یقین دیکھ ذرا شک کو نہ دے دل میں جگہ
عقل رکھتا ہے تو انہی پہ نہ ہو دست انداز

اور آیا ہے مرے دھیان میں مطلع دلچسپ
جس کے دو لخت ہیں دو مصرعِ دروازۂ ناز

راستی تنگیِ عالم سے نہ احباب کی جاے
جنتری ہین جو کھنچین تار تو ہون اور دراز

جو ریاکار ہین ظاہر ہین فقط تابعِ شرع
پردہ پوشِ حقیقت ہے انھین رنگِ مجاز

درِ اغیار پہ ساجد ہین جو اُس در کے سوا
پشت بر قبلہ پڑھا کرتے ہین کج فہم نماز

یا نبی آپ کے جانے سے سوِ خلدِ برین
کیا جہان درہم و برہم ہے درِ فتنہ ہے باز

خندۂ گل ہین ابھی سے گریۂ شبنم کی روش
کس قدر گلشنِ عالم کی ہوا ہے ناساز

دیجیے حکم کہ کوتاہ کرے تیغِ غضب
مثلِ گیسوے بتان دستِ ستم ہو جو دراز

نہ رہے گردشِ ایام کی نیرنگی
نہ کرے شعبدہ بازی فلکِ شعبدہ باز

پھر وہی نوبتِ عدالت سے ہو صحرا پُر خوشت
گرگ کو دوستیِ میش ہو سرمایۂ ناز

گرگ چھالا ہو غزالون کو تنِ شیر کا پوست
آشیانہ ہو کبوتر کے لیے چنگلِ باز

اور دو مطلعِ دلچسپ سناؤن اس جا
مثلِ مفتاح کشائندۂ قفلِ درِ راز

مطلع

ہو اگر عہدِ ہمایون مین وہ فتنہ پرداز
کارِ مقراض کرے سایۂ گیسوے دراز

خضر کی طرح [illegible] طاعت کو ملی عمر دراز
کہ قضا ہو نہین سکتی ہے مصلی کی نماز

وضعِ ظلمات [illegible]
کہین جاتی نہ رہے ظلمتِ گیسوے ایاز

ایک انگشت [illegible] نے بخشا
وہ دیے اور دیے اُس کو ہزارون اعجاز

جتنے لشکر مین تھے سب ایک طبق سے ہوے سیر
دعوتِ تنگ ہوئی دستِ مبارک سے دراز

کافرون نے جو نبوت کی گواہی چاہی
سنگ ریزون نے سرِ دست سنائی آواز

تیغِ انگشتِ مبارک سے ہوا ماہ دو نیم
کس پہ اظہار نہین شقِ قمر کا اعجاز

طفل و دو مردہ جو تھے زندہ ہو کے اٹھ بیٹھے
قُم کہی جب [illegible] نے سنی آواز

چاہِ بے آب مین فوراً ہوے چشمے جاری
[illegible] معجزِ آب [illegible] شاہِ حجاز

ہیزمِ خشک ہوئی دم مین درختِ سرسبز
کس نے دیکھا نہ تماشاے بہارِ اعجاز

کس فرشتے نے نہ تعلیم سے حصہ پایا
نام حضرت کا لیا مشکلِ یعقوبؑ کٹی
یادِ مولا مین نہ معلوم ہوا صدمۂ درد
چاہ و زندان مین وہ یوسفؑ کی کبھی تھی ہمدم
غرق ہونے سے بچی کشتیِ طوفانیِ نوحؑ
کس کی آواز تھی وہ طور پہ بالائے شجر
خاک سے چرخِ چہارم پہ جو عیسیٰؑ پہنچے
سجدہ آدمؑ کو نہ کس طرح فرشتے کرتے
یا نبیؐ آپ کی تعریف کہان ممکن ہے
عرض کرتا ہے یہ اب عطفِ عنان کر کے امیر
بخت برگشتہ عدو خلق زمانہ بے رحم
سوزشِ غم نے دیے ہین مجھے داغ پہ داغ
گرمِ افغان وہ مرا دل ہے کہ جس باغ مین ہے
پانی پانی ہے مرے موجِ فرہ کے آگے
داغِ سودا جو سویدا کی طرح ہے دل مین
ایک مین کیا کہ زمانے مین سوا غم کے ہے کیا
بہتے ہین روزِ ولادت کی طرح نزع مین اشک
یدِ طولیٰ ہے مرے بخت کو کوتاہی مین
آپ چاہین تو یہ سب عقدۂ دشوار ہون حل
ایک مدت سے ہوس ہے کہ زیارت ہو نصیب
اب فراق اور جدائی کی نہین تاب مجھے

کس پیمبر کے نہ حامی ہوئے سلطانِ حجاز
ہجر فرزند تھا ہر چند بہت صبر گداز
گو کہ تھی مدتِ بیماریِ ایوبؑ دراز
بطنِ ماہی مین وہ یونسؑ کی کبھی تھے دمساز
جب ہوا کوہِ وقار آپ کا لنگر انداز
لَن ترانی کی جو موسیٰؑ نے سنی تھی آواز
فیضِ حضرتؐ سے ملا اُنکو یہ اوجِ تک و تاز
صُلب مین اُن کے تھا نورِ شہِ کونین نواز
بحر آجائے سبو مین یہ ہے کس مین اعجاز
مین تو اک ذرّہ ہون خورشید ہو تم ذرّہ نواز
آفتین لاکھ ہین مین ایک فلک فتنہ طراز
شمع کی طرح ہوا ہون ہمہ تن سوز و گداز
نہ لبِ برگ نہ غنچے کا دہن بے آواز
موجِ دریا کی طرح زلفِ عروسانِ طراز
مردمِ دیدۂ محمود ہے یا خالِ ایاز
جو ہے جور و ستمِ چرخ سے ہے شکوہ طراز
الم انجام زمانے کا الم ہے آغاز
جس طرح دستِ خدا رزق رسانی مین دراز
سر سے ٹلجائے بلائے فلکِ شعبدہ باز
سرمۂ دیدۂ مشتاق کرون خاکِ حجاز
آتشِ شوق مرے سینے مین ہے صبر گداز

بیٹھتا ہون سرِ رہ روز اِس امید پہ مین
کہ کوئی قافلہ جاتا ہو اگر سوے حجاز

مین بھی ہمراہ چلون اُن کے بصد شوق و ادب
سر سے آنکھون سے کرون قطع رہِ عجز و نیاز

روضۂ پاک مین پہنچون تو یہ حاصل ہو شرف
میرے طالع کی قسم کھائین جو ہین واقفِ راز

سُرمہ وہ خاکِ قدم کا مری آنکھون مین لگے
صاف مانندِ نگہ ہوتی ہے جس سے آواز

آپ کے فیض سے پیدا ہو یہ بیتابیِ دل
جلوہ گر شاہدِ معنی ہون کُھلین پردۂ راز

موقعِ طول نہین قفلِ خموشی ہے ادب
ختم اِس بات پہ ہے بس سخن اے بندہ نواز

مگر جس روز کہ ہو محکمۂ روزِ جزا
کیجیے اپنی شفاعت سے مجھے بھی ممتاز

کیا عجب ہے یہ قصیدہ جو پہنچ جاے وہان
شوق مین آکے کرے مثلِ کبوتر پرواز

قصیدہ

نشاطِ دہر سے ہو کس طرح نہ دل مایوس
کہ چارون کی یہ مہمان ہے مثلِ شرمِ عروس

کسی کے سر پہ جو پھرتا ہے چترِ ہماہ کو روز
مین جانتا ہون یہ ہے رقصِ مستیِ طاؤس

قیام کی کسے امید ہے رہے نہ رہے
یہ عمرِ راہِ ہوا مین ہے شمعِ بے فانوس

زوالِ نعمتِ الوان کی دے رہی ہے خبر
عبث عبث نہین مَلتی مگس کفِ افسوس

اُلٹ کے دیدۂ اعمیٰ ہے ساغرِ جمشید
پلٹ کے جامِ گدائی ہے تاجِ کیکاؤس

بڑھے جو سن تو گھٹے اور مثلِ شعلۂ شمع
اِس انجمن مین ہے کیا جسم ترقی معکوس

نہین ہے تنگیِ بزمِ جہان سے جاے ادب
کہ جسمِ شمع سے چسپان ہو جامۂ فانوس

ہوا ہے دامنِ صحرا سے مدعا یہ خشک
زمین پہ گر کے نہین ہوتی آبرو محسوس

حکیمِ دہر ہے لیکن ہے بے تمیز حکیم
نہین غبی کو صحیح و مریض تک محسوس

اگر حباب کو درکار ہو علاجِ ورم
کرے طلاتِ ماہی پہ ملکے مغزِ فلوس

مقام اُس کا ہو کاجل کی کوٹھری تجویز
کوئی مریض کرے گر شکایتِ کابوس

دوا سے ثقل سماعت نئی بتاتا ہے
دوا سے تپ کوئی چاہے تو یہ بھرے دم سرد
غذا مریض جو پوچھے کہے کہ غم کھاؤ
شناخت ایسی کہے زرد چوب کو چکندر
نہ مانے مسئلۂ طب ہیں چوک کر جاہل
نئی زبان ہے معنی ہیں لغت نئی معنی
حکیم کیا ہے بلا ہے غضب ہے آفت ہے
کسی کی قبر کا گنبد کہ گنبدِ دستار
کہاں سخن کوئی شیرین کہ بستہ ترش روئی
قضا ہے ہاتھ سے اسکے کھلی ہوئی ہے یہ پا
دراز دستِ ستم ہے غرض زمانے کا
جو پوچھئے تو قافلہ راہی ہو بہ ہزاروں سے کوئی
کسی کو تختِ عروسی ہے تختۂ تابوت
ہوئے ہیں دین سے بیگانے ایسے دنیا دار
پنہاتے ہیں طفل کو زنجیر و طوقِ سنت کے
شریف خوار و زبون ذرّہ سے کہ انہوں کا
گمان ہے زاغ کو میں بھی ہوں بلبلِ شیراز
بھونکتے کہتے ہیں ہم بھی ہیں بادشاہِ حبش
زمانہ وا سے اُسے گرم کر سکے آہنِ تیغ
دہانِ گور کا لقمہ ہوا انہیں لقمان
ہمیشہ خاصِ خدا پائمالِ ظلم رہے

کہ گوشوارہ سے پہلے گوش چاہیے ناقوس
دکھاتے ہیں نبض جو کوئی ملے کف افسوس
یہ وہ غذا ہے نہیں جس کو حاجتِ کیموس
مقامِ شک نہیں اصلا یہی ہے اصل السوس
کہے ہزار فلاطون ہزار بطلیموس
سوائے کج نہ کہے راست مطلبِ قاموس
بدن میں ایک پرانا لباس دقیانوس
سمجھتے جو فکر میں سر ہو نہ قیِ منکوس
مقدموں کو گھاٹی میں ڈالتا ہے جوس
کہ حضرتِ ملک الموت کا ہے یہ جاسوس
ہزاروں چاک کیے اس نے پردۂ ناموس
کہے یہ بانگ جرس سے کہ جلد ہو جاسوس
کہیں ہے عقد کی شب بیوہ کوئی تازہ عروس
جہادِ راہِ خدا جانتے ہیں قتلِ نفوس
اسی بہانہ سے بے جرم کو کرے محبوس
کہ شمس ذرہ ہے چمکے ہیں مثلِ شمس شموس[له]
زغن کو زعم کہ میں ہوں جوابِ طوطی طوس
بنا ہے شاہِ جہان تاج رکھ کے سر پہ خروس
طلب کرے کوئی زخمی اگر پہ ططا دس
اجل کے دام سے نکلا نہ پھنس کے جالینوس
عیاں ہے قصۂ اصحابِ کہف و دقیانوس

له [illegible] ۱۲

کھچا سرِ زکریاؑ پہ ارّۂ بیداد — الم سے برگِ شجر تک ہوے کفِ افسوس
وہ بے گناہ چلی تیغِ ظلم یحییٰؑ پر — کہ زیست سے ہوے الیاسؑ و خضرؑ تک مایوس
خلیلؑ کو کفرہ نے جو آگ مین پھینکا — اسی الم سے ہے کعبے کا ماتمی ملبوس
علی الخصوص شہیدان کا بادشاہ حسینؑ — کہ تختِ عرش ہے جسکے لیے مقامِ جلوس
چراغِ کعبۂ دین شہسوارِ دوشِ رسولؐ — امامِ سجدہ گہانِ ایزدِ قدّوس
اُسی کی بزم کا ہے آفتاب ایک چراغ — اُسی کے باغ کا ہے آسمان اک طاؤس
کتاب مین جو لکھا ہین وہ کحلِ خاکِ قدم — عجب نہین جو ہون عینی کا نام مین محسوس
جو مان سے کی سحرِ عید ہٹ لڑکپن مین — خدا نے بھیجا تھا خود بہشت سے ملبوس
پسر رسولؐ نے قربان کیا نواسے پر — اس افتخار سے واقف نہین ہے روم و روس
ہمیشہ خواب مین کی آ کے جدّ نے جنبانی — یہ جبرئیلؑ تھے سبطِ رسولؐ سے مانوس
وہ بادشاہ جو تھا فخرِ انبیاے سلف — وہ بادشاہ کہ جس کے تھے اولیا پابوس
ہوے یہ جور و ستم اُس پہ دستِ اُمّت سے — کہ جس کو سُنکے تحیّر مین ہین یہود و مجوس
جہان مین سچ ہے کسی چیز کو ثبات نہین — کہ لا لقا ہو جو اقبال کو کرین معکوس
نبیؐ کے بعد زمانے نے کی عجب گردش — کہ ملکِ شام مین ٹھہرا یزید راسِ نحوس
یہ فکرِ قتلِ نبیؐ زادہ تھی کہ یثرب تک — لگے ہوے تھے برابر ہزارہا جاسوس
چلے مدینے سے وارد ہوے جو غربت مین — مع عزیز مع اختر بامع ناموس
پہنچے کربلا مین ہوا جمع شام کا لشکر — فلک پہ کانپ گیا ڈر کے کوکبِ منحوس
دبا لیا یہ سپاہی نے چار جانب سے — ہوئی زمین کے ستونون کو عادت کابوس
سرون پہ خود کہ قندیلِ بابِ بتخانہ — زرہ بدن پہ لعینون کے خرقۂ سالوس
عیان ہوئی شبِ عاشور کی سحر تو کیا — درِ خیام پہ کرسی بچھا کے شہ نے جلوس
رفیق چند جو تھے ساتھ اور چند عزیز — ہوے سلام کو حاضر وہ سب ہوئی پابوس

عطا کیا علمِ فوج اپنے بھائی کو — وہ کون حضرت عباسؓ جن سے تھی مانوس
اِدھر یہ حامیِ دین اُس طرف وہ بانیِ کفر — یہاں اذان ہوئی بجنے لگے اُدھر ناقوس
سحر سے فتنہ کیا فوجِ شام نے برپا — گئی سپہر بریں تک صدائے طبل و کوس
اِدھر بھی شوق میں آمادۂ جہاد ہوئے — بدل بدل کے شہیدانِ راہِ حق ملبوس
اگرچہ جن و ملک انبیاؑ ہوئے حاضر — کہ ہم شریک ہیں وقتِ وغا نہ ہو مایوس
مگر قبول نہ کی آپ نے کسی کی مدد — کہ تکیہ گاہ تھی تائیدِ ایزدِ قدوس
قلیل فوج جو لے کر چڑھے ہے لڑائی پر — نشانِ جرأتِ اہلِ ستم ہوئے منکوس
ہزاروں قتل کیے ایک ایک نے لڑ کر — کفن ہوئے تنِ اعدا پہ جامۂ سالوس
سوار خاک پہ گھوڑے گرے سواروں پر — ہوا معاملۂ جنگِ اشقیا معکوس
مگر کچھ لاکھ کہاں اور کہاں بہتّر تن — دلوں میں شوقِ شہادت قضا سے جی مانوس
کھلا ہے کیا درِ افسوس فتح کے منھ پر — نہ ہونے پائی جو اُس روز بھیڑ میں پابوس
خیالِ سبطِ نبیؐ بھی کیا نہ امت نے — سمجھ کہاں کہ ستارے تھے بخت کی منحوس
غضب کیا کہ بھرے ایسے خونِ پاک سے ہاتھ — کہ سن کے ملتے ہیں جن و ملک کفِ افسوس
کمالِ ضعف سے زخمی کا جھک گیا یہ سر — کہ تکیہ گاہ ہوا زینِ اسپ کا قربوس
گرے زمیں پہ حضرتؑ کہ روئے خاک پہ عرش — بدن پہ زخم کی کثرت لہو میں تر ملبوس
پروں سے لاشۂ اقدس پہ سایہ افگن تھے — ہما و بلبل و کبک و کبوتر و طاؤس
پھر اس کے بعد لٹے خیمۂ امامِ غریب — اخسِ ناس نہ سمجھے رسولؐ کا ناموس
تمام گھر کو سپاہِ عدو نے لوٹ لیا — چھٹے نہ پیرہن و نہ جامۂ مدروس
کسی نے بیوۂ قاسمؓ پہ بھی نہ رحم کیا — ردا کو لے کے کیا اُس کو شمعِ بے فانوس
دلہن کا زیور روز لوٹ کر یہ کہتے تھے — کہ آج ہاتھ لگا ہے ہمیں یہ گنجِ عروس
خدا بہشت کرے جن کے واسطے پیدا — غضب ہے خانۂ زنداں میں ہوں وہی محبوس

جو باٹین اسپنے محبّون کو میوۂ جنّت — اُنہین کو عیب سے ملے آبِ گرم و نانِ بوس

غرض کہ خاک اُڑائی زمین نے ماتم مین — فلک ہوا ہمہ تن داغ صورتِ طاؤس

جو اہلِ دین سے کوئی اُن کی قدر گھٹتی ہے — ورق اُلٹنے سے ہوتا نہین ہے خط معکوس

امیرؔ خالقِ عالم سے اب یہ مانگ دعا — کہ بہرِ شاہِ نجف شاہِ کربلا شہِ طوس

رواجِ دینِ محمد رہے اہلِ دین رہین شاد
رہائی پائین جو زندانِ غم مین ہین محبوس

قصیدہ در نعت

لائی ہے کیا چمن مین ہر اک شاخسار پھول — دکھلا رہے ہین باغِ جنان کی بہار پھول

کتنے ہین سُرخ و سبز تو کتنے سپید و زرد — ہر رنگ مین ہین صنعتِ پروردگار پھول

انجم سے ہین چمک مین سوا کچھ عجب نہین — پھینکین سپہر پر کہ افتخار پھول

پاسے جو اذن اِن پہ کرے زرگرِ فلک — سیم و طلا سے شمس و قمر کے نثار پھول

آراستہ چمن مین ہے کیا لشکرِ بہار — کتنے پیادہ آئے ہین کتنے سوار پھول

بخشی خدا نے جوشِ صفا سے وہ زرق برق — ایک ایک ملکِ حسن مین ہی تاجدار پھول

سیمین تنانِ چرخ جو چاہین معاوضہ — بدلین کبھی نہ سیم سے مین زر نگار پھول

وہ نشۂ سرور کہ جمشید وقت ہین — شبنم کو جانتے ہین مئے خوشگوار پھول

توڑے سے زر کے کم نہین ہر گلبنِ چمن — اُس مین درم ہزار تو اِس مین ہزار پھول

نیرنگِ حسن و عشق سے خالی نہین ہے باغ — مجنون ہے بید لیلیِٔ محمل سوار پھول

صیاد کی طرح جو بنا ہے رگون کا جال — کھیلین گے عندلیب کا شاید شکار پھول

قدرت خدا کی ہون ہمہ تن گوش اس پہ ہون — نا واقفِ صدا ہے فغانِ ہزار پھول

چھوڑین شگوفے آپ ہی بلبل کے سامنے — پھر آپ ہی ہنسی سے ہون بے اختیار پھول

عالم کو کر لیا ہے احاطہ بہار نے — پھیلے ہین کاشمر سے تا سبزوار پھول

کثرت ہے اس قدر کہ سخی باغبان ہوا — دیتا ہے مفت اہل تماشا کو ہار پھول

ہر گھر میں ہر مکان میں صحرا میں کوہ میں — لے جاتی ہے اڑا کے نسیم بہار پھول

گلیوں میں کوچے کوچے میں پھولوں کا ہی فرش سا — اس درجہ بچھ گئے ہیں سر رہگذار پھول

بلبل ہو مردہ کنج قفس میں کہ دام میں — جس باغ ہوں نہ اور کہیں زیب ہار پھول

بس کے خریدنے کو جو لاکھ کوئی کہے — لے آئیں مول مردم خدمت گزار پھول

آیا ہے خوب ہاتھ بہانہ بہار کا — بے خوف پی رہا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

گلشن ہر ایک خانۂ قصاب بن گیا — ہر شاخ گاؤمیش میں پھولے ہزار پھول

پہنچے جو باغ میں نظر آئی عجب سیر — یعنی ہیں ہر طرف سے تن انتظار پھول

جتنے درخت ہیں وہ جھکائے ہوئے ہیں صف — باندے ہر ڈگر سے ہیں روش پہ قطار پھول

پوچھی جو میں نے وجہ تو کہنے لگی نسیم — اس کا ہے انتظار میں جیسے نثار پھول

وہ لالہ رو کہ جس سے زمانے کی ہے بہار — جس کے عرق کی ایسی ہے بو سے عطر بار پھول

دیکھا نہیں ہے بس کہ کئی دن سے روئے یار — بلبل کی طرح باغ میں ہیں بیقرار پھول

نزدیک ہے کہ درد جدائی سے ہو کے تنگ — پھاڑیں قبا لباس کریں تار تار پھول

آئے نظر جو چہرۂ مولا تو عید ہو — پھولوں سے بھی باغ میں ہو ہمکنار پھول

آیا ہے اور مطلع رنگین خیال میں — جس پہ ہزار جان سے قربان ہزار پھول

مطلع ثانی

اس آفتاب رخ سے اگر ہوں دو چار پھول — حسر ہا ہوں رنگ بدلیں ابھی بار بار پھول

دامن میں ہیں لیے ہوئے بہر نثار شاہ — شبنم سے سیکڑوں گہر آبدار پھول

صیقل گر چمن ہو جو اس کی ہوا سے لطف — پھر بلبلوں سے دل میں نہ رکھیں غبار پھول

اللہ رے لطافت تن جس سے مانگ کر — پہنے ہوئے ہیں پیرہن مستعار پھول

پہنچے جو کان تک خبر منع مے کشی — شبنم کی مے بھی پھر کریں زہر مار پھول

چھائے جو رعبِ شہ تو یہ ہون مثلِ خارِ خشک / بن جائین نشترِ رگِ ابرِ بہار پھول

دستار پر اگر وہ گلِ کفش طرّہ ہو / خورشیدِ آسمان پہ کرین افتخار پھول

دولت ملی یہ اُس کی بدولت کہ باغ مین / رکھتے ہین تن پہ پیرہنِ زرنگار پھول

اللہ نے دیا ہے یہ اس کو جمالِ پاک / سنبل فدا ہے زلف پہ رُخ پہ نثار پھول

اللہ کیا دہن ہے کہ باتین ہین معجزہ / ہو لیتے ہین ایک غنچے سے پیدا ہزار پھول

بکتا ہین اس کے خلعتِ خوبی کو چار قب / طرہ ہین بلکہ ہشت چمن پر یہ چار پھول

وہ چہرہ وہ دہن کہ فدا جن پہ سیکیے / ستر ہزار غنچے بہتر ہزار پھول

فردوس مین کیا شبِ معراج جب گزر / لایا لگا کے رضوان ڈالی مین ہار پھول

یارون کے اُس کی بُو سے معطر کیے مشام / رخصت کے وقت پائے تھے جو عطر بار پھول

اُمت کا بوجھ پشت پر اپنی اٹھا لیا / طاقت کی بات تھی کہ ہوا کو ہے بار پھول

یہ فیضِ شفا اُسی کا کہ حقِ خلیل مین / اخگر ہوئے تمام ورمِ اضطرار پھول

ادنی یہ معجزہ تھا کہ اک چوبِ خشک مین / پتّے لگے ہزار پھل آئے ہزار پھول

اللہ رے رعب کچھ نہ ابوجہل کی چلی / کافر کے ہاتھ پاؤن گئے مشک وار پھول

ہے دشمنون کے حق مین چمن زار خارزار / کھٹکین نہ کیون نگاہ مین مانندِ خار پھول

رنگینیِ بہار جن کو بھلا ہے بزنگ نار / تاثیر مین ہون اخترِ دنبالہ دار پھول

بھاگین چمن سے صورتِ ابلیس بدنصیب / مثلِ شہاب چھوٹ کے پھینکین انار پھول

پاتے ہین خون مین ڈوب کے دشمن لباسِ سرخ / زخمون کے بانٹتی ہے وہ شمشیر بار پھول

یا شاہِ دین ہین تیری عنایت سے فیضیاب / سب جانتے ہین رونقِ چمن روزگار پھول

اُمت پہ وقف باغِ شفاعت ہے آپ کا / مجھکو بھی اس چمن سے عنایت ہون چار پھول

وقتِ دعا ہے ہاتھ دعا کو اٹھا اسیر / جب تک کھلین چمن مین سرِ شاخسار پھول

غنچے کی طرح آپ کے دشمن گرفتہ دل / خندان ہون دوست جیسے کہ روزِ بہار پھول

ردیفِ الف

مژدہ اے امت کہ ختم المرسلین پیدا ہوا — انتخابِ صنعِ عالم آفرین پیدا ہوا

نور جس کا قبلِ خلقت تھا ہوا اُسکا ظہور — رحمت آئی رحمة للعالمین پیدا ہوا

کانِ رحمت سے ہوا یاقوتِ رمّان کا ظہور — قلزمِ توحید سے دُرِّ ثمین پیدا ہوا

اب خدا کا حکم لائینگے علانیہ ملک — مہبطِ قرآن و جبریلِ امین پیدا ہوا

اب زمین و آسمان مین ہوگی رونق دین کی — باعثِ ایجادِ افلاک و زمین پیدا ہوا

اب گنہگارانِ امت کی ہوئی شکلِ نجات — دافعِ عصیان شفیع المذنبین پیدا ہوا

اب کہان آفاق مین تاریکیِ کفر و ضلال — نورِ حق خورشیدِ رب العالمین پیدا ہوا

پیشواے انبیا و مقتداے اولیا — رہنماے اولین و آخرین پیدا ہوا

یاورِ ایوبؑ و یونسؑ ہمدمِ یعقوبؑ و نوحؑ — دستگیرِ عیسیٰؑ گردون نشین پیدا ہوا

رائجِ حکمِ شریعت دافعِ آئینِ کفر — قبلۂ ایمان رئیس المسلمین پیدا ہوا

مصقلِ آئینۂ دلہاے اربابِ صفا — نور بخشِ چشمِ اربابِ یقین پیدا ہوا

جوہرِ تیغِ شجاعت لشکرِ اعدا شکن — مردِ میدان صاحبِ فتحِ مبین پیدا ہوا

خسروِ تیغ آزما و اشجعِ میدانِ رزم
لشکر آرا صاحبِ تاج و نگین پیدا ہوا

چاہیے تعظیم کو اُٹھیں جو ہین محفل نشین
نائبِ خاصِ خدای یا وطین پیدا ہوا

ہالہ آسا کیون ہمارا دل نہ قربان ہو امیر
ہے جو محبوبِ خدا وہ مہ جبین پیدا ہوا

کیا محمدؐ نے شرف حق کی بدولت پایا
شافعِ حشر ہوے تاجِ شفاعت پایا

میہمان جب شبِ معراج ہوی دعوت مین
چشمۂ کوثر کا ملا روضۂ جنت پایا

جسکے سایے کے تلے ہونگے نبی ہین جتنے
لطفِ حق سے وہ علم روزِ قیامت پایا

اور کا ذکر تو اِس عالمِ ایجاد مین کیا
انبیا نے بھی شرف انکی بدولت پایا

داغ سینے مین جو حضرت کی محبت کا پڑا
ہم یہ سمجھے کہ چراغِ شبِ تربت پایا

خواب مین گیسوِ حضرت نظر آیا جس رات
سر پہ ہنگامِ سحر سایۂ رحمت پایا

عمر بھر دھیان جو اُس کے لبِ شیرین کا رہا
نزع کے وقت بھی پینے وہی شربت پایا

ق
روضۂ پاک کی بدلی گئی پوشش جس سال
حصہ سب زائرون نے حسبِ لیاقت پایا

کوئی ٹکڑا جو ہمیرہ ہاتھ لگا سمجھے ہم
بخت یاور ہوے سرکار سے خلعت پایا

حسنِ یوسف و دمِ عیسیٰ ید بیضا سے کام
جو ملا جس کو اسی گھر کی بدولت پایا

نعت مولا مین کہے شعر نئے تو نے امیر
واہ کیا صلِّ علیٰ حسنِ طبیعت پایا

بالاے آسمان کہ سرِ لامکان نہ تھا
احمد کے حسنِ پاک کا جلوہ کہان نہ تھا

پڑتی دلِ عدو پہ نہ کیونکر سنانِ رشک
اِس نوک کا حجاز مین کوئی جوان نہ تھا

معراج کے سفر مین ملائک تھے راستہ چپ
افسوس مین غبارِ پسِ کاروان نہ تھا

تھا لامکان وہ طور نہ تھا حضرتِ کلیم
انسان کیا ملک کا بھی کوسون نشان نہ تھا

ڈر تھا نہ روزِ عرضِ ولا دل کرے کمی
کچھ اور اضطراب وہمِ امتحان نہ تھا

جلدی اٹھی کیا کہ خوانِ شفاعت تھا میری تھم
گھر کا غلام تھا میں کوئی میہمان نہ تھا

فارغ ہر ایک غم سے رہے ساکنِ حجاز
کیا اس زمین کا تشنہ تر آسمان نہ تھا

اچھا ہوا کہ الفتِ حضرت میں جان دی
ان داموں اسے امیر یہ سودا گراں نہ تھا

مومن کو عشق سرورِ عالی صفات کا
طوفانِ حشر میں ہے سفینہ نجات کا

جز مصطفیٰ کہ آئینۂ ذاتِ حق تھے آپ
بندہ کہاں ہے کوئی خدا کی صفات کا

ہوتا جو ابرِ فیض نہ حضرت کا آبیار
کھلتا کسی طرح نہ چمن کائنات کا

حضرت کی ذات ہی سببِ رونقِ جہان
دولہا کرم سے لطف ہو ساری برات کا

آوازہ دینِ حق کا کیا کس قدر بلند
سرِ بت شکن نے توڑ کر لات و منات کا

حضرت کی لطفِ خاص نبی کی انکی رہبری
چشمہ ملا جو خضر کو آبِ حیات کا

شیرین ہے مئے محبتِ حضرت ہی کسقدر
شیشہ ہے اس شراب کا کوزہ نبات کا

شمہ جو مدحتِ شہِ آفاق لب کرے
ایسی زبان قلم کی نہ پینگھ دوات کا

میخانہ ولا سے رخ و زلفِ شاہ میں
وہ مست ہوں کہ ہوش ہی دن کا نہ رات کا

کی لامکاں میں حق نے تو حضرت سے گفتگو
جبتک نہ ہمزبان ہو مزہ کیا ہی بات کا

پیاسے ہوئے جو قتل شہِ کربلا امیر
خجلت سے آب آب ہے دریا فرات کا

حکمران جو ہے وہ ہے تابعِ فرمان ان کا
کون آزاد نہیں بندۂ احسان ان کا

سیر ہے نعمتِ کونین سے مہمان ان کا
یا رب آباد رہے خانۂ احسان ان کا

لے چکے بخششِ امت کا خدا سے اقرار
عرصۂ حشر ہے مارا ہوا میدان ان کا

سرنگوں پیشِ گریباں سے یہ چوگانِ فلک
گوئے سبقت ہی عجب گوئے گریبان ان کا

فخر سمجھیں جو لگے ہاتھ عصا برداری
مرتبہ جانتے ہیں موسیِ عمران ان کا

کس طرح گر کے کنوئیں میں نکل آتے یوسفؑ — ہاتھ آتا نہ اگر گوشۂ داماں اُن کا

کبھی اک حرف کا ہوگا نہ فصیحوں سے جواب — طرفہ اعجاز نمایاں ہے یہ قرآں اُن کا

تو ہیں زنجیرِ حرم الفت بھی نہ پہنچ جائیں گے — تھام کر سلسلۂ گیسوئے پیچاں اُن کا

حوریں خدمت کو کنیزیں ہیں تو غلماں ہیں غلام — کوثر اُن کا ہے بہشت اُن کا ہے رضواں اُن کا

کس کی طاقت ہے کہ مدحت میں زباں کھول سکے — جب خدا آپ ہو قرآں میں ثنا خواں اُن کا

بادشاہوں کو کیا فقر میں شاہوں سے امیر
وجہ یہ ہے کہ خدا خود ہے نگہباں اُن کا

ساجد وہ ہیں اللہ ثنا خواں ہے ہمارا — ابرو سے نبی قبلۂ ایماں ہے ہمارا

وہ مہر ہیں ہر چند کہ ہیں مہر سے کمتر — سر تاجِ سلیماں کا سلیماں ہے ہمارا

ذرّے ہیں مگر ذرّۂ خورشیدِ نبوت — کیا کوکبِ اقبال درخشاں ہے ہمارا

بلبل وہ ہیں رکھتے ہیں شرف روحِ قدس کا — جنت جسے کہتے ہیں گلستاں ہے ہمارا

دیوانے ہیں اُس گل کے جو ہیں مالکِ جنت — فردوس کا در چاکِ گریباں ہے ہمارا

پروانے ہیں اُس شمع کے جو نورِ خدا ہے — جشنِ شبِ معراج شبستاں ہے ہمارا

حضرت کی شفاعت سے گناہوں کا نہیں خوف — جو کام ہے دشوار وہ آساں ہے ہمارا

معدوم کرے گی نظرِ لطف کی گزلک — اک حرفِ غلط نامۂ عصیاں ہے ہمارا

بخشا ہے امیر آپ کے اوصاف نے رتبہ
مقبول زمانے میں جو دیواں ہے ہمارا

آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سر اپنا — واہ کیا اوج پہ ہے نجمِ مقدر اپنا

قسمت اپنی ہے رسا بخت ہے یاور اپنا — فخر ہے سارے رسولوں کا پیمبر اپنا

خوفِ عصیاں ہی کسے وحشتِ محشر کیا ہی — ہے جو محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

ہیں وہ تصویر کہ ہے الفتِ حضرت روغن — تیغ وہ ہیں کہ ولا شہ کی ہے جوہر اپنا

سامنے چشمِ تصور کے ہے وہ چہرہ صاف / آئینہ ہم کو دکھاتے نہ سکندر اپنا

مینا شوقِ عشق ہے مئے الفتِ حضرت ہی بہشت / یہی شیشہ ہے یہی خم یہی ساغر اپنا

عاشقون کے جو کیے نام قلم نے مرقوم / نام صد شکر کہ لکھا سرِ دفتر اپنا

نامِ حضرت کا لیا فتح ہوئی جنگِ عدو / یہی جوشن ہے دعا مین یہی مغفر اپنا

دولتِ الفتِ حضرت ہی ہماری دولت / گنجِ زر ہے یہی مانندِ ابو ذر اپنا

ٹھہرا ہے سوت کہ حضرت نے بلایا ہے ہمین / پہنچین یثرب مین تو عدہ ہو برابر اپنا

ق

شوقِ یثرب ہے یہانتک کہین لگتا نہین جی / ملکِ بیگانہ نظر آتا ہے کشور اپنا

وہین مارے ہے کم روزنِ دیوار نہین / کاٹے کھاتا ہی شب و روز ہے مجھے گھر اپنا

پیاس کا غم رہِ یثرب مین اٹھایا ہی بہت / خیمہ جنت مین گڑے گا لبِ کوثر اپنا

داغ دل مین ہے جو حضرت کی ولا کا روشن / ہے یہی ماہ یہی مہرِ منوّر اپنا

یہ بھی حضرت کی محبت کا تصرف ہی امیر
غرقِ دریا ہوے دامن نہ ہوا تر اپنا

بیان کیا ہو شہنشاہِ عرب کی شان و شوکت کا / فلک جسکے درِ دولت پہ نقارہ ہی نوبت کا

اسی پردہ مین حسرت گرد پھرنے کی نکل جاتی / کہ میری خاک سے بنتا خطیرہ تیری تربت کا

دکھاتا ہے تماشا لختِ دل کیا یادِ عارض مین / مژہ سے گرتے گرتے پھول بنجاتا ہی جنت کا

تڑپتی ہے جو بجلی جلوہ گاہِ طور مین ابتک / کبھی پرتو وہان کیا پڑ گیا تھا تیری طلعت کا

نہ رکھ محروم زخمِ عشق سے اس نیم بسمل کو / ادھر بھی اک نظر صدقہ شہیدانِ محبت کا

[illegible] سے کیون یہ کہتے ہین ترا انجام کیا ہوگا / ادھر ہی جوشِ عصیان کا ادھر ہی جوشِ رحمت کا

تری تیغِ ادا پر اس ادا سے جان دیتا ہے / قضا منہ دیکھنے لگتی ہی مشتاقِ شہادت کا

کہے گی حشر مین زلفِ مسلسل آپکی بڑھ کر / کہ مین ہون سلسلہ عفوِ سیہ کاران امت کا

کوئی جائے گا جنت کو کوئی جائیگا دوزخ کو / مدینے کی طرف دوڑیگا کشتہ تیری حسرت کا

ترے جلوہ کی حسرت رہ گئی مشتاق کو تیرے
نقاب اُلٹی تو پردہ پڑ گیا آنکھوں پہ حیرت کا

امیر بے نوا کیا غم اگر تیرا نہیں کوئی
بھروسا بیکسی میں ہے تجھے اُسکی حمایت کا

خلف وہ ہے کہ رہے جو نام روشن جدِ امجد کا
الف احمد کا میم احمد کا دال آدم میں احمد کا

کھنچا ایسا پری نقشہ سراپائے محمد کا
کہ نقاشِ ازل نے آپ سایہ رکھ لیا قد کا

تبسم کیجیے غش آئے دانتوں کی تجلی سے
یہی ہے دُرّہ تعزیر جرمِ شوقِ بیحد کا

ہوا یہ محوِ حسنِ پاک اے محبوبِ یزدانی
کہ تجھ پر مٹ گیا روزِ ازل سایہ ترے قد کا

اتر کر عرش سے لیتی ہیں بوسے راندن قدسی
دیا پاسنگِ در سے نے تیرے پہلو سنگِ اسود کا

پھریں جب پتلیاں آنکھوں کی یہ شوقِ زیارت ہو
کہ پھر جائے نظر میں گرد پھرنا تیرے مرقد کا

نہیں ہے وجہ حسنِ یوسفی کی دھوم عالم میں
کہ سایہ چھپ کے اُس پردے میں آیا تھا محمد کا

شبِ معراج حوروں نے بچھائیں اسقدر آنکھیں
کہ سبزہ نرگستان ہو گیا چرخِ زبرجد کا

جوانانِ چمن باہر ہوئے جاتے ہیں جامے سے
اُڑایا بوئے گل نے رنگ شاید تیری آمد کا

الٰہی لے چلے شوقِ زیارت جب مدینے کو
خضر ہو جائے بڑھ کر ولولہ عشقِ محمد کا

مدینے میں نہ کیونکر لہلہائے سبزۂ جنت
خضر چھڑکاؤ کرتے پھرتے ہیں آبِ زمرد کا

ہجومِ خلق اتنا بے سبب ہو میں نہ مانونگا
قیامت نے بھی کچھ پرواز اڑایا ہو ترے قد کا

سیہ کارانِ اُمت کے سروں پر ہو گیا سایہ
گیا محشر میں سودائی جو گیسوئے محمد کا

امیر اُس روضے میں پہنچوں تو استغنا ہی اور میں ہوں
جو یہ مقصد روا ہو قصد ہے پھر ترکِ مقصد کا

ہیں اغلی سے ہوں عاشق ابروئے محمد ار احمد کا
کمانِ حسن کا ناوک الف ہے میم ہی ابجد کا

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لے
دلِ صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمد کا

ترے روضے میں جو نیچے سے نیچا جھاڑ لٹکا ہے
فلک اُس جھاڑ میں ہے ایک آویزہ زمرد کا

نہ سینے میں الٰہی زیرِ تیغِ ناز دم نکلے
شہیدِ جلوہ گاہِ حسن ہوں صدقے محمد کا

نگاہِ چشمِ بسمل اشاروں میں سکھاتی ہے
طواف آنکھوں سے کرتا مرتے دم تک تیرے مرقد کا

درِ فردوس پہ محشر میں رضواں یوں پکارے گا
ٹھہرے ہے جس کو دل میں داغ ہو عشقِ محمد کا

قدم سے کیا ہی تیرا آئی سواری جانبِ امکاں
نہ پہنچا ساتھ آخر رہ گیا سایہ وہیں قد کا

کوئی دم تیری تیغِ ناز کے نیچے ٹھہر جاتا
شہیدِ شوق کو ساماں ہے عیشِ مخلّد کا

سیہ کارانِ امت اور سب کڑیاں اٹھا لینگے
الٰہی سلسلہ چھوٹے نہ گیسوئے محمد کا

مزاج اُس سنگِ در کا شانِ محبوبی سے برہم ہے
کبھی کیا میں نے بوسہ لے لیا تھا سنگِ اسود کا

اٹھا دے آنکھ سے پردہ دوئی کا حسنِ یکتائی
جدھر دیکھوں نظر آئے مجھے جلوہ محمد کا

سپر ہوتا سیہ کاروں کے حق میں مہرِ محشر سے
اٹھا رکھا گیا محشر پہ سایہ آپ کے قد کا

امیر بے نشاں کا نقش جب مٹنے لگے یارب
زباں پر نام تیرا نقش دل پر ہو محمد کا

سورۂ والشمس وصفِ روئے فخرِ انبیا
آیۂ واللیل ہے گیسوئے فخرِ انبیا

قبلۂ ایماں ہے ابروئے فخرِ انبیا
ہوں اسیرِ حلقۂ گیسوئے فخرِ انبیا

پنجۂ پُرزور میں تھی طاقتِ دستِ خدا
قدرتِ حق قوتِ بازوئے فخرِ انبیا

دیدۂ یعقوب روشن ہو گئے اس وجہ سے
جامۂ یوسف میں پائی بوئے فخرِ انبیا

کیوں نہ ہو مقبولِ درگاہِ خدا میری نماز
سامنے ہے کعبۂ ابروئے فخرِ انبیا

کیا حقیقت میرے دل کی طائرِ سدرہ بھی ہو
قمریِ سروِ قدِ دلجوئے فخرِ انبیا

دونوں عالم کی ہے آبادی فقط اس وجہ سے
ہیں یہ زیرِ سایۂ گیسوئے فخرِ انبیا

آیۂ انّا فتحنا ہے جو قرآں میں امیر
ہے ظفر تکیہ لیے پہلوئے فخرِ انبیا

دل سے لیتا ہوں نام احمد کا
ورد ہے صبح و شام احمد کا

قاب قوسین جس کو کہتے ہین
ہے وہ ادنی مقام احمد کا

مردہ ہوتے تھے زندہ باتون مین
معجزہ تھا کلام احمد کا

کرلیا قبضہ حوض کوثر پر
پی لیا جس نے جام احمد کا

جس جگہ عام خاص ہوتے ہین
ہے وہ دربار عام احمد کا

زندہ جب تک رہے خدا سے رہا
روز نامہ پیام احمد کا

تھا کہ یثرب ہے مرتبے مین حرم
واہ رے احترام احمد کا

وہ بھی خاص خدا ہے مثل بلال رض
ہے جو دل سے غلام احمد کا

خوف محشر امیر کیا مجھکو
ہے وہان اہتمام احمد کا

میرے لب پر ہے نام احمد کا
میرے دل مین مقام احمد کا

ورد اپنا ہے نام احمد کا
ذکر ہے صبح و شام احمد کا

بزم میلاد کا ادب ہے ضرور
ہے یہ دربار عام احمد کا

پیاس کوثر ہی پر بجھائیگا
عاشق تشنہ کام احمد کا

رفع وحدت ہر ایک بات مین ہے
کلمہ ہے کلام احمد کا

برق سمجھتے ہین سب جسے وہ ہے
خنجر بے نیام احمد کا

گل زمین پر سپہر پر اختر
ہے یہ سب فیض عام احمد کا

بڑھ گیا زور بازوے جبریل ع
لے چلے جب پیام احمد کا

چوم لیتے ہین یوسف مصری
کیا ہی شیرین ہے نام احمد کا

دردمندون کے ساتھ ہمدردی
مشغلہ تھا مدام احمد کا

اب کہان چین دل کو پہلو مین
سن لیا اس نے نام احمد کا

سنیے کوثر کی کیا کمی ہم کو
ہوگا وان اہتمام احمد کا

گل کو کیا دیکھوں میں نے دیکھا ہے
عارضِ لالہ فام احمدؐ کا

ق

وہمِ آخر دعا یہ ہے میری
صدقہ خیر الانام احمدؐ کا

جب زبان سے مری احد نکلے
دل میں پھر جائے نام احمدؐ کا

ہم نے میخانہ ازل میں امیر
پی لیا بھر کے جام احمدؐ کا

آنکھیں ہیں اپنی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ
گوش آشنا ہے لذّتِ گفتارِ مصطفےٰ

ہے مہر پرتو گلِ گلزارِ مصطفےٰ
ماہِ دو ہفتہ لالۂ کہسارِ مصطفےٰ

کیونکر بیان ہو گرمیِ بازارِ مصطفےٰ
خود صانعِ ازل ہے خریدارِ مصطفےٰ

مژگاں کا شانہ لیکے چلی حورِ خلد سے
آئے نظر جو گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ

کیسے ملک سلام کو آتے ہیں انبیاؑ
کیا گرم ہے مدینے میں دربارِ مصطفےٰ

گھٹتی نہیں ہزار گھٹاتے ہیں اہلِ کفر
ہر روز بڑھتی جاتی ہے سرکارِ مصطفےٰ

کیا کیا دکھائے جوہرِ مردی جہاد میں
نصرت فدائے جرأتِ انصارِ مصطفےٰ

دیکھی تھی طور پر جو تجلّی کلیم نے
وہ بھی تھا ایک پرتوِ رخسارِ مصطفےٰ

زائر ہوا جو آپ کا وہ جنّتی ہوا
جنّت ہے زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

حاصل ہے خوانِ نعمتِ دیں کا اسی مزہ
جو لذّت آشنا ہے نمکخوارِ مصطفےٰ

کیوں عالمانِ دین کا نہ قائل ہوں اے امیر
یہ لوگ سبھی ہیں مظہرِ انوارِ مصطفےٰ

حبیب آج وہ پیدا ہوا کہ صلِّ علےٰ
زبانِ غیب سے آئی ندا کہ صلِّ علیٰ

کیا تمام زمانہ شعاع سے روشن
ہوا طلوع وہ شمس الضحیٰ کہ صلِّ علیٰ

ہے گی نام کو باقی نہ اب سیاہیِ کفر
چمک رہا ہے وہ بدر الدجیٰ کہ صلِّ علیٰ

درود پڑھتے تھے قدسی جو دیکھتے تھے وہ رخ
لب آپ کے تھے وہ معجز نما کہ صلِّ علیٰ

جبین وہ لوح کہ جسمین نقوشِ رحمتِ حق
جمالِ پاک وہ نورِ خدا کہ صلِّ علیٰ

دہن وہ چشمۂ شیرین اگر نظر آئے
کہے یہ چشمۂ آبِ بقا کہ صلِّ علیٰ

عجب کریم عجب برگزیدۂ عالم
عجیب خضر عجب رہنما کہ صلِّ علیٰ

لگائے آنکھون مین جو حالِ غیب آئے نظر
وہ سُرمہ آپ کی تھی خاکِ پا کہ صلِّ علیٰ

پڑی جو ضرب تو جوزا صفت فلک ہو دو نیم
وہ دست و بازوئے تیغ آزما کہ صلِّ علیٰ

زبان و لب سے جو نکلا کیا خدا نے قبول
وہ مستجاب تھی اُن کی دعا کہ صلِّ علیٰ

شگفتہ کیون نہ رہین زائرونکے غنچۂ دل
مدینے کی ہے وہ آب و ہوا کہ صلِّ علیٰ

یہی کہے کوئی رضوان سے بھی اگر پوچھے
وہ روضہ ہے چمنِ دلکشا کہ صلِّ علیٰ

ورقِ جنان قلم اپنا ہے غیرتِ طوبیٰ
لکھی امیر وہ مدح و ثنا کہ صلِّ علیٰ

ابتدا و انتہا ہے مصطفیٰ
جانتا ہے بس خدائے مصطفیٰ

خاکِ پا اُس کی ہے جنت کا عبیر
دل سے ہو جو خاکِ پائے مصطفیٰ

ہشت جنت شش جہت ہفت آسمان
سب ہوئے پیدا برائے مصطفیٰ

ماسوا ہے حق جو ہین فانی ہین سب
حق کہان ہے ماسوائے مصطفیٰ

لامکان مین ہمنشین حق ہوے
کس قدر برتر ہے جائے مصطفیٰ

مصطفیٰ ہین خلق کے حاجت روا
ہے خدا حاجت روائے مصطفیٰ

اولیا سارے ہین قفا سے انبیاؑ
انبیاؑ ہین سب قفائے مصطفیٰ

حشر مین گھیرے ہے کیا مجھکو گناہ
چل رہے جس وقت آئے مصطفیٰ

فقر سے شاہی سے کچھ مطلب نہین
ہین ہون راضی جو رضائے مصطفیٰ

مشکلین کیا شرع کی آسان ہوئین
وقت پر تشریف لائے مصطفیٰ

طور کا جلوہ تھا جلوہ آپ کا
لن ترانی تھی صدائے مصطفیٰ

جانِ حضرت جانِ تن حضرت کا تن — دست و پا ہین دست و پاے مصطفےٰ
اولیاؤ انبیا محشر کے دن — سب کرین گے اقتداے مصطفےٰ

ہے عجب کشور مری دل کا امیر
جس مین والی ہے ولاے مصطفےٰ

تو اے دلِ وحشت زدہ دیوانہ ہے کس کا — کس شمع پہ قربان ہے پروانہ ہے کس کا
حورون نے کہا دیکھ کے ملبوس اویسی — سجتا ہوا یہ خلعتِ شاہانہ ہے کس کا
کس اُلجھے ہوے بالو کے سلجھانیکی دُھن ہے — یا رب دلِ صد چاک مرا شانہ ہے کس کا
دعوےٰ جو کرے الفتِ محبوبِ خدا کا — یہ حوصلہ اس ہمتِ مردانہ ہے کس کا
حضرت کی جو ستون کا ہان دُور نہین ہے — خورشید چھلکتا ہوا پیمانہ ہے کس کا
ق
ہوش ہیں مدینے مین مجھے دیکھ کے حضرت — فرمائین بتاؤ تو یہ دیوانہ ہے کس کا
مین عرض کرون شیفتہ ہونے کے سزاوار — حضرت کے سوا جلوۂ مستانہ ہے کس کا
حضرت ہی کی اُمت کا ہے حقہ سے کوثر — جنت جسے کہتی ہین وہ میخانہ ہے کس کا

ہین دیدہ و دل دونون اسیر اسکے تُو کیا شے
یہ قصر ہے کس کا یہ جلوہ خانہ ہے کس کا

گیسوے مصطفےٰ کا جو دیوانہ ہو گیا — عالم مری نظر مین پری خانہ ہو گیا
اُلجھے کبھی جو موے مبارک حضور کی — دل چاک چاک ہو کے وہین شانہ ہو گیا
لبریز تھا یہ بادۂ الفت سے آپکی — گردش ہوئی جو سر کو تو پیمانہ ہو گیا
بگڑی ہوئی جو باتین تھین ساری وہ بن گئین — عشقِ نبی مین بے سبب دیوانہ ہو گیا
اُلٹی نقاب آپ نے مین ہو گیا نثار — روشن ہوئی جو شمع تو پروانہ ہو گیا
تیر سے جگر پہ کھا کے ہوا عشق مین شہید — میرا تو کام ہمتِ مردانہ ہو گیا
راہِ طلب مین اڑ کے جو تن پر پڑا غبار — وہ مجھ گدا کو خلعتِ شاہانہ ہو گیا

حضرت کی جس طرف سے سواری نکل گئی — پریون کی سیرگاہ وہ ویرانہ ہوگیا

شاداب تو رگِ سنگ ادھر بھی ہو — تجھ پر فدا ہین نرگسِ مستانہ ہوگیا

افسونِ عشق دیکھو کہ حالِ شہیدِ ناز — تھی مختصر سی بات پر افسانہ ہوگیا

کشتِ امید آتشِ فرقت سے جل گئی — بجلی گری شرارہ ہر اک دانہ ہوگیا

روتے ہین یاد آکے جو دندان حضور کے — آنسو ہر ایک گوہرِ یکدانہ ہوگیا

پُرنور داغِ عشقِ محمد سے دل ہوا — روشن چراغِ طور سے کاشانہ ہوگیا

حورین اُٹھائے آئین ہین تابوت اے امیر
مین جان دے کے عشق مین جانانہ ہوگیا

بیمار دل نزار ہے محبوبِ خدا کا — یہ تشنۂ دیدار ہے محبوبِ خدا کا

خالق نے جگا کر شبِ معراج بلایا — کیا طالعِ بیدار ہے محبوبِ خدا کا

جبریل امین فرش بچھاتے ہین پرون سے — کس شان کا دربار ہے محبوبِ خدا کا

کب دام مین آتا ہے اسیر شہِ والا — آزاد گرفتار ہے محبوبِ خدا کا

پریان نہ چلین دل سے مری ناز کی چالین — وارفتۂ رفتار ہے محبوبِ خدا کا

محشر مین جہنم کی طرف جانے نہ دونگا — اُمت سے یہ اقرار ہے محبوبِ خدا کا

جبریل بھی اِن بھیدون سے آگاہ نہین ہین — حق واقفِ اسرار ہے محبوبِ خدا کا

رحمت نے کہا دیکھ کے شیدا ہے نبی کو — یہ خاص گنہگار ہے محبوبِ خدا کا

کچھ یاور و انصار کی حاجت نہین اُسکو — خود لطفِ خدا یار ہے محبوبِ خدا کا

ہے دھن مین امیر اپنی اُسے کوئی نہ چھیڑی
دیوانہ سرشار ہے محبوبِ خدا کا

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا — دھوم افلاک پہ ہے عرش کا تارا نکلا

راتدن لاتے ہین جبریل سلام اور پیام — جس پہ ہم غش ہین وہ اللہ کا پیارا نکلا

نزع مین جلوۂ محبوب الٰہی دیکھا | شکر ہے ایک تو ارمان ہمارا نکلا
پھر گئی آنکھون مین اُس ماہ نبوت کی چمک | جب چمک کر کوئی گردون پہ ستارا نکلا
دامنِ شافعِ محشر جو مجھے ہاتھ آیا | مغفرت کے لیے یہ خوب سہارا نکلا
گئے جبریلؑ جو فردوس سے لینے کو براق | ناز کرتا ہوا وہ شوخ خود آرا نکلا
آپ پیدا جو ہوئے چرخ پہ انجم نے کہا | یہ نیا آمنہؓ کے گھر مین ستارا نکلا
ہوئین یعقوبؑ کی آنکھین جو دوبارہ روشن | وہ بھی حضرتؐ ہی کا در پردہ اشارا نکلا
شبِ معراج بھرے آپ تو یہ شور ہوا | ڈوب کر ابر مین پھر چاند دوبارا نکلا
مژدۂ بخشش کا لیے خلد سے حورین آئین | مرتے دم منھ سے جہان نام تمہارا نکلا

اک جہان قلزمِ آفات مین ڈوبا تھا امیر
جسنے اخلاص سے حضرت کو پکارا نکلا

جب مدینے کو روان ہند سے محمل ہوگا | تجھ سے بھی چار قدم آگے مرا دل ہوگا
جو ترے جلوہ گہِ ناز مین داخل ہوگا | حور سو غمزے کرے گی تو نہ مائل ہوگا
اے فلک جانے بھی دے مجھکو زیارت کیلیے | مین جو محروم رہا کیا تجھے حاصل ہوگا
دن کو آرام نہ راتون کو قرار آتا ہے | کیون مسیحا کبھی یہ درد بھی زائل ہوگا
دھوم ہے حاتمِ طائی کی سخاوت کی بہت | وہ بھی کوئی ترے دروازے کا سائل ہوگا
عشق حضرت کا اثر دل کو دکھائیگا ضرور | داغ ابھرے گا مرا درد جو زائل ہوگا
بے گئے محفلِ میلاد مین پاؤنگا ثواب | مدح تو ہوگی جو مدّاح نہ شامل ہوگا
آپ خود جانتے ہین آپ سے مین کیا مانگو | خود عطا ہوگا وہی جو مری قابل ہوگا
آپ کے نور کو خالق نے کیا جب پیدا | آئی آواز یہ پیغمبرِ کامل ہوگا
دیکھ لیگا جو ترے چہرۂ روشن کی جھلک | ہوگا ذرّہ بھی تو اختر کے مقابل ہوگا
آمد آمد ہے مرے گھر مین شہِ والا کی | سنگِ در آج مرا بوسے کے قابل ہوگا

ہر قدم پر یہ پردۂ شوق مین دل کہتا ہے
ہائے یہ قافلہ کب داخلِ منزل ہوگا

عشقِ محبوبِ الٰہی مین جو ہوگا کامل
سب سے پہلے وہی فردوس مین داخل ہوگا

دل مرا ذکرِ الٰہی سے جو غافل ہو تو ہو
یادِ محبوبِ الٰہی سے نہ غافل ہوگا

حضرت آتے ہین دمِ نزع نہ گھبرا تو امیر
ابھی آسان ترا عقدۂ مشکل ہوگا

یہی سوالِ آخرین ہے بندۂ درگاہ کا
خاتمہ بالخیر ہو صدقہ رسول اللہ کا

ذوقِ نفیِ ماسوا کا تا دمِ آخر رہے
مرتے دم جاری ہو دل سے ذکر الا اللہ کا

دیکھ کر آقا مجھے محشر مین بول اٹھین ملک
اٹھ کھڑے ہو آ گیا مدّاح شاہنشاہ کا

حکم وقتِ پرسشِ اعمال آئے چھوڑ دو
مست ہے یہ بادۂ عشقِ رسول اللہ کا

لاج اس کی ہے تجھی کو اے مرے ربِّ کریم
غیر کا محتاج ہو بندہ تری درگاہ کا

دونون ہوتے ہین تصدق روضۂ پرنور پر
بے سبب چکر نہین دن رات مہر و ماہ کا

اس قدر لبریزِ حسرت عشقِ احمد نے کیا
میری باتون پر گمان ہوتا ہے سب کو آہ کا

کیون بلاتا ہے مدینے سے وہان رضوان مجھے
باغِ جنت تو ہے پائین باغ اس درگاہ کا

حاجتِ دلو و رسن راہِ مدینہ مین نہین
جوش کھا کر خود ابل آئے گا پانی چاہ کا

چرخِ اطلس کیون نہ ہو سرسبز ہفت افلاک مین
قمقمہ چھوٹا سا ہے ایک آپ کی درگاہ کا

کوئی پہنچا دینے والا رہنما ملتا نہین
سب پتا بتلانے والے ہین خدا کی راہ کا

اے فلک دب جائے تجھسے آنکھ یہ ممکن نہین
ہون مین مجرائی بڑے دربارِ عالیجاہ کا

وان بھی تیغِ جلوۂ حضرت سے ہم ہونگے شہید
خلد بھی عالم دکھائے گا شہادت گاہ کا

طوف کرتے کرتے حضرت کا چمک اٹھی نصیب
گرد پھرتے پھرتے ہالہ بن گیا مین ماہ کا

روضۂ اقدس کے خادم ہین ملک ہو یا فلک
وہ مجاور ہین یہ مجرائی ہے اس درگاہ کا

بخت دشمن خلق حاسد چرخ ظالم ہے امیر
آسرا اس وقت ہے مردانِ حق آگاہ کا

حشر کے دن رتبۂ والا سے سرور دیکھنا
زیرِ پا اور رنگِ شاہی چتر سر پر دیکھنا

زیرِ منبر انبیاؤ اولیاؤ اتقیا
جلوہ فرما ہون گے وہ بالا سے منبر دیکھنا

وہ علم جس کا پھریرا عرش پر سایہ فگن
مجتمع زیرِ علم لشکر کے لشکر دیکھنا

امتین جتنی ہین سب کو بخشوائین گے نبیؐ
ملتجی ہون گے انہین سے سب پیمبر دیکھنا

جلوہ گر ہوگی کسی جانب کو جنت کی بہار
موج زن ہوگا کسی جانب کو کوثر دیکھنا

کنجیان بھیجے گا اُن کو نار و جنت کی خدا
انتہا کا التفاتِ ربِّ اکبر دیکھنا

جب صفِ فوجِ ملائک کی طرف دیکھینگے آپ
دستِ تسلیم اُنکے اٹھین گے برابر دیکھنا

پھر زیبِ آئینہ برقِ تجلّی روبرو
دستِ قدرت شانۂ زلفِ معنبر دیکھنا

لب کھلین گے جس گھڑی بہرِ شفاعت آپکے
ساتھ ہی ہون گے کشادہ خلد کے در دیکھنا

نامۂ اعمالِ امّت سادہ ہوجائینگے سب
ابرِ رحمت روزِ محشر ہوگا سر پر دیکھنا

آپ کی مرضی سے ہوگا ساری عالم کا حساب
آپ کے قبضے مین ہوگا سارا دفتر دیکھنا

دشمنون کی ہے خرابی دوستون کی ہے نجات
خاتمہ اس پر شرف اللہ اکبر دیکھنا

خدمتِ والا مین حاضر ہوگا جب اُسدن امیر
چشمِ رحمت سے اسے اے کُل کے داور دیکھنا

حال کرتے تھے بیان وہ شاہِ دانا غیب کا
قبضۂ قدرت مین تھا اُن کے خزانہ غیب کا

راہ یون کرتے تھے وہ حضرت شبِ معراج طے
ہر قدم پیشِ نظر تھا آستانا غیب کا

واہ کیا نورِ مجسم تھا وہ اندامِ لطیف
بازوئے قدرت سے تھا پیوند شانا غیب کا

نورِ حضرت نے کیا گلزارِ ہستی مین ظہور
بنگیا کیا نخل ہوکر سبزہ دانا غیب کا

شاعری سے کسب کی کیا معرفت ہمنے امیر
سوجھتا ہے ہم کو مضمون عارفانا غیب کا

قطرے کے منھ سے نام جو اُن کا نکل گیا
بادل سے گر کے روئے ہوا پر سنبھل گیا

لکھا جو وصف گیسوئے پیچانِ مصطفیٰؐ
کچھ مغفرت مین بل جو رہا تھا نکل گیا

حضرتؐ نے جسکے حق مین کہا جو وہی ہوا
کیا اختیار تھا کہ مقدر بدل گیا

چمکا جمالِ پاک کا جلوہ جو مثلِ برق
خرمن گناہِ اُمتِ عاصی کا جل گیا

کیسی بلا جو نام لیا مین نے آپ کا
آیا پہاڑ بھی مرے سے آگے تو ٹل گیا

بے آب چاہ حکمِ نبیؐ سے ہوا پر آب
ایسا درختِ خشک نے پایا تو پھل گیا

قائل ہون مین تو اپنی طبیعت کا اے امیر
مضمونِ نعت مین بھی نہ لطفِ غزل گیا

سر پہ تیرے ہی وہان تاجِ شفاعت ہوگا
سکہ تیرا ہی روان روزِ قیامت ہوگا

سامنے آنکھون کے جب روضۂ حضرتؐ ہوگا
صبر دل سے مرے دل سینہ سے رخصت ہوگا

تشنہ کامانِ محبت کے لیے محشر مین
آبِ کوثر ترے دیدار کا شربت ہوگا

قائلِ احمدؐ بے میم کو لغزش کیسی
کیا وہ بہکے گا جو مستِ مئے وحدت ہوگا

عشق اُس قدّ و لب و رُخ کا دکھائے گا بہار
یہی طوبیٰ یہی کوثر یہی جنّت ہوگا

مین نے چاہا ہے اُسے جسکو خدا نے چاہا
دل دھڑکتا ہے کہ کیا روزِ قیامت ہوگا

گردشِ چشمِ کرم سے تری روزِ محشر
موج زن چارون طرف قلزمِ رحمت ہوگا

تیرے دیوانون کے صحرا سے جو اُٹھیگا غبار
پھیل کر غازۂ رُخسارِ صباحت ہوگا

نہ مٹے گا وہ فلک لاکھ مٹائے اُسکو
نقش جسکا دل مین ترا داغِ محبت ہوگا

بوٹے سے قد کو تری دیکھکے کہتے ہین ملک
بڑھ کے یہ سروِ گلستانِ رسالت ہوگا

تو ہے محبوبِ خدا دل مین جگہ دینگے تجھے
گھر خدا ہی کا ترا خانۂ خلوت ہوگا

دفن ہون گا جو مدینے مین تو مجھکو کا نصیب
حق نما آئنہ سنگِ سرِ تربت ہوگا

عشقِ رخسار ترا رنگ جمائے گا ضرور
داغ جو دل مین پڑیگا گلِ جنت ہوگا

سلسلہ گیسوئے شبگون سے ہے اُسکے جو امیر
شامیانہ یہی گردون سرِ تربت ہوگا

جھونکا جو کوئی آئے مدینے کی ہوا کا
ٹھنڈا ہو کلیجا ترے مشتاقِ لقا کا

بیمار ہوں میں الفتِ محبوبِ خدا کا
اس درد میں ملتا ہے مزہ مجھکو دوا کا

ہے زندۂ جاوید مدینے میں جو ہو دفن
چھڑکاؤ وہاں کرتے ہیں خضر آبِ بقا کا

آئے مرے بالیں پہ مسیحا تو یہ بولے
اب وقت دوا کا نہیں موقع ہو دعا کا

مٹجائے جو عاشق تو ہو معشوق سے واصل
کہتے ہیں فنا جسکو وہ زینہ ہے بقا کا

یثرب کو چلا قافلہ اور میں ہوا راہی
بیٹھا ہوا ہوں منتظر آوازِ درا کا

ہو عشقِ نبی میں جو شہادت مجھے حاصل
وے آبِ دمِ تیغ مزہ آبِ بقا کا

بے جام پیے ہوگئی ہم حشر کو دن مست
کوثر ستِ قدرِ ساقیِ کوثر نے جو تاکا

کب صبر کیا تیری جدائی کی جفا پر
کس [illegible] سامنے لوں نام وفا کا

داغوں کی چمن میں نفسِ سرد ہے کافی
اس باغ میں کچھ کام نہیں بادِ صبا کا

کیا نام ہے حضرت کا جہاں لب پہ آیا
اک شور ہوا صلِّ علےٰ صلِّ علےٰ کا

کوئی نہ بلا آئے پسِ مرگ لحد پر
تعویذ اگر ہو ترے نقشِ کفِ پا کا

یاد آئی جہاں زلفِ نبی مٹ گئی الجھن
اچھا یہ عمل ہاتھ لگا ردِّ بلا کا

سمجھا ہے جسے چودھویں کا چاند زمانہ
در پردہ وہ تصویرِ محمد کا ہے خاکا

بالیں پہ دمِ نزع جو تو جلوہ نما ہو
منہ دیکھ کے رہجائے قضا تیری ادا کا

آئی جو قیامت میں گنہگاروں کی باری
اک شور ہوا واسطہ محبوبِ خدا کا

حضرت ہیں نہ اصحاب نہ آل آپکی افسوس
اب کوئی نہیں پوچھنے والا غربا کا

جس جس کو کیا اُمتِ محبوب میں پیدا
کیسا ہے امیر اُنپہ یہ احسان خدا کا

ردیف باے موحدہ

گرم حضرت کا جو بازار تھا معراج کی شب
کہ خدا آپ خریدار تھا معراج کی شب

سب جتنے انجم تھے شگفتہ تھے گلِ تر کی طرح
آسمان غیرتِ گلزار تھا معراج کی شب

فیض سے آپ کے رتبہ یہ زمین کا تھا بلند
عرش دیوار بدیوار تھا معراج کی شب

وہ سرافراز کہ کہتے ہین سب جسے روحِ قدس
آپ کا غاشیہ بردار تھا معراج کی شب

وہ اُٹھی گرد وہ حضرتؐ کی سواری آئی
غل فرشتون مین یہ ہر بار تھا معراج کی شب

انبیا شاد فرشتون کو خوشی حورین مست
غم مین ابلیس گرفتار تھا معراج کی شب

عید اس بات کی تھی سب کو کہ پورا وہ ہوا
حق سے جو وعدۂ دیدار تھا معراج کی شب

شمعِ ایمان کی ضیا فرش سے تھی تا سرِ عرش
بختِ اسلام کا بیدار تھا معراج کی شب

شام ہی سے تھے کشادہ درِ کاشانۂ قرب
ہر طرف پردۂ اسرار تھا معراج کی شب

جو کہا آپ نے اللہ نے منظور کیا
مہربان ایزدِ غفّار تھا معراج کی شب

پاک تھی رنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہِ خاص
وہی شیشہ وہی میخوار تھا معراج کی شب

شمع و پرتو مین ذرا بھی نہ رہا فرق امیر
واہ کیا نور کا دربار تھا معراج کی شب

خلق جب ملکِ عرب مین ہو وہ سلطانِ عرب
ہفت کشور ہون نہ کیون تابعِ فرمانِ عرب

آپ کے فیضِ قدم سے یہ بڑھی شانِ عرب
ہو گیا سارا عجم ذرۂ میدانِ عرب

عادل اُس شاہ سا پیدا نہ ہوا تھا جب تک
کبھی شاہین سے واقف نہ تھی میزانِ عرب

غارتِ فوجِ ضلالت سے ہوا وہ محفوظ
حفظ حضرتؐ کا ہوا جب سے نگہبانِ عرب

واہ کیا آپ کی عالی نسبی کا مذکور
ہفت کشور ہون نہ کیون تابعِ فرمانِ عرب

کیسے شمشیرِ شجاعت کے دکھائے جوہر
سرنگون ہو گئے جتنے تھے شجاعانِ عرب

ایک کی چل نہ سکی مان گئے سب لوہا
پہلوانانِ عجم ہون کہ دلیرانِ عرب

فیضِ حضرتؐ سے یہ بوے گلِ ایمان پھیلی
اور سے اور ہوا رنگِ گلستانِ عرب

رہے برگشتہ اس احسان پہ حضرت سے امیر

کیسے بدبخت تھے وہ مردم نادان عرب

دونون عالم کے بکھیڑون سے چھڑا دے یارب
اپنے محبوب کو اک بار دکھا دے یارب

لاکھون مشتاق ہین جی بھر کے نظارہ کرلین
پردہ جو بیچ مین حائل ہے اٹھا دے یارب

پرسش روز قیامت سے گنہگارون کو
اپنے محبوب کے صدقے مین بچا دے یارب

خلش درد محبت مین بڑی لذت ہے
اور اس درد کو پہلو مین بڑھا دے یارب

کوئی آکر کہے مرقد مین رسولؐ آتے ہین
خیر مقدم کی خبر مجھکو سنا دے یارب

خواب ہی مین رخ پرنور کا جلوہ دیکھون
طالع خفتہ کو میرے بھی جگا دے یارب

بیچ منجدھار مین مضطر ہے محمدؐ کا غلام
پار اس ڈوبتی کشتی کو لگا دے یارب

تیرے محبوب پہ سو جان سے ہوجاؤن نثار
ایسی تدبیر کوئی مجھکو بتا دے یارب

زندگی ہند مین حسرت سے ہوئی ہو آخر
اب تو وہ روضۂ پرنور دکھا دے یارب

آتی ہے امت عاصی تری محبوب کی اب
آگ بھڑکی ہوئی دوزخ کی بجھا دے یارب

غش تری شان جلالی سے مجھے آیا ہے
دامن شافع محشر کی ہوا دے یارب

روبرو آتے ہوے مجھکو حیا آتی ہے
تو ہے ستار مرے عیب چھپا دے یارب

روح خوش ہو کے نکل آئے بدن سے میرے
مژدۂ وصل مجھے پیک قضا دے یارب

آخرین جامۂ ہستی سے ہے معطر ہو کفن
اس کو فردوس کے پھولونمین بسا دے یارب

واسطہ عابد بیمار کا دیتا ہے امیر
میرے آقا کو بھی مجھکو بھی شفا دے یارب

ردیف تاے فوقانی

کیا سناتے ہین یہ واعظ ہمین جنت جنت
اپنے نزدیک تو ہے روضۂ حضرتؐ جنت

ہون گنہگار بہت پر ہے یہ امید مجھے
ہاتھ آجائے گی حضرتؐ کی بدولت جنت

روضۂ پاک کی تعریف کیا کرتے ہین
دے گا اللہ ہمین روز قیامت جنت

حورین فردوس سے ہمراہ ملائک آئین — فیضِ حضرتؐ سے ہوا گوشۂ تربت جنت
عشقِ کامل ہے جنھین آپ سے ہی اُنکے لیے — آپ کا ہجر جحیم آپ کی وصلت جنت
دولتِ قربِ خدا چاہتے ہین پیرو شاہ — زاہدِ عیش طلب کو ہے غنیمت جنت
زائرِ شاہ جو ہو قربِ خدا حاصل ہو — یہ وہ طاعت ہے کہ جسکی نہین اجرت جنت
خواب مین صورتِ حضرت جو نظر آجائے — کیون نہ ہوجائے مرا بسترِ راحت جنت

ہے وہ مجرم مجھے مجرم جو سمجھتا ہی امیر
ہون وہ مجرم کہ مری رکھتی ہے حسرت جنت

چل مدینے وقت تو نے ہند مین کھویا بہت — رات اب تھوڑی ہے چونک اے بیخبر سویا بہت
روضۂ اقدس جو آیا خواب مین مجھکو نظر — کھلکے آنکھین چادرِ تربت سے مین رویا بہت
سب سے کہتا تھا یہی آکر مدینے مین اویس — کچھ مزہ ہو عشق کا انسان کو کم ہو یا بہت
ہے وہی اب تک سیاہی شامتِ اعمال کی — آنسوؤن سے میری آنکھون نے اسے دھویا بہت
غفلت اندک بھی اُدھر سے آدمی کو موت ہے — ایک دم بھی تُو سویا جان سے سویا بہت
ایک مین کیا کتنے تجھکو ڈھونڈ کر تھک تھک گئے — تو ہے محبوبِ دوعالم ہین ترے جویا بہت
ق
چرخِ نیلی فام کے کشتے تو لاکھون ہین مگر — زہر میرے حق مین اس کمبخت نے بویا بہت
دُور برسون روضۂ پُرنور سے رکھا مجھے — وقت میرا اُس نے ہندوستان مین کھویا بہت
جاگتے سوتے اُدھر کی لو سے ہے دل کو لگی — پھر نہین پروا ہے تو جاگا جو کم سویا بہت
کچھ نہ حاصل مزرعِ امید سے مجھکو ہوا — عمر بھر اِس کھیت کو جوتا بہت بویا بہت

کم ہین میرے شعر پر ہین نعت مین اکثر امیر
یہ سبب ہے جو مجھے کہتے ہین سب گویا بہت

کس کے آنے کی فلک پر ہے خبر آجکی رات — آنکھ سورج سے ملاتا ہے قمر آجکی رات
شبِ معراج ہے محبوب کی خوش ہون مومن — ساری اُمت پہ ہو رحمت کی نظر آجکی رات

شاخین طوبیٰ کی قدم چومتی ہین جھک جھک کر
فیضِ مقدم سے ہین سرسبز شجر آجکی رات

دیکھو جنت مین ہوا ناز چمن کے جوبن
ٹپکے ہی پڑتے ہین شاخون سی ثمر آجکی رات

کہکشان کہتی ہے قسمت کا ستارا چمکا
ہوگا اس راہ سے حضرت کا گذر آجکی رات

نیک و بد سب پہ برابر ہے عنایت کی نگاہ
خشک کانٹے بھی ہوے ہین گل تر آجکی رات

ہے سرِ شام سے رحمت کے فرشتون کا نزول
لیلۃ القدر ہے عالم مین مگر آجکی رات

حورین فردوس سے نکلی ہین نچھاور کرنے
سر پہ رکھے طبقِ لعل و گہر آجکی رات

بابِ رحمت کی طرح بابِ اجابت ہو کھلا
مانگ لے جس کو ہو جو بدِ نظر آجکی رات

رد نہ ہوگا کسی محتاج کا تا صبح سوال
خود ہے مشتاق دعاؤنکا اثر آجکی رات

سر پہ سلطانِ دو عالم کے ہی سایہ کرنا
سب ملک بیٹھے ہین تولی ہوئی پر آجکی رات

لکھون معراج کے مضمون بنا کر مین قلم
ہاتھ آئین پرِ جبریل اگر آجکی رات

زینتِ دوش شفاعت کا ہوا خلعتِ خاص
پٹکا رحمت کا ہوا زیبِ کمر آجکی رات

جو مقرب ہین فرشتے وہ کھڑی ہین تہِ عرش
بہرِ تعظیم جھکاے ہوے سر آجکی رات

شوقِ پابوس مین ہین آپ سے باہر دونون
دل نہ بس مین ہے نہ قابو مین جگر آجکی رات

ذکر اُس ماہِ نبوت کا یہان ہوتا ہے
گھر ہے میرا صفتِ برجِ قمر آجکی رات

روشنی پھیلی ہے خورشیدِ رسالت کی امیر
میرے گھر شام سی مہمان ہی سحر آجکی رات

ردیفِ ثاے مثلثہ

جز ترے کس سے کرین مسکین یہ اُمت الغیاث
الغیاث اے شافعِ روزِ قیامت الغیاث

صدمۂ دردِ جدائی سے بہت ہون بیقرار
اب نہین باقی ہے میرے دل مین طاقت الغیاث

ٹھوکرین پست و بلندِ دہر مین کھاتا ہون مین
خضرِ رہ ہو جلد اے شوقِ زیارت الغیاث

ضعفِ دل نے کر دیا سر تا قدم بے دست و پا
پاؤن مین طاقت نہ ہاتھون مین ہی قوت الغیاث

گور کی ظلمت سے کم شامِ سیہ بختی نہیں
نور کی حاجت ہے ای صبحِ سعادت الغیاث

آتش افروزی شیاطین کی جلاتی ہے مجھے
رحم اے ابرِ کرم اے جوشِ رحمت الغیاث

دونوں راہیں بند ہیں جاؤں کدھر میں ناقبول
الحذر کہتا ہے دوزخ اور جنت الغیاث

اِس دُوراہے سے کسی صورت تو آؤں راہ پہ
الغیاث اے خضرِ صحرائے شفاعت الغیاث

نامۂ عصیاں امیرِ روسیہ کا ہے سیاہ
اے شفیع المذنبیں ختمِ رسالت الغیاث

لحد میں کرتے ہیں ناحق یہ مجھ حقیر سے بحث
جو تم کہو تو کروں منکر و نکیر سے بحث

وہ بلبلِ چمنِ شاہ ہوں کہ روحِ قدس
نہ کر سکے گا کبھی میرے ہم صفیر سے بحث

میں مستِ بادۂ عرفاں کہاں کہاں جمشید
کرے نہ جامِ جہاں بیں خمِ غدیر سے بحث

کروں وہ وصفِ رخِ شہ کہ گل ہوں عرق عرق
کرے جو خندۂ گل کلک کی صریر سے بحث

ثنائے شاہ میں حسان ہیں اپنے وقت کا ہوں
غزل سرا نہیں مرزا سے ہے نہ میر سے بحث

زمینِ روضۂ مولا سے ہے رجوع اپنی
دماغ کس کو کرے کون چرخِ پیر سے بحث

گدا ہوں میں درِ حضرتؑ کا مرتبہ ہے بلند
کرے نہ تختِ سلیماں مرے حصیر سے بحث

تمہارے کوچے کے ہیں بوریا نشیں ایسے
کہ کور رہیں جو کریں صاحبِ سریر سے بحث

فلک اُلجھتا ہے کیا ایسے راست بازوں سے
کمانِ کج نہ کرے راستی میں تیر سے بحث

جو آپؐ کی تھی ریاضت کہاں وہ آدمؑ کی
مجال کیا ہے کہ گندم کرے شعیر سے بحث

فقیر ہوں میں امیر اُس کے آستانے کا
فقیر سے مجھے مطلب نہ کچھ امیر سے بحث

ردیفِ جیمِ عربی

جب ہو نہ مقابل سے مقابل شبِ معراج
پردہ ہو کہاں بیچ میں حائل شبِ معراج

قوسین فقط قرب کی حجت ہے وگرنہ
بے فاصلہ تھی قرب کی منزل شبِ معراج

کیا دخل کسی طرح کسی غیر کو ہوتا — تھی عاشق و معشوق کی خلوت شبِ معراج
جتنے تھے وہ سب اپنی جگہ پر تھے ہوئے سب — افلاک نجوم و سما کا دل شبِ معراج
کہتے تھے ملک صلِّ علیٰ عرش پہ قدسی — اوراد و وظائف میں تھے شاغل شبِ معراج
لاحل تھے جو عقدے وہ کھلے آپ پہ سارے — گنجینۂ اسرار ہوا دل شبِ معراج
تعیینِ عبادت ہوئی امت کی شفاعت — کی سب کی سند آپ نے حاصل شبِ معراج
آ بھی گئے لیکن نہ گئی گرمیِ بستر — نزدیک ہوئی دوریِ منزل شبِ معراج

کام آیا امیر آپ کا کیسا سفرِ دور
حل ہو گئے سب عقدۂ مشکل شبِ معراج

پہنچے جو سرِ عرش پیمبر شبِ معراج — لینے کو ملک آئے برابر شبِ معراج
آگے جو بڑھے خاص ہی تر ہوئی خلوت — یا آپ تھے یا خالقِ اکبر شبِ معراج
سن سن کے رسولانِ سلف سب ہیں حیران — وہ قرب ہوا شہ کو میسر شبِ معراج
وہ دائرہ جس کا کہیں آغاز نہ انجام — نقطہ تھا جو اندر وہی باہر شبِ معراج
جو عقدۂ لاحل تھے سراسر وہ ہوئے حل — جتنی تھیں گرہیں وہ ہوئیں یکسر شبِ معراج
کی صاحبِ خانہ نے عجب خاطرِ مہمان — دعوت میں ملی جنت و کوثر شبِ معراج
اصرار کیا بے سندِ بخششِ امت — محبوب ہوا شافعِ محشر شبِ معراج
کی تھی جو فرشتوں نے رقم فردِ معاصی — رحمت سے ہوئی خارج دفتر شبِ معراج
موقوف ہوئی شاق جتنے تھے عبادات — پانی کی طرح بہ گئے پتھر شبِ معراج
پروانوں کی مانند شیاطین کے جلے دل — کیا شمعِ ہدایت ہوئی انور شبِ معراج

ماتم تھا امیر ان کو جو حضرت کے عدو تھے
احباب تھے خوش عید تھی گھر گھر شبِ معراج

اللہ نے خلوت میں بلایا شبِ معراج — کیا رتبہ محبوب بڑھایا شبِ معراج

جامہ جو محمدؐ کو پنہایا شبِ معراج
عطرِ گل جنت مین بسایا شبِ معراج

ذات آپ کی تھی شانِ جمالی کی جو مظہر
رحمت نے کیا پھیل کے سایا شبِ معراج

احمد بھی تھے اور احمدِ بے میم بھی تھے آپ
یکتائی کا جلوہ نظر آیا شبِ معراج

وان طور پہ موسیٰ کو تجلی ہوئی اور یان
اللہ نے پاس اپنے بلایا شبِ معراج

اللہ رے پاسِ ادبِ احمدِ مرسلؐ
جبریلؑ نے آنکھون سے جگایا شبِ معراج

کیا امتِ عاصی پہ ترحم کی نظر تھی
بگڑی ہوئی باتون کو بنایا شبِ معراج

بس بس گئی دل حورون کا ایک ایک نگہ پر
آنکھون مین عجب سرمہ لگایا شبِ معراج

جو جلوہ پسِ پردہ بھی دیکھا نہین جاتا
بے پردہ وہ جلوہ نظر آیا شبِ معراج

فردوس کے مختار ہوے شافعِ محشر
عالم کو جہنم سے بچایا شبِ معراج

ہنگامہ دو عالم مین خبر ہو گئی سب کو
ڈنکا وہ نبوت کا بجایا شبِ معراج

عذر ان کے گناہون کا کیا اور ہی شفقت
دھیان امتِ آپکو ہی کا آیا شبِ معراج

محبوبِ خدا آتے ہین آراستہ ہو خلد
حورون نے بھی یہ شور مچایا شبِ معراج

سو جانین امیر احمدِ بے میم کو قربان
خلعت احدیت کا بھی پایا شبِ معراج

ردیفِ حاے حطی

چہرہ دکھلاؤ مجھے برقِ تجلی کی طرح
طالبِ دیدار ہون مدت سے موسیٰ کی طرح

سانپ بنکر صدمۂ فرقت نے کاٹا ہے مجھے
آرہی ہین کیسی کیسی لہرین دریا کی طرح

ہاتھ دوڑاتا ہون ہر دامن پہ راہِ شوق مین
ہین حواس ایسے پریشان گردِ صحرا کی طرح

انتظارِ رہبرِ توفیق ایسا ہے مجھے
چشم واہی دیدۂ نقشِ کفِ پا کی طرح

گھر مین مردہ سا پڑا ہون جان قالب مین نہین
قُم سنا کر کیجیے زندہ مسیحا کی طرح

بھیجتا لکھ کر عریضہ شوق کا پر کیا کرون
نامہ بر کیا گم کبوتر بھی ہے عنقا کی طرح

زندگی جب تک ہے ہرگز محو ہونیکا نہین
داغِ الفت میری دلمین ہے سویدا کی طرح

حالِ دل محفل نشینونسے ہی کہنا مجھکو ننگ
چپ پڑا رہتا ہون مین تصویرِ دیبا کی طرح

تو جو بندہ ہی کی خبر کچھ دور شفقت سی نہین
مہربان تم بھی ہو سب پر حق تعالی کی طرح

دستگیری آپکی رہبر اگر ہو مثلِ خضر
چھوٹ جاؤن تیہ حیرانی سی موسی کی طرح

روضۂ پرنور تک پہنچون اگر سمجھون یہ مین
چرخ پر مین سے نے جگہ پائی ہے عیسی کی طرح

آنکھین قدمونسی ملون حاصل ہو دلکو روشنی
اشک روضے پر گرین عقدِ ثریا کی طرح

وصفِ حضرت سے شرف حاصل ہوا ایسا امیر
یہ زمین بھی ہے تبرک خاکِ بطحا کی طرح

تن سے دردِ ہجر مین اکثر نکل جاتی ہے روح
جب تصور آپ کا آتا ہے پھر آتی ہے روح

شوق غالب ہے غمِ فرقت سہا جاتا نہین
دم الجھتا ہے نہایت تن مین گھبراتی ہے روح

کیون طلب مین دیر ہے تسکین ذرا ہوتی نہین
گو کہ پھرون روح کو دل دل کو سمجھاتی ہے روح

ہے عجب تاثیر خاکِ پاکِ یثرب مین جہان
منقلب ہو کر بدن مین حور بن جاتی ہے روح

مستِ الفت جو ہی اُس کو نزع مین ایذا کہان
موجین کوثر کی نظر آتی ہین لہراتی ہے روح

تازہ ہو جاتی ہے باطن مین جنان کو دیکھکر
گو بظاہر نزع کے عالم مین مرجھاتی ہے روح

آپ کے اعدا کو حاصل بادۂ عرفان کہان
خود خراباتی ہین وہ اُن کی خراباتی ہے روح

دوست سے بدلا ہین ہوتا ہی عصیان کا امیر
پاک جاتی ہے جو ایذا نزع مین پاتی ہے روح

ردیف خاے معجمہ

ہے یہ روشن شجرِ روضۂ پرنور کی شاخ
جسکے آگے ہی خجل نخلِ سرِ طور کی شاخ

مستِ الفت ہون کسی ٹہر تو بڑہی اور دلا
جسطرح پھلتی ہے ہو کر قلمِ انگور کی شاخ

وہ معطر شجرِ خلقِ نبی ہے جس مین
عود کے برگ مین پھل مشک کی کافور کی شاخ

شوق غالب ہو تو اُس روضے میں پہنچو زائر
دستِ کوتاہ کو ملتی ہے کہاں دور کی شاخ

وصف کچھ ہم بھی صفائیِ تنِ اقدس کا لکھیں
ہاتھ بھر قلم آجائے جو بلور کی شاخ

آپ کا باغِ شفاعت ہے وہ جنت کہ جہاں
لاتی ہے میوۂ بخشش ثمرہ حور کی شاخ

سامنے اُن کے ہو سرسبز عدو خاک امیر
ٹوٹ جاتی ہے رگِ گردنِ مغرور کی شاخ

ردیفِ دال مہملہ

بازوِ درِ عرفان کا ہے بازوے محمدؐ
زنجیر اُسی دروازے کی گیسوے محمدؐ

قوسین ہے تفسیر دو ابروے محمدؐ
کونین تہِ ظلّ دو گیسوے محمدؐ

آنکھیں جو پھریں ہوں طرفِ کوے محمدؐ
پانی ہو اگر دل تو بہے سوے محمدؐ

مشتاق وہ ہیں ہونگے رواں روزِ قیامت
سب سوے جناں ہم طرفِ کوے محمدؐ

منظورِ نظر اس لیے ہی سیرِ گلستان
شاید کہ کسی پھول میں ہو بوے محمدؐ

اُمّت میں جو مشہور ہے منشورِ شفاعت
گیسوے محمدؐ ہے وہ گیسوے محمدؐ

کس طرح زبردست نہوں دستِ یداللہ
بازو میں جو ہو قوتِ بازوے محمدؐ

سبطین محمدؐ تھے اگر مصحفِ ناطق
قرآن کی تھی رحل دو زانوے محمدؐ

حاصل یہ کبھی عرش کو ہوتی نہ بلندی
ہوتا نہ اگر تکیۂ پہلوے محمدؐ

کعبے سے جو ملجائے مجھے مصرعِ محراب
تضمین کروں مصرعِ ابروے محمدؐ

چوٹی کے مضامین مجھے ہاتھ آئیں نہ کیونکر
رہتا ہے سرپرستِ گیسوے محمدؐ

ق
عاشق ہوں مرا مرتبہ سمجھا ہے کوئی کیا
دل میں ہے سمائی ہوئی خوشبوے محمدؐ

ہر داغِ جگر لالۂ گلزارِ پیمبر
ہر نالۂ دل سروِ لبِ جوے محمدؐ

قطعہ پنج بیت

ہو سیرِ جناں خواب میں آنکھوں کو میسر
اللہ دکھائے رخِ پرنور محمدؐ

قربان کرون مردمکِ چشم کو تل پر
پلکین ہون مری شانۂ گیسوے محمدؐ

سر پانو پہ رکھکر کے کرون شوق سے سجدے
محرابِ حرم ہو مجھے ابروے محمدؐ

دیکھون کبھی چہرے کو تعشق کی نظر سے
سونگھون کبھی خوش ہو کے مین خوشبوے محمدؐ

رخصت کی گھڑی آئی تو دل باندھ لون اپنا
تعویذ کے بدلے سرِ بازوے محمدؐ

چار آنکھین کرے شیرِ فلک مجھسے ہی کیا جان
سب جانتے ہین آئین سگِ کوے محمدؐ

صحبت کو ہے تاثیر امیر اس مین نہین شک
اصحابؓ مین کس طرح نہ ہو خوے محمدؐ

جبریلؑ بھی ہین حاضرِ دربارِ محمدؐ
کس شان کی سرکار ہے سرکارِ محمدؐ

ہر پھول مین ہے جلوۂ رخسارِ محمدؐ
پر آنکھ کہان قابلِ دیدارِ محمدؐ

جان بخش تھی کیون حضرتِ عیسیٰؑ نے بتاؤن
بیمار محمدؐ سے تھے وہ بیمارِ محمدؐ

مر جاؤن تو مرنا مجھے راس آئے الٰہی
مرقد ہو تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ

ہر حرف مین جسکے اثرِ قم نظر آئے
گفتارِ محمدؐ ہے وہ گفتارِ محمدؐ

کہتی تھی صبا دیکھ کے سبطین کے رخسار
سر سبز انہین پھولون سے ہے گلزارِ محمدؐ

اللہ کے دیدار کا لطف اُس نے اُٹھایا
جس دل کو ملی لذّتِ دیدارِ محمدؐ

اس درد مین لذّت ہے حیاتِ ابدی کی
یارب کبھی اچھا نہ ہو بیمارِ محمدؐ

دم بھر مین سرِ عرش گئے اور پھر آئے
بجلی مین کہان گرمیِ رفتارِ محمدؐ

سلجھائے اُسی شانِ نبی پنجۂ قدرت
اُلجھے جو کبھی گیسوے خمدارِ محمدؐ

جب گلشنِ فردوس مین غنچہ کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخیِ گفتارِ محمدؐ

معراج کی شب آپ ہوئے شافعِ محشر
حق ہے یہی منصب تھا سزاوارِ محمدؐ

وہ خلق کا سرتاج مین اک بندۂ محتاج
کس منھ سے کہون مین ہون خریدارِ محمدؐ

سکہ ہے امیر آج شفاعت ہی کا جاری

محشر نہیں یہ گرم ہے بازارِ محمدؐ

جنت ہے اگر لالۂ صحراے محمدؐ
کوثر بھی ہے اک موجۂ دریاے محمدؐ

ہر شعر میں ہے مدحتِ اعضاے محمدؐ
دیوان ہے مرا نقلِ سراپاے محمدؐ

اکسیر کی کرتے کبھی خواہش نہ ہوس
ملتی جو انہیں خاکِ کفِ پاے محمدؐ

کہہ دوں گا جو محشر میں ہوئی پرسشِ احوال
شیداے محمدؐ ہوں میں شیداے محمدؐ

معراج ہوئی اُس کے سوا کس کو میسّر
کب اور رسولوں کو ملی جاے محمدؐ

اک قطرہ جو پی لے وہ زمانے سے قوی ہو
پر زور ہے کیا بادۂ میناے محمدؐ

کیا فرق تھے معدوم رہا سایہ قد بھی
مطلع نہ ہوا مصرعِ یکتاے محمدؐ

دم بند مسیحا کا ہوا بات نہ نکلی
جس جا ہوئے گویا لبِ گویاے محمدؐ

محبوبِ ازل شوق سے رکھتا ہے دمِ زیب
پیشِ نظر آئینۂ سیماے محمدؐ

عاقل ہمیں سب سے کوئی دیوانہ سمجھے
سودا ہے مرے سر میں تو سوداے محمدؐ

ذرّہ ہوں تو ہوں ذرّۂ صحراے محبت
خورشید ہے میرا رخِ زیباے محمدؐ

قمری ہوں تو ہوں قمریِ گلزارِ مروّت
شمشاد ہے میرا قدِ بالاے محمدؐ

پوچھو مرا میخانہ تو ہے خانۂ اسلام
ہوں جرعہ کشِ ساغرِ صہباے محمدؐ

جنت کا قبالہ ہو امیرؔ اس میں ہے کیا شک
رکھتا ہے جو دل داغِ تمناے محمدؐ

جہاں میں ہے شہِ نامدار کی آمد
چمن میں آج ہے فصلِ بہار کی آمد

سواری آئی ہے حضرتؐ کی کیا سجی ہیں
اُٹھو اُٹھو کہ ہوئی شہسوار کی آمد

نصیب گلشنِ آفاق حق کہ ہوئی
صبا سے ہے رحمتِ پروردگار کی آمد

دماغ ہو گئے معطّر کہ ہے قریب بہت
شمیم نافۂ مشکِ تتار کی آمد

نزولِ رحمتِ رب ہو کہ ساتھ ہی اُن کے
ہے صف صف ملائکۂ کردگار کی آمد

اٹھی وہ گرد وہ چمکے نشان لشکر کے ہوئی وہ خسرو ذی اقتدار کی آمد

گنا ہگار ابھی سے ہین بے خطر کہ ہوئی
امیرؔ شافع روز شمار کی آمد

ہون مست مے الفت گیسوے محمدؐ
ڈورون کی جگہ آنکھونمین ہین موے محمدؐ

دلمین ہے خیال رخ نیکوے محمدؐ
اللہ کے گھر مین ہے بسی بوے محمدؐ

کیا رنگ تصور ہی کہ ہر سانس سے ملکر
آتی ہے ہوا سے چمن کوے محمدؐ

محشر مین مزہ ہوگا کہ اٹھ اٹھ کے لحد سے
سب سوے جنان جائینگے ہمسوے محمدؐ

ابرو مہ نو عید کا دن ہے رخ پر نور
عاشق کی شب قدر ہی گیسوے محمدؐ

چھانی ہے اسی دن کیلیے خاک یہانکی
تھوڑی سی جگہ دیجیو اے کوے محمدؐ

سبطین سے ظاہر ہی وہی شان وہی آن
اک بوے محمدؐ ہو تو اک خوے محمدؐ

اخلاق کی تصویر ہے ہر موی مبارک
پیوستہ ہین اس وجہ سے ابروے محمدؐ

شوخی نہ براق اتنی کر آہستہ قدم رکھ
نازک ہے بہت کاسۂ زانوے محمدؐ

آجاے نظر راہ مین گر نقش کف پا
آنکھون سے چلو نہین طرف کوے محمدؐ

تاریکی تربت کی بھی لونگا مین بلائین
آنکھونمین بسی ہے شب گیسوے محمدؐ

کسطرح اٹھاے ہوے ہین بار دو عالم
ظاہر مین تو نازک سے ہین بازوے محمدؐ

جنت کے براق نہین ہے پرواز کہان ہے
اک شوخ پری ہے تہ زانوے محمدؐ

تولا ہے بہت جانچ کے ارباب نظر نے
ہین شمس و قمر سنگ ترازوے محمدؐ

اللہ ری رفاقت کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے
چھوڑا نہ پس مرگ بھی پہلوے محمدؐ

لیجاے اجل جان کی پروا نہین مجھکو
ہے تار رگ جان بھی ہر موے محمدؐ

گنجینۂ عرفان الٰہی ہے وہ سینہ
آئینہ اسرار ہے زانوے محمدؐ

رحمت کا وہان شوق شفاعت کا یہان ذوق
خالق کو پسند آئے نہ کیون خوے محمدؐ

دلبر ہے دل آرام ہے دلدار ہو وہ دل
جس دل مین ہے یادِ رخِ دلجوے محمدؐ

صحرا سے ختن ہی مجھے صحراے مدینہ
ہے نافۂ مشکین مجھے مشکوے محمدؐ

سینہ سے لگاؤن مین امیرؔ آنکھون مین رکھون
ہین پھول مجھے خار و خسِ کوے محمدؐ

ردیفِ ذالِ معجمہ

اہلِ دنیا کے لیے نعمتِ الوان ہی لذیذ
عاشقون کو المِ سیّدِ ذیشان ہے لذیذ

خون ہو دل تو ملے کیفیتِ مےٓ صافِ طہور
داغ مثلِ ثمرِ روضۂ رضوان ہے لذیذ

جانتے ہین جنھین معلوم ہے الفت کا مزہ
سیبِ جنت سے بھی وہ سیبِ زنخدان ہے لذیذ

ہو اگر مرگ کا شربت رہِ حضرتؐ مین نصیب
زائرون کو صفتِ شیرۂ رمّان ہے لذیذ

منتظر بادام یقین سے ہے کہ بنے مغزِ قلم
ایسی تحریرِ ثنا سے شہِ ذیشان ہے لذیذ

زخمیِ عشق سے یہ ذائقہ پوچھو کہ اُسے
دہنِ زخمِ بدن مثلِ نمکدان ہے لذیذ

خاکِ شکر ہے مری حق مین مدینہ کی امیرؔ
ہون وہ طوطی کہ مجھے یہ شکرستان ہے لذیذ

ردیفِ راے مہملہ

ہے رنگ اسی سے مہر کا فق آسمان پہ
جس نے کیا تھا ماہ کو شق آسمان پہ

دل کی تڑپ دکھاؤن جو حضرتؐ کی عشق مین
پہنچین زمین کے ہفت طبق آسمان پہ

شاید نقاب چہرۂ انور سے ہٹ گئی
ہے رنگ آفتاب کا فق آسمان پہ

حضرتؐ نے خاکِ پا سے کیا اُس کو سرفراز
ثابت ہوا زمین کا حق آسمان پہ

اُس تاجدارِ دین کا جو لکھا ہی ہمنے وصف
ٹوپی اُچھالتا ہے ورق آسمان پہ

اٹھوائین بوجھ آپ جو اپنے وقار کا
آجائے قدسیون کو عرق آسمان پہ

آتی ہے مجھکو یاد مدینے کی گل زمین
جسوقت پھولتی ہی شفق آسمان پہ

تھے جلوہ گر زمین پہ حضرت مگر اسیر
دیتے تھے قدسیوں کو سبق آسمان پر

دو طرح کے رکھتے تھے شرف احمد مختار
حق اُن کی طرف حق کی طرف احمد مختار

غواص ہوئے قلزم عرفان میں تو سمجھے
اللہ گہر ہے تو ہے در صدف احمد مختار

قرآن ہے خورشید تو نجم اور صحیفے
ہیں ناسخ ادیان سلف احمد مختار

کیا تاب ہے دم مار سکے کوئی مخالف
جب جنگ میں ہوں تیغ بکف احمد مختار

کفار کو دیتا تھا صدا جبکہ بھاگو
آتے ہیں جہاں سے ہوئی صف احمد مختار

کیا حشر کا کھٹکا ہے کہ ہیں ہمیں معاون
شاہ شہدا شاہ نجف احمد مختار

باطن میں یہ ہیں حضرت آدم کے مربی
ظاہر میں ہیں آدم کے خلف احمد مختار

سونا نظر فیض کی تاثیر سے ہو مس
سونے ہوا اکسیر انہیں جو خزف احمد مختار

مرجائے تو روح اُس کی قیامت میں ہو ساری
تیروں کا کریں جسکو ہدف احمد مختار

آئینۂ دل آنکھ سکندر سے ملا ہے
دیکھیں جو اسیر اُسکی طرف احمد مختار

نقش قدم ہیں آپ کے اختر زمین پر
کیونکر نہ آسمان کا جھکے سر زمین پر

اس سے بھی صاف جلوہ نما ہے خدا کا نور
عرش بریں ہے روضۂ انور زمین پر

تکلیف شرع سے نہیں خالی کوئی بشر
قبضہ ہمیشہ آپ کا ہے ہر زمین پر

سلطان ہیں آپ بھیجی ہوئی تھی سب آپکے
آئے تھے پیشتر جو پیمبر زمین پر

ہاتھوں میں اُنکے آپکے بازو کا زور تھا
حیدر جو کافروں سے لڑے ہر زمین پر

دم لیتی ذوالفقار نہ تحت الثریٰ میں بھی
جبریل کے نہ بچتے اگر پر زمین پر

تھی کس خوشی کی شب شب معراج مصطفےٰ
اُتری تھی شادی عید تھی گھر گھر زمین پر

تا وقت صبح گاہ سر شام سے ہوئے
جاری فیوض خالق اکبر زمین پر

بس اتنی ہی ہین کہ رہی گرمیِ بساط | پھر آئے لامکان سے پیمبر زمین پر
جاری ہین بس کہ ماتمِ حضرتؐ مین اشک ہوا | سوتی سمجھے ہوئے ہین برابر زمین پر

مشتاق ہو نہیں خاکِ مدینہ کا ای امیر
آئے جو موت بھی تو اُسی سرزمین پر

کیونکر نہ ہون یوسف سے سوا احمدِ مختار | ہون خاص جو محبوبِ خدا احمدِ مختار
سب طین کا ہے مرتبہ ظاہر کہ ہوئے ہین | دو وجہ سے شاہِ شہدا احمدِ مختار
ہے پیشِ نظر آئینہ خالق کی تجلی | محبوب ہین کیا نامِ خدا احمدِ مختار
مختار ہین کُل کارگہِ صنعِ خدا کے | کہتے ہین انہین لوگ بجا احمدِ مختار
ظاہر ہے کہ ہے لفظِ احد احمدِ بے میم | بے میم ہوئے عینِ خدا احمدِ مختار
کونین ہین شکل ایک سی دنیا ہو کہ عقبیٰ | اک دم نہ خدا سے تھے جدا احمدِ مختار
ہر جنگ مین کس طرح ظفر اُس کی نہوتی | مختار کے تھے راہ نما احمدِ مختار
یعقوبؑ کے ایوبؑ کے آدمؑ کے معاون | ہر درد کی رکھتے تھے دوا احمدِ مختار
توحید کا کُھلتا نہ کبھی عقدۂ لاحل | ہوتے نہ اگر عقدہ کشا احمدِ مختار
سمجھے جو دہن ہے تو زبان آپکی ہی خامہ | مصحف جو زبان ہے تو دہن احمدِ مختار
ظاہر جو ہوئی اور رسولون سے کرامت | در پردہ تھے اعجاز نما احمدِ مختار
کی آپ نے توریت کی انجیل کی تنسیخ | تھے ماہرِ احکامِ خدا احمدِ مختار
حضرتؐ کا ارادہ بھی ہی خالق کی مشیت | ہین رائجِ فرمانِ قضا احمدِ مختار
دیکھو جو حقیقت ہین وہ مشتق ہین یہ مصدر | آدمؑ سے ہین رتبہ مین سوا احمدِ مختار

محشر مین جو اٹھین تو امیر اپنی زبان پر
یا حبیبؐ کردگار ہو یا احمدِ مختار

جس مسافر کو مدینے کا دیار آئے نظر | جانیے جی روضۂ جنت کی بہار آئے نظر

آنکھیں روشن ہوں مری کحلِ بصیرت ملجاے / دور سے بھی جو مدینے کا غبار آئے نظر

دامنِ گرد چھٹا کلفتِ دل دور ہوئی / اب یقیں ہے کہ کوئی ناقہ سوار آئے نظر

گلِ مقصود سے لبریز ہو دامن میرا / جب مدینے کے درختوں کی قطار آئے نظر

دور بیتابی ہو امید بر آئے یا رب / صورتِ صبر مجھے شکلِ قرار آئے نظر

وادیِ شوق میں تقدیر دکھائی رہِ راست / خضرؑ مل جائیں جو حضرتؐ کا دیار آئے نظر

طور وہ روضہ ہے میں صورتِ موسیٰ لیکن / ارنی منھ سے نکالوں جو ہو یارائے نظر

کیا کہوں شکل جو روضے میں پہنچ کر دیکھی / آئینے لطف و عنایت کی دوچار آئے نظر

شافعِ حشر ملے وحشتِ عصیاں نہ رہی / برطرف دغدغۂ روزِ شمار آئے نظر

جو محمدؐ میں ہے یہ رنگ یہ بو اور ہی ہے / یوں تو گل باغِ رسالت میں ہزار آئے نظر

نہ کہیں پائی یہاں آکے جو صورت دیکھی / یوں تو مرقع میں بہت نقش و نگار آئے نظر

شکلِ مقصود یہیں چہرۂ مطلوب یہیں / اور سب نقشے تھے وہ سب آئنہ دار آئے نظر

تو بھی آنکھوں سے اسی سمت روانہ ہو امیر / چشمِ عالم سے جہاں انجمن آرائے نظر

الٰہی آئے نظر نالۂ رسا کا اثر / دکھائے مجھکو مدینہ مری دعا کا اثر

ہوا اس ضعیفی میں پشت و پناہ وہ دیوا / کہ جسکے سائے میں ہے سایۂ ہما کا اثر

رہے نہ غش یہ مسِ قلب ہو طلا میرا / ملے وہ خاک کہ جس میں ہو کیمیا کا اثر

نصیب ہو جو زیارت تو سب گناہ ہوں عفو / مرض یقیں ہے کہ زائل کرے دوا کا اثر

کریں گے یاد کبھی مجھ ضعیف کو حضرتؐ / ضرور کاہ کو کھینچے گا کہربا کا اثر

صفاتِ خالقِ باری تھے یوں محمدؐ میں / خبر میں جیسے کہ ہوتا ہے مبتدا کا اثر

نہ دے صبا کو جو تعلیم خُلق حضرت کا / کرے نہ باغ میں غنچے کو گل صبا کا اثر

تمہارا آبِ دہن اس کا آبیار رہا / اسی سے چشمۂ حیواں میں ہے بقا کا اثر

کبھی جو مائلِ زینت ہو آپ کا دشمن
یقین ہے سر کرے دست و پا حنا کا اثر

ثنا سے شاہ جو کی مجھسے اہلِ مکہ ہین شاد
ابھی مین ہند مین مکے مین ہے ثنا کا اثر

نصیب دولتِ دین کیون نہو کہ ہی اکسیر
امیر صحبتِ اصحاب باصفا کا اثر

خوش ہین یون اصحاب روی مصطفےٰ کو دیکھکر
مصطفےٰ جس طرح انوارِ خدا کو دیکھکر

واہ کیا رتبہ ہے جتنے ہین جہان مین بادشا
اُٹھ کھڑے ہوتے ہین سب تیری گدا کو دیکھکر

آدمی کیا سر جھکاتے ہین مہ و مہر و فلک
آج تک پتھر پہ اُن کے نقشِ پا کو دیکھکر

آدمی بھیجا ہے حضرتؐ نے طلب کو واسطی
نزع کے دم مین یہ سمجھون گا قضا کو دیکھکر

لامکان مین قربِ حق اُن کو ملا ہے واسطہ
غش ہوے موسیٰ تجلیِ خدا کو دیکھکر

ہے بجا پھر کر مدینے سے جو زائر کہتے ہین
ہم ابھی آئے ہین جنت کی فضا کو دیکھکر

اہلِ دین ہین عاشقِ شہ انکو کیا دنیا سے کام
دیکھتے ہین چغد کو کب یہ ہما کو دیکھکر

ہے مجھے خاکِ مدینہ چشمۂ آبِ بقا
خضرؑ خوش ہون چشمۂ آبِ بقا کو دیکھکر

ہے جو غافل جانتا ہے خوب خالق کو امیر
خوانقشہ سے مہر و مہ و ارض و سما کو دیکھکر

کیسی کیسی کی چڑھائی لشکرِ کفار پر
ختم ہے حقِ رسالت احمدِ مختار پر

قبضہ پائین گے کسی دن خلد کے گلزار پر
داغ کھاتے ہین جو عاشق آپکے رخسار پر

شیر تھی شمشیرِ حضرتؐ کس قدر کفار پر
دوڑتی تھی جنگ مین طاؤس بنکر مار پر

طائرانِ عرش سے آنکھین ملاتے ہین طیور
بیٹھکر اُس روضۂ پُر نور کی دیوار پر

وہ بھی بکتے تھے تمھارے نام سے پاشاہ دین
منکشف ہے حالِ یوسفؑ مردمِ بازار پر

کیون نہ مومن دل سے ہون وارفتۂ ابروی شاہ
راہ چلنا ہے صراطِ حشر کی دیوار پر

ہند سے سوے مدینہ سر سے آنکھون سے چلون
راہ ہو گر نیشِ زنبور و زبانِ خار پر

دور باغِ شرع سے ہے جسکو کہتے ہین تلاش
کب ہین کانٹے گلشنِ فردوس کی دیوار پر

اڑ کے پہنچون گا مدینے مین اگر غالب ہو شوق
طائرون کی طرح کچھ جھگڑا نہین درکار پر

ظاہر اُس کو بھی الفت آپکے مژگان سے تھی
بے سبب منصور کا کھنچنا نہین ہے دار پر

سب سمجھے مجرم آپ کے گیسو و عارض دیکھکر
چھپ گیا ابرِ شفاعت عفو کے گلزار پر

حسرتِ دندانِ مولا اس سے ہوتی ہے رقم
ابرِ نیسان کا گمان ہے کاسۂ گوہربار پر

تسمۂ نعلینِ حضرت کا ہے یہ صاحب شرف
طُرّہ ہے خورشیدِ عالمتاب کی دستار پر

دیکھتا ہون شکلِ مولا عالمِ رویا مین مین
خبط ہے یوسفؑ کو میرے طالعِ بیدار پر

چشمِ مولا سے یہ ہم چشمی کا دعویٰ کیا کرے
مُردنی چھائی ہوئی ہے نرگسِ بیمار پر

وادیٔ ایمن مین سرگردان نہ رہتے سالہا
پہلے ہی چلتے اگر موسیٰؑ تری رفتار پر

کیا شرف ہے آستان پر ہین ملائک سرنگون
ہین فدا حورون کی آنکھین روزنِ دیوار پر

نامۂ عصیان مرا کیونکر نہ دھو جائے امیر
شوق سے ابرِ کرم کو ابرِ دریا بار پر

کیا چین آسکے روضۂ شاہِ زمن سے دور
تڑپے نہ کسطرح جو ہو بلبل چمن سے دور

ہاتھون مین دوستون کے الٰہی یہ سلسلہ
دشمن کی آنکھ زلفِ شکن در شکن سے دور

پردہ رہے لحد مین بھی احبابِ شاہ کا
دزدِ کفن کا ہاتھ الٰہی کفن سے دور

کس درجہ عدل ہے کہ ہوئے سب جہان سے
آثارِ ظلم ہٹ گئے شاہِ زمن سے دور

گویا زبانِ شمع جو جلتی پکارتی
پروانے سے کہو کہ رہے انجمن سے دور

اے شوق چل شتاب مدینے کا قصد کر
ایسا نہین ہے وادیٔ غربت وطن سے دور

کیا خاکِ پاک ہے کہ وہان رکھتے ہی قدم
ہو جاتی ہے تمام کثافت بدن سے دور

کیونکر تھمین سرشک جو ہون مدتون سے ہم
یعقوب وار یوسفِ گل پیرہن سے دور

نکلی جو کچھ زبان سے امیر آپ بھی سنی

گوشِ بشر نہین ہے بشر گر دہن سے دور

شبِ فرقت جو ڈسیگی مجھے ناگن بنکر
روح جائے گی مدینے کو بروگن بنکر

حجلۂ گور مین سامانِ عروسی ہوگا
لاش آرام سے سوئیگی سہاگن بنکر

اے دل آرائشِ دنیا کا نہ دھوکا کھانا
آئی ہے تیرے رجھانے کو یہ پاپن بنکر

سبحہ ہی نام حبیبا آپ کا جب موت آئی
ہڈیان جوگ مین شامل ہوئین سمرن بنکر

شوقِ دیدار مین پہنچے تو ہماری پلکین
رہ گئین روضۂ پرنور مین چلمن بنکر

درِ اقدس پہ جو پہنچون تو ادب سے پوچھون
کیون بگڑ جاتی ہے تقدیر مری بن بنکر

خالی ہاتھ آئے گی روضے پہ نہ حضرت کی ہوا
پھول فردوس کے چن لائے گی مالن بنکر

یا نبی حبیبِ الٰہی ہین ہماری آنکھین
بھادون بنکر کبھی برسین کبھی ساون بنکر

سنبلِ زلفِ محمد کی جو لہر آتی ہے
باغ سے موجِ نسیم آتی ہے ناگن بنکر

یاد مین حلقۂ گیسوئے نبی کے آہین
حور کے ہاتھون سے جا لپٹی ہین کنگن بنکر

حرزِ جان نامِ محمد ہے بچا لیگا مجھے
تیغ سے قہرِ الٰہی کی یہ جوشن بنکر

شبِ معراج پڑی خاکِ قدم حضرت کی
حور کی چاند سی پیشانی پہ چندن بنکر

مہر سے چرخ سے کہتے ہین کہ اتنا جھک جا
چوم لین ہم قدمِ پاک کو دامن بنکر

دل مین بو تخمِ ولائے شہِ دین حشر کے دن
ہاتھ آئے گا یہ دانہ تجھے خرمن بنکر

جان مجھ سوختہ قسمت کی مدینے مین امیر
بیٹھی ہے دھونی رمائے ہوئے جوگن بنکر

جھک کے کہتا ہے غنچہ غنچہ گلون سے بڑھکر بہار تم پر
چہک رہی ہے چمن مین بلبل ہزار جانین نثار تم پر

تمھین خدائی کے بادشاہ ہو تمھین تو محبوبِ کبریا ہو
خدا نے ایسا حسین بنایا کہ آیا خود اس کو پیار تم پر

تمھین سے ہی وجہ اشکباری ہے فیض سلطانِ عشق جاری
لٹا رہی ہین ہماری آنکھین یہ گوہرِ شاہوار تم پر

چمن مین آؤ جو سیر کو تم تو ہوش گلچین کے ہوگئے گم
نثار کرنے کو پھول لے کر چلی نسیمِ بہار تم پر

ستم جدائی کے سہہ رہے ہین تڑپ کے عشاق کہہ رہے ہین
کہ صدقے جانِ نزار تم پر فدا دلِ بیقرار تم پر

جلاؤ دوزخ کو کیسا کیسا بساؤ خلدِ برین کو کیسا کیسا
جزا ہو روزِ جزا جسے کو جو رکھے ہے پروردگار تم پر

کہان کوئی تم سا رازدان ہے کہ جو نہان ہے وہ سب عیان ہے
کہے ہین معراج مین خدا نے تمام راز آشکار تم پر

ہے ایسی تم پر عنایتِ رب درود پڑھتے ہین جن بشر سب
اُترتی ہین رحمتین خدا کی ہزارون لیل و نہار تم پر

کیا جو تم کو خدا نے پیدا ہوا زمانہ تمام شیدا
زمین ہے نازان فلک ہے قربان ملائکہ کو ہے افتخار تم پر

چمن مین گلگشت کو جو آؤ اور اپنے رخ سے نقاب اٹھاؤ
لٹا دے اپنی بہار ساری ابھی عروسِ بہار تم پر

غریب عاشق جو روبرو ہو قصور ترکِ ادب عفو ہو
کہ دیکھ لیتا ہے جب یہ تم کو تو آہی جاتا ہے پیار تم پر

ہوئی ہین یکجا جو حشر کے دن حسین سب انبیا ہین لیکن
مین صدقے اپنی نگاہ کے ہون کہ پڑتی ہے بار بار تم پر

تمہاری جب تک نہو شفاعت نہو کسی کو نصیب جنت
خدا کے گھر کا ہے پیارے احمد تمام دار و مدار تم پر

تمہین شفیع الامم بنایا بڑہایا سب سے تمہارا پایا
ازل کے دن سے خدا نے رکھا ہر ایک اُمت کا بار تم پر

زبان پہ تم کیہ بات لائی کہ تم بشر ہو بشر ہون مین بھی
اسی سے قرآن مین ہے ثابت کہ ختم ہے انکسار تم پر

نبوت ایسی تھی بہا گہنا کہ سلسلہ وار سب نے پہنا
تمہین کہا خاتم النبیین کھلا کچھ ایسا یہ ہار تم پر

تم اور محبت کا اُس سے دعوی تمہاری آنکھ اور اُسکا جلوہ
امیر تمکو ہوا ہے سودا جنون کا جن ہے سوار تم پر

ردیفِ زاے معجمہ

کیا طبع مریضِ غمِ فرقت رہے ناساز
حضرتؐ کے مطب کو نہین سمجھا ہی دواساز

حضرتؐ کی زیارت ہوئی رویا مین میسر
ہاتھ آگئی کیا دولتِ بیدار خداساز

کیون صورتِ آئینہ نہو صاف دل اپنا
جب آپ کی اُلفت ہو شریدہ زجلا ساز

کیا امر ہے بتخانے سے نافر ہے برہمن
کیا نہی ہے خود توڑ دی بربطِ اہلِ غنا ساز

وصف آپکا لکھے تو ملے تازگی ایسی
ہو منشیِ گردون کی قلمدان کا نیا ساز

حضرتؐ کی شریعت سے تھا واقف دلِ ہر ا
ہوتا اُسے ہار و ہی ارادہ کئی یا ساز

ہو معتدل اکدم میں امیر اُنکے کرم سے
ہر چند ہوائے چمنِ دہر ہے ناساز

چلتے ہیں میکدے میں محبت کے جام روز
رہتے ہیں مست مدحتِ ساقی تمام روز

منظور ہو جو آپ کو دربارِ عام روز
مجرے کو آئیں خضر علیہ السلام روز

ہے ہند میں بھی وردِ درود و صلوٰۃ کا
ہوتا ہے اب بھی دور سے میرا سلام روز

رخ آپ کا ہے مہر تو مہ آپ کا ہی شمع
پروانہ رات بھر ہوں میں ذرہ تمام روز

کٹتے ہیں مدعی جو میں کرتا ہوں وصفِ شاہ
شمشیر کا زبان سے لیتا ہوں کام روز

کب مہبطِ فیوض نہ تھا آپ کا مکان
لاتے تھے جبرئیل خدا کا پیام روز

جاتا ہو کب مدینے میں اقلیمِ ہند سے
ہوجاتی ہے سحر یہی حسرت میں شام روز

ہوں میں یہاں ہجومِ الم میں گھرا ہوا
رہتا ہے زائروں کا وہاں ازدہام روز

تا فالِ نیک نکلے زیارت کے باب میں
ہر وقت ہی دیکھتا ہوں خدا کا کلام روز

حضرتؐ سے باتیں کرتے تھے جو بالمشافہ
گویا خدا سے ہوتے تھے وہ ہمکلام روز

سامان ہو اُدھر کے سفر کا درست امیر
کرتا ہوں صبح اُٹھکے یہی اہتمام روز

ردیف سین مہملہ

قسمت ہو میری الٰہی روضۂ اطہر کے پاس
تا رہوں میں حشر تک مر کر بھی پیغمبرؐ کے پاس

ڈھونڈ لینا مومنو فردوس میں میرا نشان
سایۂ طوبیٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

موت آئے گی تو یوں احبابِ حضرتؐ کی حضور
عقد کی شب آتی ہے جیسے دلہن شوہر کے پاس

شاعر ہو نعت و صفتِ اہلِ دنیا سے جدا
کیوں صنم خانہ بناتے ہو خدا کے گھر کے پاس

محضر اپنے عشق کا جس روز لکھواؤنگا میں
گھر کو لے جاؤں گا مقداد کے بوذر کے پاس

صاف حضرتؐ کے تصور سے ہو جیسا دل مرا
آئنہ ایسا کہاں تھا صاف اسکندر کے پاس

کھینچ لے جائیں فرشتے سوے دوزخ کیا مجال
روز محشر ہوں گے مجرم شافع محشر کے پاس

کہتے تھے سب دیکھکر انصار کو شہ کے قریب
جلوہ گر کیا کیا ستارے ہیں مہ انور کے پاس

با ہمہ اور بے ہمہ ایسے بھی ہوتے ہیں امیر
الست ان کے پاس تھی وہ خالق اکبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

عبث عبث ہے ہوس کو کیمیا کی تلاش
کرے تو خاک در پاک مصطفیٰ کی تلاش

گدائی در حضرت نے کر دیا ہے غنی
نہ سیم کی نہ مجھے معدن طلا کی تلاش

وہ بات کر کہ رضامند ہوں رسول کریم
اگر ہے تجھ کو رہ مرضی خدا کی تلاش

مقیم سایۂ دیوار شاہ ہیں سلطان
فقیر ہے جو کرے سایۂ ہما کی تلاش

یہی ہے کحل بصیرت یہی ہے سرمۂ چشم
تلاش ہے تو مجھے انکی خاک پا کی تلاش

انہیں کے بحر کرم کی وہ نہر ہے جسکے
سبب سے خضر نے کی چشمۂ بقا کی تلاش

رجوع شرط ہے شافع سے اہل عصیان کو
جو درد مند ہے تو چاہیے دوا کی تلاش

جہان میں مجھ سے زیادہ ہے کون طالب حق
کہ ابتدا ہی سے کرتا ہوں انتہا کی تلاش

مئے محبت حضرت کا جام کافی ہے
امیر کس کو ہے جام جہان نما کی تلاش

آئے سفر مدینے کا پروردگار پیش
پہنچے تو نقد دل کو کرے جان نثار پیش

جاتا ہے زائروں کا مدینے کو قافلہ
اتنا ہے فرق چار ہیں پیچھے تو چار پیش

آئے طلب کہیں کہ مدینے کو میں چلوں
کب تک رہے گا مرحلۂ انتظار پیش

ممتاز ہے جو پیش رو عشق شاہ ہے
کیوں فرق بندہ اپنا ہو طرہ دار پیش

وہ دن بھی ہو امیر کہ پیش ضریح شاہ
جا کر کروں میں چشم گہر آبدار پیش

ردیفِ صادِ مہملہ

تھے سارے رسولوں میں وہ محبوبِ خدا خاص
یہ مرتبہ اللہ نے احمد کو دیا خاص

دنیا میں ہیں سب بندۂ احسانِ پیمبر
درویش و غنی شاہ و گدا عام ہوں یا خاص

احمد سا نہیں کوئی ہزاروں ہیں پیمبر
طائر ہیں سبھی پر ہے سعادت میں ہما خاص

ناجی ہے فقط اُن کے سبب ہو کوئی اُمت
شافع ہیں وہ سلطانِ اُمم روزِ جزا خاص

خاتم ہیں یہی حکمِ جہاد اِن کو ملا ہے
دُہرے شرف اِن کو ہیں یہ ہیں پیشِ خدا خاص

نور اِن کا مقدم ہے ظہور اِن کا موخر
اول میں بھی آخر میں بھی ہیں خیرِ ورا خاص

جبریل براق اُن کے لیے عرش سے لائے
معراج کے رتبے میں بھی ہیں شاہِ ہدا خاص

اُمت کو انہیں کی ہے شرف جملہ اُمم میں
ذی مرتبہ ہیں عالم بھی لیکن علما خاص

لازم ہے عطا سبز کرو کشتِ توقع
بندہ ہے امیر آپ کا اے بحرِ عطا خاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

عاشق ہوں روے شہ کا مجھے گل سے کیا غرض
قیدی ہیں گیسوؤں کا ہوں سنبل سے کیا غرض

خوفِ صراطِ حشر ترے عاشقوں کو کیا
پیراک کو محیط میں ہے پل سے کیا غرض

بخشی خدا نے کشورِ عقبیٰ کی سلطنت
دنیا میں اُن کو جاہ و تجمل سے کیا غرض

غیروں سے کیا کلام کرے عاشق آپ کا
عارف کو بحثِ دور و تسلسل سے کیا غرض

یثرب کو قافلہ ہے رواں جاگ اے امیر
ہے صبح کوچ خوابِ تغافل سے کیا غرض

آقا ادھر بھی آئے نسیمِ بہارِ فیض
مدت سے یہ غلام ہے امیدوارِ فیض

اعضا تمام دیدۂ مشتاق بن گئے
نرگس کی طرح ہوں ہمہ تن انتظارِ فیض

باقی رہے نہ گلشنِ جنت کی تازگی
جاری اگر نہ آپ کی ہو آبشارِ فیض

مہ لقا فدا ہے زہرہ جبین یوسفؑ فدائے حسن
عیسیٰؑ نثارِ فلک ہین موسیٰؑ سرشارِ فیض

حاصل جہان مین ہے ثمرِ زندگی اُسے
ہے جسکے سر پہ سایہ فگن شاخسارِ فیض

رخ آپ کا ہے لالۂ گلزارِ معرفت
قد آپ کا ہے سروِ لبِ جویبارِ فیض

جو کچھ ملا کسی کو وہ ہاتھون سے آپکے
رکھا خدا نے آپ پہ دارومدارِ فیض

یوسفؑ کو دی امان چہِ کنعان مین ڈال کر
دلوِ عنایت و رسنِ استوارِ فیض

اِک دم مین سرد ہوگئی آتشِ خلیل پر
برسا جو اُن پہ آپ کا ابرِ بہارِ فیض

بہرِ خدا نگاہِ عنایت ادھر بھی ہو
ہے آپ سے امیر بھی امیدوارِ فیض

ردیفِ طائے مہملہ

پوچھ لون شہ سے تو لکھون حور سے شادی کا خط
مانگتا ہے مجھ سے رضوان خانہ دامادی کا خط

شافعِ محشر جو حضرت ہین تو پھر کیسے گناہ
نامۂ اعمال ہے دوزخ سے آزادی کا خط

دشمنِ حضرت کے ہین بدخواہ ساری نیک و بد
چغد لکھتا ہے ہما کو اُسکی بربادی کا خط

جانتا ہے مجھکو رضوان ہون جو رعیت آپکی
کیون نہ لکھدے روضۂ جنت مین آبادی کا خط

زائرانِ شاہ کو لکھا ہے ہم نے خطِ شوق
کیون نہ ہو اُڑنے مین ہمسر کاغذِ بادی کا خط

نامۂ عصیان مرا جائے گا یون شہ کے حضور
دادرس تک جسطرح جاتا ہے فریادی کا خط

ہے زبان میری بھی کہدونگا مین عن عن شاہ سے
کاتبِ اعمال کیا لکھتے ہین اُستادی کا خط

وصف لکھتا ہون مدینے کا خطِ گلزار مین
مردمِ صحرا نشین کیا جانین اس وادی کا خط

کیون نہ آنکھون سے لگاؤن مین حدیثون کو امیر
ہے مرے مرشد کا نامہ ہے مری ہادی کا خط

ردیفِ ظائے معجمہ

قتل کیسے در پئے ہین دشمن الحفیظ
لاکھ خنجر ایک گردن الحفیظ

راہ رو تنہا بیابان ہولناک / ہر طرف انبوہِ رہزن الحفیظ
نفسِ امّارہ شیاطین حرص و آز / لاکھ کانٹے ایک دامن الحفیظ
تیغِ قاتل کھنچ چکی سر جھک چکا / ہے گلے تک آبِ آہن الحفیظ
سامنا دوزخ کا جسمِ زار کو / خشک تنکا گرم گلخن الحفیظ
سیل کے قبضے مین دیوارِ گلی / برق کے حصّے مین خرمن الحفیظ
کب تلک اِن آفتون کا سامنا / قبلۂ من کعبۂ من الحفیظ

آپ سے امید رکھتا ہے امیر
المدد اے خاصِ ذوالمنن الحفیظ

ردیفِ عین مہملہ

کون رکھتا ہے یہان فرشِ مشجّر کی طمع / آپ کے کوچے مین ہے یا شاہ بستر کی طمع
آپ کا سایہ ہو سر پر آپ کے کوچے مین گھر / تختِ دارا کی نہ ہے تاجِ سکندر کی طمع
خاکِ پا حضرت کی بہتر ہے ہمین اکسیر سے / کیمیا گر کو مبارک نقرہ و زر کی طمع
کون ڈوبے آب مین ہو کون آتش مین کباب / آپ کے احباب کو کیا لعل و گوہر کی طمع
تارکِ دنیا نہ کیونکر ہون کہ رکھتے ہین یہ لوگ / التجا جنت کی تم سے تم سے کوثر کی طمع
گردِ راہِ شاہ ہو جامہ یہ تن کو ہے ہوس / آستانِ پاک ہو اور مین یہ ہے سر کی طمع
گرد پھر کر کیون نہ روضے کے کرین زائر طواف / مومنون کو ہے ثوابِ حجِ اکبر کی طمع
خار و خس سے جھاڑتے ہین صحن کو جیسے مکان / چھوڑ کر دنیا کو ہم نے دل سے باہر کی طمع

روضۂ حضرت پہ پہنچے سائلِ شفقت امیر
تا درِ مے خانہ لائی ہم کو ساغر کی طمع

ردیفِ غین معجمہ

عشقِ مولا مین ہمارے دلِ مایوس کے داغ / ایسے زیبندہ مین جیسے پرِ طاؤس کے داغ

محو ہو جائین گے اشکِ غمِ حضرت سے گناہ — جسطرح دھونے سے مٹ جاتے ہین ملبوس کے داغ

قید ہون ہند مین یثرب کو ہو جانا یارب — ہو رہائی تو مٹین خاطرِ محبوس کے داغ

روضۂ مہرِ نبوت کی زیارت ہو نصیب — محو ہون جلد الٰہی دلِ مایوس کے داغ

پہنچون روضے پہ تو اُسکے گلِ مقصود بنین — جتنے ہین دل مین مرے حسرت و افسوس کے داغ

سنگ ہوا بلعمِ باعور سمجھ دل مین امیر
نہ مٹے پیر مین زاہدِ سالوس کے داغ

ردیف فا

کی شہادت کی نبی نے نانِ نعمت نصف نصف — ہو گئی دونون نواسون کو عنایت نصف نصف

دونون ٹکڑے ہو گئے تھی پوری یہ ادنیٰ عدل تھا — جسکو کرتی تھی وہ شمشیرِ شجاعت نصف نصف

معجزہ شق القمر اظہر ہے سب پر شمس سے — چاند کو کس نے دکھائی اُنکی حقیقت نصف نصف

دو طرف سے آکے ذاتِ پاک مین پوری ہوئی — تھی سلیمانؑ اور یوسفؑ مین شوکت نصف نصف

یا الٰہی وہ رخِ سیمین نظر آئے مجھے — بانٹ لین باہم مری آنکھین یہ دولت نصف نصف

سلطنت دونون کی اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے — ہے برابر دو جہان کی جو ولایت نصف نصف

آپ کی صورت ملیح اور یوسفِ کنعان صبیح — بٹ گیا دونون کا یہ حسنِ صورت نصف نصف

آپ کی ذاتِ مقدس مین ہوئی آکر تمام — نوحؑ و آدمؑ کو جو دی تھی حق نے کی رسالت نصف نصف

یا الٰہی جلد پہنچے روضۂ شہ پر امیر
دیدہ و دل کو اُٹھے لطفِ زیارت نصف نصف

سر جھکا اپنا جو سینے کی طرف — دل ہوا راہی مدینے کی طرف

لیجیے مجھ نیم بسمل کی خبر — ہون نہ مرنے کی نہ جینے کی طرف

اُٹھتی ہے جو موج طوفان بحر مین — آتی ہے میرے سفینے کی طرف

رعبِ حضرت سے نہین اتنی مجال — سنگ دیکھے آبگینے کی طرف

مہر سے چمکا دیا دیکھا اگر
ماہ سے کے داغی نگینے کی طرف

بحث جب کرنے لگے عطر و عرق
گل ہوئے اُسکے پسینے کی طرف

دیکھتا تھا آپ کو بوجہل یون
جس طرح افعی خزینے کی طرف

تن سے نکلے گی مری جس دم امیر
روح جائے گی مدینے کی طرف

ردیف قاف

بندون کو پہلے چاہیے ذاتِ خدا سے عشق
بعدِ خدا ضرور ہے پھر مصطفیٰ سے عشق

کب خالقِ جہان کو نہ تھا مصطفیٰ سے عشق
ہے انتہا کی بات کہ ہے ابتدا سے عشق

اپنی خبر تو کیا نہین کونین کی خبر
ایسا ہے مجھکو آپکی زلفِ دوتا سے عشق

دیدار اگر محال ہو گفتار ہی سہی
اعمیٰ جو تھے وہ رکھتے تھے اُنکی صدا سے عشق

کھیلے ہوئے ہین جان پہ ہم دل ہے مال کیا
ہستی ہے ناگوار مٹا دے بلا سے عشق

محمود کا وقار ہے کیا میرے سامنے
اُس کو ایاز سے ہے مجھے مصطفیٰ سے عشق

پیدا ہے عشقِ ہیچ لحد سے جو خاک ہون
ایسا ہے مجھکو گیسوئے خیر الورا سے عشق

بے عشق کوئی شے نہین دیکھو جو غور سے
آہن کو بھی جہان مین ہے آہن ربا سے عشق

یوسفؑ پہ اسقدر تھے جو یعقوبؑ شیفتہ
در پردہ تھا جنابِ رسولِ خدا سے عشق

انسان ہین ہم تو کیون نہ ہون عاشق رسول کے
بلبل کو گل سے کاہ کو ہے کہربا سے عشق

عاشق ہزارون سیکڑون معشوق اے امیر
اپنا وہی ہے جسکو ہے اُس مقتدا سے عشق

ردیف کاف تازی

یا نبی ہند مین ہم ٹھوکرین کھائین کب تک
دیکھیے آپ مدینے مین بلائین کب تک

آنکھین پتھرا گئین ہین راہ بہت دیکھ چکے
سختیان دردِ جدائی کی اٹھائین کب تک

پھر کے آتے ہین جو زائر ہمین کرتے ہین خجل
بات بگڑی ہوئی لوگون سے بنائین کب تک

صاف مطلع ہو دکھاؤ ہمین امید کا دن
گھری گھری شبِ غم کی یہ گھٹائین کب تک

اشکِ غم رک نہین سکتے ہین کہان تک روکین
دردِ دل چھپ نہین سکتا ہے چھپائین کب تک

نہین ملتی ہمین دنیا کے بکھیڑون سے نجات
یا نبی گرد رہین گی یہ بہم بلائین کب تک

کیجیے وعدہ بلا لینے کا کہ اب تاب نہین
کہیے بدلین گی مخالف یہ ہوائین کب تک

چل زیارت کو بہانے نہین اچھے ہین امیر
جمع کر دل کو پریشان رہائین کب تک

دشمن ترے عدو کا ہے ای مقتدا افلاک
پامال ہو زمین سے وہ جائے جو تا فلک

ثابت ہوا یہ معنیِ لولاک سے ہمین
ہوتے اگر نہ آپ نہ ہوتی بنا فلک

تعلیمِ اتحاد کرین وہ تو ہون بہم
ہر چند منزلون ہو فلک سے جدا فلک

گنبد مزارِ پاک کا ہے اسقدر بلند
کہتے ہین سب ہے زیرِ فلک دو سرا فلک

دونون ذلیل ہون جو گرا دین نظر سے آپ
بنجائے خار کاہکشان آبلا فلک

مجرم وہ ہون کہ اُس پہ مین رکھ دون جو بارِ جرم
ملجائے خاک مین صفتِ نقشِ پا فلک

امید ہے یہ تم سے کہ پردہ نہ فاش ہو
جس دن روئی کی طرح اُڑین جابجا فلک

مضمونِ وصفِ شاہ ہین ایسے بلند امیر
کرتی ہے ہر زمین کو طبعِ رسا فلک

زہے نو بہارِ شبیہِ مبارک
مصوّر نثارِ شبیہِ مبارک

بہارِ دو عالم ہو صدقے جو دیکھے
یہ نقش و نگارِ شبیہِ مبارک

مرقعے عالم کے کیا کام مجھ کو
مین ہون دلفگارِ شبیہِ مبارک

مہ و مہر کہتے ہین جن کو وہ دونون
ہین آئینہ دارِ شبیہِ مبارک

وہ کیونکر پھنسے دام مین رنگ و بو کے
جو دل ہو شکارِ شبیہِ مبارک

یہ ہے زیبِ دیوارِ عرشِ معلّیٰ — زہے اقتدارِ شبیہِ مبارک

لگیں چار چاند اور شمس و قمر کو — اگر ہوں دو چار شبیہِ مبارک

بہارِ زمیں سے بہارِ فلک تک — نثارِ بہارِ شبیہِ مبارک

ملائک بھی آنکھوں کا سرمہ بنائیں — ملے گر غبارِ شبیہِ مبارک

دوام اُن کا ہے آنکھوں میں ہر آئنے کا — یہ ہے انتظارِ شبیہِ مبارک

امیرؔ اس سے بہتر نہیں کوئی دولت
کروں دل نثارِ شبیہِ مبارک

اِس بزم میں ہے جلوہ نما موئے مبارک — اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ موئے مبارک

ہے اِن کو سیہا سے دو عالم سے علاقہ — ہر درد کی حق میں ہیں دوا موئے مبارک

محفل میں ہے مہکی ہوئی فردوس کی خوشبو — کس پھول میں یا رب ہے بسا موئے مبارک

اللہ رے ترحم کہ اٹھاتے ہوئے آئی — اُمت کیلیے دستِ دعا موئے مبارک

ہو آنکھ تو دیکھیں کہ ہیں آنکھیں وہی آنکھیں — دکھلاتے ہیں آنکھوں کو خدا موئے مبارک

کیسے دلِ عشاق میں پیوست ہوئے ہیں — ہو کر تنِ اطہر سے جدا موئے مبارک

آنکھوں میں پتلی ہے تو دل میں ہے سویدا — دو آنکھوں کی ہے پتلا موئے مبارک

پھر جائیں گی آنکھیں جو دمِ نزع تو پھر جائیں — آنکھوں سے مری ہوں نہ جدا موئے مبارک

عشاق کو آتا ہے جو غش یاد میں رخ کی — قرآن کی دیتے ہیں ہوا موئے مبارک

بڑھ جاتی ہے نظارے سے آنکھوں کی بصارت — کیسا بینش سے ہی بھرا موئے مبارک

پتلی کی طرف شائقِ اُمت جو سدھارے — دنیا میں ہے پتلی کو بہا موئے مبارک

پلکوں کی طرح ہوں نہ جدا آنکھوں سے میری — آنکھیں مری تم پر ہوں فدا موئے مبارک

مشتاق کی یہ ہے جان تو دیوانوں کا ارمان — کیا ہوئے فرح بخش ہو کیا موئے مبارک

لے دور چھپا ہے اے نگہِ شوق بلائیں — نازک ہے نہ ہو جائے خفا موئے مبارک

ایک ایک سے وابستہ ہی امیدِ دو عالم
کونین کی قیمت سی سوا موسے مبارک

خوش ہو کہ امیر اب کوئی مشکل نہ رہیگی
ہین تیرے لیے عقدہ کشا موی مبارک

ردیفِ کاف فارسی

غزل عارفانہ

سیرتِ عشاق ہے اربابِ صورت سی الگ
ہی طریقہ اُن کا ہفتاد و دو ملت سے الگ

چشمِ تر ہے اِن کی کوثر نخلِ طوبیٰ اِن کی آہ
اِنکا باغِ دل کشا ہے باغِ جنت سے الگ

دل حرم اِن کا گریبان اِن کا محرابِ حرم
ہی یہ آئینِ عبادت ہر عبادت سے الگ

موت اِن کی زندگی ہے زندگی ہے اِن کی موت
رنج و راحت اِنکی ہین سب رنج و راحت سے الگ

در حقیقت خاص ہین یہ پیروِ شرعِ رسولؐ
ہی شریعت اِنکی ظاہر مین شریعت سے الگ

تیغِ غیرت سے ابھی رکھدین سر اپنا کاٹ کر
پانون پڑ جاے اگر راہِ محبت سے الگ

کاہ ہو کر کوہِ غم سر پر اُٹھا لیتے ہین یہ
یہ تحمل ہی کہین انسان کی طاقت سے الگ

خونِ دل مے ہے تو ہی لختِ دلِ بریان کباب
لذتین انکی ہین دنیا بھر کی لذت سے الگ

ہین رجوعِ قلب سے یہ اس طرح واصل بحق
جسطرح معنی نہین ہوتی عبارت سے الگ

آستین سے اِن کی جیبِ قدس کا پیوند ہے
دامنِ مقصود ہی کب دستِ ہمت سے الگ

یہ ردیف اپنے لیے مین نے کہی ہے اے امیر
ہاتھ محشر مین نہو دامان حضرت سے الگ

ردیفِ لام

وہی ناجی ہی جو ہے خاکِ پاے احمدِ مرسل
کلیدِ بابِ جنت ہے ولاے احمدِ مرسل

ہوئی یہ بات ہم کو معنیِ لولاک سے ثابت
ہوئی افلاک کی خلقت براے احمدِ مرسل

ہوے ممتاز مرسل جسکے اقرارِ نبوت سے
جہان مین کون ایسا ہے سواے احمدِ مرسل

یہ مصرع کندہ ہے دروازۂ عرشِ معلّے پر
کہ اس سے بھی کہین اعلیٰ ہو جا ہے احمدِ مرسل

دلِ مومن مین کیونکر ہو نہ داغ اُن کی محبت کا
پڑے جب سنگ پر بھی نقشِ پا ہے احمدِ مرسل

انہیں پر راہ رضا بخشی اُنہین فرقِ قضا بخشی
بنا ئے جب خدا نے دوست وپا ہے احمدِ مرسل

پھر آئے عرش پر جا کر گئی گرمی نہ بستر کی
عیان کس پر نہین ہے ماجرا ہے احمدِ مرسل

خطر کیا امتحان سے تھا کہ بزمِ لامکان مین تھا
خدا کی ذات پر تکیہ عصا ہے احمدِ مرسل

ہوا دونون طرف سے گفتگو کا ایک ہی عالم
ملی آوازِ حق سے کیا صدا ہے احمدِ مرسل

امیر اُن پیشوا اون کا ہین صدقِ دل سے پیرو ہون
جو ہین صدر نشینِ جنت پہ سجا ہے احمدِ مرسل

زندہ کر دیتا ہے مُردے لبِ خندانِ رسول
ہے مسیحا سے یہ جیتا ہو امیدانِ رسول

کس کی گردن مین نہین ہے خمِ چوگانِ رسول
لے گیا سب سے سبق گوئے گریبانِ رسول

وسعتِ روئے زمین ذرّۂ میدانِ رسول
رفعتِ ہفت آسمان قطرۂ عمّانِ رسول

قید سے حضرتِ یوسفؑ بھی چھٹے انکی سبب
کون عالم مین نہین بندۂ احسانِ رسول

کیا سبب ہے جو مرے دل مین چُبھی جاتی ہے
نوکِ نیزہ تو نہین نشتر نہین مژگانِ رسول

ایک دروازہ ازل ایک ہی دروازہ ابد
کس کی طاقت جو کرے سیرِ گلستانِ رسول

جامِ کوثر کے پیا کرتے ہین ہم زیست مین بھی
کب تصوّر مین نہین چاہِ زنخدانِ رسول

رتبہ یعقوبؑ سے حضرتؐ نے دو بالا پایا
دونون سبطین تھے دو یوسفِ کنعانِ رسول

گریۂ کوہ سے کیونکر نہ ہون چشمے جاری
سنگِ آزردہ کرے جب دُرِ دندانِ رسول

رزق تقسیم یہ ہر روز کیا کرتے ہین
سارا آفاق حقیقت مین ہے مہمانِ رسول

عالمِ قدس سے ہے باغِ نبوت کی بہار
عرشِ اعظم ہے سفالِ گلِ ریحانِ رسول

بے نشان انجم و مہتاب تھے جس رات کہ تھا
جلوۂ نورِ خدا شمعِ شبستانِ رسول

نقدِ بخشش سے رہونگا نہ مین محروم امیر

مشکل کشا ہین آپ امیر آپکا غلام
اب اسکی مشکلین بھی ہون آسان یا رسول

ردیف میم

خالق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نور مجسم نیر اعظم سرور عالم مونس آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخر جہان ہین عرش مکان ہین شاہ شہان ہین شیرین زبان ہین
سب پہ عیان ہین آپکے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

بحر سخاوت کان مروت آیۂ رحمت شافع امت
مالک جنت قاسم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ عالم کعبۂ اعظم سب سے مقدم راز سے محرم
جان مجسم روح مصور صلی اللہ علیہ وسلم

دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالک کشور تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر موسیٰ ہادی عیسیٰ تارک دنیا مالک عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

سرو خرامان چہرہ گلستان جبۂ تابان مہر درخشان
سنبل پیچان زلف معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

چشمہ جاری خاصہ باری گرد سواری باد بہاری
آئینہ داری فخر سکندر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیر اپنا ہے پیشہ
ورد ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

پہنچ ہی جائینگے محبوب کے دربار مین ہم
یہ شوق ہے کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کسی کے چلنے چلے ساتھ ہم تو جاتے ہین
عبث درنگ کرین کس کے انتظار مین ہم

خیال حلقۂ گیسوے شاہ دین جو ہے
تمام راہ رہین گے اسی حصار مین ہم

بہ رنگ بانگ درا سب سے آگے کیون نہ چلین
ہین ایک تیز قدم لاکھ بین ہزار مین ہم

کیا ہے جذبۂ کامل نے قافلہ سالار
امام جب تو ہین گو ہین شمار مین ہم

جو بیچ قافلے کے زائرون کا ہم ہین حجاب
کہ مثل آنکھ کی پتلی ہین قطرہ زن قطار مین ہم

اگرچہ ہیچ ہین لیکن ہین تخت سب اپنے
یہ حساب سب ہین گویا کہ اعتبار مین ہم

لگا دیے ہین یہ پر شوق نے کہ رکھتی ہین
نظر سے اپنے قدم بڑھکے رہگذار مین ہم

خدا جو چاہے تو زائر ابھی ہون رستے ہین
پہنچکے روضہ مین مرقد کو لین کنار مین ہم

کبھی سرہانے کبھی پائنتی کرے بوسے
چمن چمن گل تازہ چنین بہار مین ہم

امیر لیکے چلے داغ عشق شاہ کا گل
کرین گے سیر جنان گوشۂ مزار مین ہم

ضعف سے گو ہے اٹھانا مجھے دشوار قدم
شوق کہتا ہے کہ ہے شہر نبی چار قدم

راہ مولا مین مین چلتا ہون تو یون چلتا ہون
بڑھ کے پڑتے ہین نظر سے مری ہر بار قدم

سر سے آنکھون سے کرون منزل مقصود کو طے
تھک کے رہجائین جو میری دم رفتار قدم

خوش ہین ایسے کہ نہین پھولے سماتے سر گام
کیون نہ گر واپنے پھرین صورت پرکار قدم

آپ کے در پہ نہ رکھتے وہ اگر ذوق نیاز
لیتے یوسف کے نہ پھر مردم بازار قدم

سوئے تو آپ کے کوچے مین پہنچکر سوئے
واہ رکھتے ہین عجب طالع بیدار قدم

یہ روضہ مین سے چلے اُن مین رہا دامن شاہ
ہاتھ مجرم ہین ہمارے نہ گنہگار قدم

سایۂ حب تاک کہ شہ لے لین گے گنہگارونکو
مصطفے خلد مین رکھین گے نہ زنہار قدم

ہم ہین اور رہروی وادی یثرب ہے امیر
کس کو پروا ہے جو کانٹون سے ہون افگار قدم

ردیف نون

جلد منظور ہے تا روضۂ انور پہنچین
پر لگا دے ہمین ای شوق کہ اڑ کر پہنچین

ناتوان ہم ہین مدینہ ہے بہت ہند سے دور
دیکھیے منزل مقصود کو کیون کر پہنچین

ق

قبر مین سخت فرشتون نے ستایا ہے مجھے
آرزو ہے کہ مدد کے لیے یاور پہنچین

مگر ارشاد ہو آپ کو دربار خدا سے رخصت
حکم کر دیجیے حیدر کو کہ حیدر پہنچین

راہ یثرب کی مسافر جو ذرا بھی بھولین
خضر و الیاس یقین ہے کہ ہمراہ پہنچین

رہ روانِ رہِ حضرت کو اگر پیاس لگے
حوریں جنت سے لیے ساغرِ کوثر پہنچیں

ق

تھا یہ اللہ کو منظور کہ معراج کی شب
خلوتِ خاص میں تنہا شہِ صفدر پہنچیں

کیوں نہ رہ جائیں بھلا اسنے جہاں سدرہ کے گرد
جب نہ جبریل بھی ہمراہِ پیمبر پہنچیں

قبر ہی خوب ہے اس منزلِ ہستی سے امیر
ٹھوکریں کھاتے ہیں غربت میں کہیں گھر پہنچیں

ڈوبے ہوئے ہیں لوگ جو عشقِ جناب میں
کیونکہ جلیں گے حشر کے دن آفتاب میں

سیپارہ ہیں مصطفےٰ میں جو زہرا کے نورِ عین
رحمت کے دو یہ سورے ہیں امّ الکتاب میں

آئینہ ہے یہ پنجتن و چار یار کا
نقطے ہیں چار حرف ہیں پانچ آفتاب میں

جتنے سوال چاہیں کریں منکر و نکیر
حضرت کا ایک نام ہے سب کی جواب میں

تو وہ حبیبِ حق ہے کہ یوسف کو بھول جائیں
یعقوب دیکھ کر تجھے جلوے کو خواب میں

چلیے بہ رنگِ مہر زیارت کے واسطے
سر کو قدم بنائیے راہِ ثواب میں

حضرت ہوئے شفیع تو دونوں کو دی نجات
مجرم تھے کشمکش میں فرشتے عذاب میں

مجرم ہو پاک جاکے جو حضرت کے سامنے
ہوتا ہے خشک دامنِ تر آفتاب میں

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیع
ہم مجرموں کے جرم تو ہیں کس حساب میں

جو کہہ دیا ہے آپ نے اس کا یقین کر
بیجا ہے فکرِ دوزخ و جنت کے باب میں

عشقِ رسول شرط ہے اسلام کے لیے
کب ہے شراب کیف نہ ہو جس شراب میں

کس قیدِ بلا کا نہیں آپ کو خیال
پہنچے خبر جو بند ہوا ہو حباب میں

جاتے جو سوئے عالمِ بالا نگاہِ قہر
پانی کا قطرہ قطرہ شرر ہو سحاب میں

آیا خیالِ انجمنِ لامکاں نہیں
دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق خواب میں

حضرت چلے سوار جو ہو کر براق پر
تا سدرہ جبرئیل امین تھے رکاب میں

اُس زلف و رخ کی مدح و ثنا کی ہے شب امیر

لکھے ہین شعر مشک ملا کر گلاب مین

مقام امتحان مین دل جو اپنا تول لیتے ہین
وہی سودا سستا بازار محبت مول لیتے ہین

رقم کرتے ہین جب مضمون سواد چشم حضرت کی
سیاہی مردمک کی آنسوؤن مین گھول لیتے ہین

کشائش سب طرح کی ہے سر مژگان حضرت مین
اسی ناخن سے عاشق دل کی عقدہ کھول لیتے ہین

گہے بزم عزا کرتے ہین گہ میلاد کی محفل
کبھی رو بیٹھتے ہین گہی ہنس بول لیتے ہین

فدا کرنے کو قد شبیر سے شمشاد حضرت پہ
بہت ہم سرو سے آزاد بندے مول لیتے ہین

جو مضمون آتا ہے دندان مبارک کی شہادت کا
بہا کر اشک ہم دامن مین موتی رول لیتے ہین

ترازو طبع سنجیدہ ہے اپنی نعت حضرت سے
یہین اپنے بھی ہم اعمال اپنی تول لیتے ہین

نہین نقصان سوا اسکے نفع بازار محبت مین
جو بک جاتے ہین انکو ہاتھ یوسف مول لیتے ہین

امید الفت جو دل مین رکھتے ہین ابروئے حضرت کی
وہ اس کنجی سے قفل باب جنت کھول لیتے ہین

جو لوگ الفت حضرت مین جان دیتے ہین
ملک انہین کو جنان کی زبان دیتے ہین

بڑا پلید ہے منکر ہے جو نبوت سے
گواہی اس کی زمین آسمان دیتے ہین

اثر ہین نام محمد کا اسم اعظم ہے
کلام حق مین یہ قاری نشان دیتے ہین

جہان اترتے ہین رستے مین آپکی زائر
ردا سے امن ملک سر پہ تان دیتے ہین

خیال روضۂ والا جو سرفراز کرے
تو ہم قیام کو دل سا مکان دیتے ہین

پکارتے ہین تمہین کہہ کہ یا رسول اللہ
جو مسجدون مین مؤذن اذان دیتے ہین

جو زیر سایۂ دیوار شاد کرتے ہین خواب
وہ اپنی آنکھ کو سونے کی کان دیتے ہین

برہمن آئے مسلمان ہو کچھ خطر نہ کرے
کہ کافرون کو یہ مومن امان دیتے ہین

بتون کو توڑ کے آئے تو پائے باغ بہشت
خدا کو صاحب دین و ایمان دیتے ہین

نہین سمجھتے یہ جائے گا پہلے یثرب مین

امیر پیر کو طعنے جوان دیتے ہین

زخمیِ عشق دمِ تیغِ الم جانتے ہین
اس تڑپنے مین جو لذت ہے وہ ہم جانتے ہین

کہدو رضوان سے ہمین سیر کی تکلیف نہ دے
ہم مدینے ہی کو گلزارِ ارم جانتے ہین

وحشت کرنے لگے موسیٰ تو یہ آئی آواز
کوئی کیا جانیگا احمد کو تو ہم جانتے ہین

بادشاہی سے ہے ترے دَر کی گدائی جنکو
ٹھیکرا بھیک کا وہ ساغرِ جم جانتے ہین

خشک کیا مزرعِ امید رہیگا اُن کا
جو ترے گیسوؤن کو ابرِ کرم جانتے ہین

نیستی ہے اُنہین ہستی جو تری پیرو ہین
عمرِ صد سالہ کا وقفہ کوئی دم جانتے ہین

اسمِ پاک آپکا ہے سب سے مقدم مرقوم
رتبہ جو آپ کا ہے لوح و قلم جانتے ہین

دلِ کفار مین پڑتے ہین اگر داغِ حسد
ہم وہ پتھر ہین ترے نقشِ قدم جانتے ہین

تیرے گیسو سے ہے پیراہنِ کعبہ آگاہ
تیری آنکھون کو غزالانِ حرم جانتے ہین

تشنۂ شوق ترے قلزمِ ہمت کے حضور
بحرِ زخار کو قطرے سے بھی کم جانتے ہین

جلوۂ نورِ سیہ اور کوئی کیا جانے
تیرے گیسو تیرے عارض کی قسم جانتے ہین

جا سکے اُڑ کے نہ معراج مین ہمراہِ براق
جبرئیل آپ کے توسن کا قدم جانتے ہین

غیب کے حال سے جو لوگ ہین آگاہ امیر
وہ اُسے مجمعِ امکان و قدم جانتے ہین

ہر چند کوئی گنج سے خالی زمین نہین
کوچے مین شاہ کے ہے جو دولت کہین نہین

کس کی ہے آنکھ ایسی کہ دیکھے جمالِ پاک
دریا سمائے کوزے مین ہم کو یقین نہین

وہ دن بھی ہو کہ روضۂ اقدس پہ ہون مقیم
رضوان بلائے مجھکو کہون مین نہین نہین

بے شبہ ہے سجود کے لائق وہ آستان
پر لائقِ سجود کسی کی جبین نہین

جس بزم مین کہ جمع ہین خاصانِ کردگار
وان آپ کے سوا کوئی مسند نشین نہین

ذرے سے آفتاب تلک سب مطیعِ حکم
قبضے مین آسمان نہین یا زمین نہین

یثرب میں چل کے روضۂ اقدس کو دیکھ لی
دشوار کچھ نظارۂ عرش بریں نہیں

معراج جب ہوئی گئے حضرتؐ کہاں کہاں
واقف سوائے حضرتِ روح الامیں نہیں

لیتا ہوں کب کسی کے میں مضموں اے امیر
خرمن ہے میرے پاس کوئی خوشہ چیں نہیں

مرنے مرتے جو ترا نام نہیں لیتے ہیں
وہ رہِ کعبۂ اسلام نہیں لیتے ہیں

دستگیری نہیں کرتے ہیں محمدؐ کس کی
کون گرتا ہے کہ وہ تھام نہیں لیتے ہیں

اب تو للہ اٹھا لیجئے رخِ انور سے نقاب
دل جگر سینے میں آرام نہیں لیتے ہیں

خاکساروں کو ترے آبِ بقا سے کیا کام
خضر دیتے ہیں انہیں جام نہیں لیتے ہیں

جان دیتے ہیں مریضانِ محبت لیکن
آپ کی یاد سے آرام نہیں لیتے ہیں

دل ہے مینائے محبت یہ ہی قلقل کی صدا
ہچکیاں نزع کے ہنگام نہیں لیتے ہیں

جان دیتا ہے جو حضرتؐ پہ وہ پاتا ہے بہشت
ایک کا مال وہ بے دام نہیں لیتے ہیں

آپ کا حاسدِ بدکیش ہے ایسا منحوس
صبح کو جس کا کبھی نام نہیں لیتے ہیں

یاد تیری جنھیں لے جاتی ہو غربت کی طرف
گھر کا وہ بھول کے بھی نام نہیں لیتے ہیں

آپ کے عارض و گیسو کے جو دیوانے ہیں
چین وہ صبح سے تا شام نہیں لیتے ہیں

وصفِ حضرتؐ میں کہا کرتے ہیں ہم شعر امیر
فکر سے اور کوئی کام نہیں لیتے ہیں

پہنچا امیر خیرِ ورا کی جناب میں
ہے لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب میں

کہہ دو ملائکہ سے کریں اور پر کرم
میں ہوں شفیعِ روزِ جزا کی جناب میں

پستیِ بخشش سے وہ چھٹا جو پہنچ گیا
محبوبِ خاص ربِّ علا کی جناب میں

دونوں جہاں کا امن ہے دونوں جہاں کا حفظ
اس بادشاہِ ہر دو سرا کی جناب میں

پیاسوں نے کہدو آئیں کہ ہے شربتِ حیات
بحرِ کرم محیطِ سخا کی جناب میں

ق

کہتا ہون اب بھی دیکھ اُٹھا ہاتھ جور سے / اے چرخ ورنہ ہونگا مین شاکی جناب مین

مین تو تر سے بیان کرون گا ہزار ظلم / تو کیا کہیگا شاہِ ہدا کی جناب مین

جور و ستم کھلین گے تو تجھکو ضرور آپ / بھیجین گے قید کر کے خدا کی جناب مین

نکلا نہ مُنھ سے کلمہ بیجا کبھی امیر / جو عرض ہین سنے کی وہ بجا کی جناب مین

شتاب آؤ کہ ہین صرفِ انتظار آنکھین / لگی ہین در کی طرف شوق سے ہزار آنکھین

کرو ظہور کہ دلشاد ہون محبّون سے / ملین یہ پاے مبارک پہ بار بار آنکھین

خبر ہے شرط مریضانِ عشق کا ہی یہ حال / کہ چھت سے لگ گئین اے شاہِ نامدار آنکھین

یہہ عشقِ عارضِ مولا نے پھل دیا ہی ہمین / ابھی سے دیکھتی ہین خلد کی بہار آنکھین

بندھے شہادتِ دندانِ پاک کا جو خیال / تو کیون نہ صورتِ نیسان ہون اشکبار آنکھین

وہ دن بھی ہو کہ زرِ داغ نذر دے تمہین دل / قدم پہ اشک کے گوہر کرین نثار آنکھین

اجل بھی منتظرون کی جو ہجر مین آئے / اُگین گی صورتِ نرگس سرِ مزار آنکھین

یہ دی ہی آپ نے قوت دل اہلِ دین کی ہین شیر / مجال ہے سگِ دنیا کرے جو چار آنکھین

کرین جو آپ قدم رنجہ قدسیون کی طرف / بچھائین زیرِ قدم لاکھ دل ہزار آنکھین

جو مہر و مہ نہ لگائین وہ کحلِ خاکِ قدم / خلل ہو نور مین پیدا کرین غبار آنکھین

امیر شاہ ضعیفون کو دین اگر قوت / نکالین شیر کی اطفالِ شیرخوار آنکھین

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہون / حسرت آتی ہے یہ پہنچا مین رہا جاتا ہون

المدد المدد اے شافعِ روزِ محشر / بوجھ بھاری ہے گناہون کا دبا جاتا ہون

ہے زیارت پہ فقط غش سے افاقہ موقوف / آپ آتے ہین تو مین آپ مین آجاتا ہون

دو قدم بھی نہین چلنے کی ہے مجھ مین طاقت / شوق کھینچے لیے جاتا ہی مین کیا جاتا ہون

قافلے والے چلے جاتے ہین آگے آگو — مدد اے شوق کہ پیچھے مین رہا جاتا ہون
کاروانِ رہِ یثرب مین ہون آوازِ درا — سب مین شامل ہون مگر سب سے جدا جاتا ہون
اس لیے تا نہ ملے روکنے والون کو پتا — محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہون

فیضِ مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہی امیر
جو کڑی سامنے آتی ہے اٹھا جاتا ہون

دل کو کب شوقِ مزارِ شہِ کونین نہین — بے زیارت مجھے آرام نہین چین نہین
ہو روان اے دلِ بیتاب کہ موقع ہے یہی — راستہ صاف ہے حائل کوئی مابین نہین
جبہہ سائی کی ہین مشتاق بشر ہون کہ ملک — جز درِ شاہ کوئی قبلۂ دارین نہین
وہی چکا اُسکو بین دل جسنے دیا تھا مجھے دین — فارغ البال ہون ذمے مرے اب دین نہین
ابروِ صاحبِ معراج ہے یان پیشِ نگاہ — نقش کب دل پہ مرے معنیِ قوسین نہین
ہے اشارہ کہ ہین ہمراہ محمدؐ کے علیؑ — لفظِ معراج مین ہے میم نہین عین نہین

نورِ عینینِ شہِ ہر دو سرا ہین یہ امیر
سب ہین آگاہ نہان رتبۂ سبطین نہین

دودھ پیتے ہوے اطفال نہ کیونکر بولین — جب لبِ لعل کی تاثیر سے پتھر بولین
ہو گیا ہون کہ نہ انجام ہے محشر رسوائی — کیا چھپین جرم جو اعضا دمِ محشر بولین
دلِ زائر مین جو اُس سیر کا آجاے خیال — بوٹیان آپ ہی جنگل مین برابر بولین
سبزہ زارِ چمنِ شاہ کی جو سیر کرین — طوطی اُن نیک خصالون کی نہ کیونکر بولین
عاشقِ شاہ ہون جھگڑین جو قیامت مین ملک — ہے یقین میری طرف سارے پیمبر بولین
آپکی چشمِ سخندان کا ثناخوان ہون مین — منھ سے کیا آگے مرے اور سخنور بولین
دشمنِ شاہ وہ بدبین ہے جس گھر مین رہے — چھت کی کڑیان نہ کبھی چپ ہون برابر بولین
وہ مسیحا ہین کہ حضرتؑ جو پکارین اُن کو — جی اٹھین مردم تصویر مقرر بولین

باعث حفظ جہان نام ہے حیدر کا امیر
حکم حیدر پہ نگہبان نہ کیونکر ہوئین

ہون تو مجرم پہ نہان ہین شہ مرسے اقبال مین
نام حضرتؐ بھی ہے میرے نامۂ اعمال مین

رشتے توڑے دام کو صیاد اپنے ہاتھ سے
نام حضرتؐ سے جو طائر قید ہو کر جال مین

جرم گو بے حد ہین پہ مین عاشق مولا تو ہون
آیۂ لا تقنطوا کیونکر نہ نکلے فال مین

کیون نہ لکھ دے باغ جنت کی سند مجھکو خدا
لکھے ہین دفتر کے دفتر آپکے احوال مین

ہین وہ عیسیؑ ہو مرقع ہین جو حضرت کی شبیہہ
کیا عجب ہے جان پڑ جائے ہر اک تمثال مین

یاد مولا مین جو روئین اپنی آنکھین اے امیر
ابر تر بھر بھر کے موتی لے گئے رومال مین

حضرتؐ کا خدا کے گھر مین جلوا دیکھون
سے گئے ہین مدینے کا تماشا دیکھون

یا رب ترے محبوب کا دامن ہاتھ آئے
اس سائے مین محشر کا تماشا دیکھون

دل کہتا ہے جاتا ہون مدینے کی طرف
روکے تو کوئی راہ مین اچھا دیکھون

جس دل مین حضور کی ہو حسرت اس کو
کن آنکھون سے خاک پڑ پڑتا دیکھون

بیمار ہے عشق احمدی کا دل زار
یا رب مین کبھی اسے نہ اچھا دیکھون

جن آنکھون سے دیکھا ہو وہ روئے گلگون
ان آنکھون سے کیا خون تمنا دیکھون

حیرت بھری آنکھون نے کبھی خواب ہی دیکھا
وہ روضۂ پرنور خدایا دیکھون

نیند آئے جو مجھ کو تو اسی کی دھن مین
جب آنکھ کھلے اسی کا جلوا دیکھون

وہ پھول سا چہرا مین نے دیکھا ہو صبا
مین کیا ترے پھولونکا تماشا دیکھون

وہ درد محبت مین مزہ ہے کہ امیر
مر جاؤن مگر منہ نہ دوا کا دیکھون

شب معراج ہے مہمان رسول اللہ آتے ہین
چلو حور و پری ہو غلمان رسول اللہ آتے ہین

جلاجل بج رہی ہین مہر ومہ کی دھوم پھیلی ہے
خوشی سے تھرہی رقصان رسول اللہ آتے ہین

کھلے جاتی ہین غنچے سبزہ کیا کیا لہلہاتا ہے
گلِ فردوس ہین خندان رسول اللہ آتے ہین

لگائین اچھے اچھے پھول چمن کی ڈالیان جلدی
خبر حورونکو دی رضوان رسول اللہ آتے ہین

فدا ہونے کو ہے تیار سارا عالمِ بالا
ملک صدقے فلک قربان رسول اللہ آتے ہین

لگاتے آسرا تھے قدسیانِ عرش مدت سی
نکل جائیگی اب ارمان رسول اللہ آتے ہین

کسی کو اب نہین حاجت ہے اعجازِ مسیحا کی
کہ ہر اک درد کی درمان رسول اللہ آتے ہین

کرینگے جان نثارانِ محبت دل نثار اپنا
سرورِ جانِ مشتاقان رسول اللہ آتے ہین

امیر اسوقت جو کچھ مانگنا ہو مانگ لے تو بھی
حبیبِ ایزدِ سبحان رسول اللہ آتے ہین

غل ہے معراج کی شب شاہِ اُمم آتے ہین
مالکِ مہر ومہ و لوح و قلم آتے ہین

آپ بالا سے براق آتے ہین اور روحِ امین
بوسے دیتے ہوے بالائی قدم آتے ہین

ہر قدم پر صفتِ خلق کا ہوتا ہے ظہور
بر سرِ لطف و عنایات و کرم آتے ہین

نکلے گی عالمِ امکان سے سواری شب کو
روشنی کرنے کو انوارِ قدم آتے ہین

تا نہ ہو منزلِ خورشید مین گرمی کا اثر
سایہ کرنے کے لیے ابرِ کرم آتے ہین

حورین ہین ساتھ سواری کی ہین خوش خوش جیسے
شوخیان کرتے غزالانِ حرم آتے ہین

دونون حضرت کی جلودار ہین تھامے ہین رکاب
آج جبریلؑ و سرافیلؑ بہم آتے ہین

شان و شوکت کوئی دیکھے تو شہنشاہی کی
کہ ملائک لیے ہاتھون مین علم آتے ہین

اہلِ ہستی کا تو کیا ذکر ہے ایسی ہی خوشی
تہنیت کے لیے اربابِ عدم آتے ہین

غول کے غول ملائک ہین ادھر اور ادھر
واہ کس شان سے با جاہ و حشم آتے ہین

جو کڑی آتی ہے آواز یہ آتی ہے امیر
تو ہراسان نہ ہو ہم آتے ہین ہم آتے ہین

نہین ہے آپ کے رُخ کا شمار پھولون مین
بسی ہوئی ہے عروسِ بہار پھولون مین

عرق جو اُس گلِ عارض سے باغ مین ٹپکے
چٹک کے غنچے پکارین بہار پھولون مین

نثار کرتے ہین لے چل کے اے صبا اُس پر
پڑی ہوئی ہے یہ ہر سو پکار پھولون مین

ہر ایک گل چمنِ فاطمہؓ کا ہے اک باغ
یہہ انتخاب ہے ستّر ہزار پھولون مین

زمانے بھر مین ہے اصحابِ پاک کی خوشبو
مہک گیا چمنِ دہر چار پھولون مین

حضور کے رخِ نازک کے آگے آئین تو
نکال دون گا مین شاخین ہزار پھولون مین

ہر ایک گل ہے جو نرگس کی طرح چشم براہ
یہ کس کے آنے کا ہے انتظار پھولون مین

جو نیند آگئی طائف مین بول اُٹھے جبریلؑ
کہ سو رہا ہے مرا گلعذار پھولون مین

کسی مین آپ کی بو ہے کسی مین آپکا رنگ
عیان ہے رحمتِ پروردگار پھولون مین

ہزارون داغ مرے دل کو عشقِ احمدؐ دے
بھلا نہ ہوگا مرا پانچ چار پھولون مین

نہین ہین اشک یہ اُس رخ کی یاد مین جاری
الٰہی ہے یہ روان آبشار پھولون مین

فرشتون مین ہے ہنگامہ رسولِ پاک آتے ہین
کھلین رحمت کے دروازے شہِ لولاک آتے ہین

ستارون سے کہو آنکھین بچھائین اُنکی آمد ہے
ملائک جن کے در پر جھاڑنی کو خاک آتے ہین

طلب معشوق کی عاشق سے کی ہے بھیجکر خلعت
لیے جبریلؑ سر پر آپ کی پوشاک آتے ہین

فرشتون کی پرون ہی پر قدم پڑتے ہین ہستی مین
فلک سے تا زمین بیٹھی ہوئی ہے ڈاک آتے ہین

قدم لین دوڑ کر قدسی تو حاصل ہو سرافرازی
شرف جن سے زمین کو تھا سرِ افلاک آتے ہین

براقِ برق دم سے برق خوش ہو ہو کے کہتی ہے
چلین کیا کیا تجھے اے توسنِ چالاک آتے ہین

وہ آتے ہین کہ جن کی نرگسی آنکھون کے سودائی
لیے تسکینِ دل حورون کو جا کر تاک آتے ہین

عجب رنگین نشاط افزا چمن ہے حسنِ حضرت کا
کہ ہنس پڑتے ہین جو روتی ہوئی غمناک آتے ہین

ہے آمد آمد اُن کی جن کے سودائی محبت مین
عدم سے شوقِ ہستی گل گریبان چاک آتے ہین

اُٹھا کر اُنگلیاں کہتی ہیں موجیں بحرِ رحمت کی
کہ دریا ئے رسالت کی بڑی پیر اک آتی ہیں

کرے فریاد امیرؔ بے زبان ای دادرس کس سے
کہ ہر دم کھینچ کر خنجر نئے سفاک آتی ہیں

موت سے ہے سر پہ کھڑی یا رحمۃ للعالمین
ہے مصیبت کی گھڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر کا دن ہے سوا نیزے پہ آیا آفتاب
دھوپ پڑتی ہے کڑی یا رحمۃ للعالمین

سر اُٹھائیں آپ سجدے سے شفاعت کیلیے
خلق ہے کب سے کھڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہیں مشکل کشا اُمت کو کچھ پروا نہیں
لاکھ مشکل ہو بڑی یا رحمۃ للعالمین

خلق تڑپی جاتی ہے کھیتی ہوئی جاتی ہے خشک
ابرِ رحمت کی جھڑی یا رحمۃ للعالمین

ہو جو تارِ اشک پر میرے عنایت کی نظر
موتیوں کی ہو لڑی یا رحمۃ للعالمین

اب مجھے جلدی مدینے میں طلب کر لیجیے
سخت ہے اِک اِک گھڑی یا رحمۃ للعالمین

راہِ اُلفت میں ملی جو شاخ کانٹوں سے بھری
تھی وہ پھولوں کی چھڑی یا رحمۃ للعالمین

گو بڑا عاصی ہوں پر حضرت شفاعت تو کریں
شانِ رحمت ہے بڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر میں ہے اِک ہجوم اور میں ہوں مشتاقِ جمال
ہے بڑی مشکل پڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہی کا ہے امیرؔ آئیں مدد کو آپ ہی
آ بنے جو اُس پہ کڑی یا رحمۃ للعالمین

مدینے میں دلِ پُر داغ اپنا لے کے جاتا ہوں
بڑے سرکار کے دربار کی ڈالی لگاتا ہوں

مدینے کی زمین کو جھاڑتا پلکوں سے جاتا ہوں
جو کانٹے راہ میں ملتے ہیں آنکھوں سے لگاتا ہوں

بہت ہی ناتوان ہوں میں قدم مشکل سے اُٹھتا ہے
تواے دل آگے آگے چل میں پیچھے پیچھے آتا ہوں

ضعیف و زار ہوں گو قافلے بھر سے مگر دیکھو
میں آوازِ جرس کی طرح آگے سب سے جاتا ہوں

تصور کر رہا ہوں سلکِ دندانِ مبارک کا
میں اپنی آتشِ دل آبِ گوہر سے بجھاتا ہوں

کچھ ایسا ولولہ ہے راہ میں شوقِ زیارت کا
کہ دل بڑھتا ہے ہاتھوں جب قدم آگے بڑھاتا ہوں

تصدق اس عنایت پر ہین اس اعجاز کے صدقے
کہین ہون آپ لیکن مین تو اپنے دل مین پاتا ہون

فلک جو داغ دیتا ہے مجھے عشقِ محمدؐ مین
اُسے آغوش مین لے کر کلیجے سے لگاتا ہون

عجب راحت عجب ٹھنڈک مری دل کو پہنچتی ہے
غلافِ روضۂ حضرتؐ جو آنکھون سے لگاتا ہون

جلاتا ہون جو اسے دل آتشِ عشقِ محمدؐ مین
جہنم کی بھڑکتی آگ سے تجھکو بچاتا ہون

مرے دل کو ہی جب سی یاد دندانِ مبارک کی
گہر بنتے ہین آنکھون سی اگر آنسو بہاتا ہون

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ اُس دَر تک پہنچ جاؤن
کہین روح الامین تھم آؤ مین پردہ اُٹھاتا ہون

امیر اب ہین یہان گھبرا گیا ہون جی نہین لگتا
اُٹھا کر ہند سے بستر مدینے مین لگاتا ہون

مدینے کو سفر ہم اے دلِ ناشاد کرتے ہین
یہہ گھر برباد کرتے ہین وہ گھر آباد کرتے ہین

[illegible] ہم عشقِ نبیؐ سے گھر ترا آباد کرتے ہین
نہ گھبرا اے دلِ ناشاد تجکو شاد کرتے ہین

چلیے جو شوقِ یثرب اُس کے دامن سے جا لپٹے
ہم اس حسرت مین اپنی خاک کو برباد کرتے ہین

مجھے افلاک اب تک خاک کا پیوند کر دیتے
مگر تیرا سمجھ کر رحم یہہ جلاد کرتے ہین

اِدھر عاشق پہ صدقے ہین اُدھر معشوق پر قربان
خدا کے ساتھ محبوبِ خدا کو یاد کرتے ہین

فدا کرنے کو حضرتؐ پر لیے پھرتے ہین اب اے دل
تو اک مدت کا قیدی ہے تجھے آزاد کرتے ہین

کلامِ عاشق و معشوق مین بھی رنگِ وحدت ہے
وہی ارشادِ باری ہی جو آپ ارشاد کرتے ہین

حضور آئے گیا دورِ ستم عہدِ کرم آیا
ستم کرنے سی توبہ اب ستم ایجاد کرتے ہین

خدا نے آپؐ کو پیدا کیا اولادِ آدمؑ سے
پری زادون پہ اس سی ناز آدم زاد کرتے ہین

ہا یہ جانِ ہفت اقلیم ہے ہم کیون کہین جائین
ترے روضے مین سیرِ گلشنِ ایجاد کرتے ہین

دلِ بیمار کو لذت مسیحائی کی ملتی ہے
لبِ جان بخشِ حضرتؐ کو جہان ہم یاد کرتے ہین

ہمین ہے کھینچنا نقشہ سراپا سے محمدؐ کا
ہر اک موئے بدن کو خامۂ بہزاد کرتے ہین

شفیعِ عاصیان اب جلد آپ آئین شفاعت کو
گنہگارانِ اُمت دیر سے فریاد کرتے ہین

مدینے مین صبا لائی ہے مژدہ کس کی آمد کا / کہ مرغانِ چمن شورِ مبارکباد کرتے ہین

ملا ہے جن کو ذوقِ دردخوانِ عشقِ احمد سے / گلہ کیسا وہ شکرِ لذّتِ بیداد کرتے ہین

جُدائی مین کٹی اک عمر یارب وہ بھی دن آئے / کوئی کہدے کہ چل سرکار تجکو یاد کرتے ہین

غزل جو نعت مین کہتے ہین وہ مقبول ہوتی ہے / ملک صلِّ علیٰ کہہ کہہ کے اسپر صاد کرتے ہین

امیر اتنی حقیقت ہے ہماری نعت گوئی کی / ملا ہے مہربان فریادرس فریاد کرتے ہین

ہائے وہ جلوہ نظر آتا نہین / میری حسرت پر ترس کھاتا نہین

جا رہے ہے ہوش و خرد و صبر و قرار / دھیان لیکن آپ کا جاتا نہین

ہے وہی داغِ محبت کی بہار / اِس چمن کا پھول مرجھاتا نہین

آپ مین آتا ہے جب یہ مستِ عشق / ہائے اُس وقت آپکو پاتا نہین

شرمِ عصیان سے ہے روزِ بازپُرس / سامنے سرکار کے جاتا نہین

یہہ عمل اور دعوئے عشقِ رسول / کچھ تو اے دل اُس سے شرماتا نہین

وصل اک مدت سے حاصل ہے مگر / دل سے دھڑکا ہجر کا جاتا نہین

ملتی ہے سائل کو مُنھ مانگی مراد / کوئی تجھ سا اے سخی داتا نہین

رد نہ ہوتی ہے وہ ایسی بارگاہ / کوئی میری عرض پہنچاتا نہین

ضعف سے بے حس ہون بستر پر پڑا / درد بھی کروٹ بدلواتا نہین

جب تلک تڑپانے والا ہو نہ پاس / کچھ تڑپنے مین مزہ آتا نہین

درد اُٹھواتا ہے جب اُس بزم سے / ضعف بھی تو مجکو بٹھلاتا نہین

بیخودی ہی مین وہ جلوہ دیکھ لون / خواب کیسا غش بھی اب آتا نہین

المدد شوقِ مدینہ المدد / تھک گیا ہون اب چلا جاتا نہین

تھک اگر ہوتا نہین روتے ہی دل / کیون یہ پانی ہو کے بہہ جاتا نہین

اب بلا لے اسے شہنشاہِ عرب
ہند مین مجھ سے رہا جاتا نہین

کیا عدم مین بھی مدینہ ہے کوئی
جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

آہ بھی کرتا نہین ہون عشق مین
بات دل کی منہ پہ مین لاتا نہین

یاد مین معشوق کی رہتا ہے مست
دل کبھی عاشق کا گھبراتا نہین

عشق مین مجھ کو تو سمجھاتے ہین سب
میرے دل کو کوئی سمجھاتا نہین

یہ حیا دربردہ شوخی ہے امیر
خواب مین بھی بے نقاب آتا نہین

ہند مین جب یہ مصائب ہین امیر
کیون مدینے کو چلا جاتا نہین

دلِ دردمند کی داستان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون
تمہین غمزدون کی ہو قدردان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

تمہین بیکسون کے شفیق ہو تمہین بےبسون کے رفیق ہو
جو گزرتی دل پہ ہے جانِ جہان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مرے حال پر بھی کرم کرو جو کرو نہین عرض وہ سن تو لو
تمہین باپ مان سے ہو مہربان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

ہوئی جس تڑپ مین مری بسر جو گذر گئی مری جان پہ
شہِ انس و جان سرِ دوجہان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

تمہین داد گر ہو یتیم کے تمہین چارہ گر ہو سقیم کے
ہے یہ تن ہون درد مین ناتوان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مجھے دربدر یہ پھرائے گا نہ کبھی یہ راہ پر آئے گا
مجھے پیس ڈالے گا آسمان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

مرا ہمدم ایک تھا دل مرا اُسے بھی غمون نے گھلا دیا
نہین ملتا اُس کا بھی اب نشان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

دمِ نزع ایسی ہے بیکسی نہین ساتھ دیتے جو اپنے بھی
مجھے چھوڑ ہی جاتا ہے کاروان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

جو لحد مین مجھ سے سوال ہو تمہین آکے اُس کا جواب دو
یہ بہت ہی سخت ہے امتحان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

نہ زمین سُنے نہ فلک سُنے نہ بشر سُنے نہ ملک سُنے
نہین سُنتا کوئی مری فغان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

کوئی دلنواز یہان نہین مجھے تاب ضبطِ فغان نہین
مرے دل مین ہے جو غمِ نہان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

جو امیر دیکھین نبی ادھر تو کہون یہ ہاتھون کو جوڑ کر
کہ تڑپ کو دل کی مین نیم جان نہ کہون جو تم سے تو کیا کرون

آنسو مری آنکھون مین نہین آئے ہوئے ہین
دریا تری رحمت کے یہ لہرائے ہوئے ہین

ہم اور عبادات و ریاضات کی لذّت
سب تحفے یہ سرکار ہی کے لائے ہوئے ہین

دے دیجیے پابوس کی اب ہم کو اجازت
کب سے دلِ بیتاب کو ٹھہرائے ہوئے ہین

احکام تری شرع کے ہر نفسِ شقی کو
روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین

کیا پوچھتے ہو ٹوٹتے ہین کیا ہی جگر و دل
یہ دونون تمہارے ہی تو تڑپائے ہوئے ہین

اللہ رے حیا حشر مین اللہ کے آگے
ہم سب کے گناہون پہ وہ شرمائے ہوئے ہین

امّت کا مری بال نہ بیکا ہو یہ ہیہات ہے
گیسو سرِ دوش اس لیے بل کھائے ہوئے ہین

وحشی ہین ترے سرکشی نفس پہ برہم
آہو ہین مگر شیر پہ جھنجلائے ہوئے ہین

جتنے ہین نبی حشر مین سب ہیبتِ حق سے
مدہوش ہین بیہوش ہین گھبرائے ہوئے ہین

یہ آپ ہی کا حوصلہ ہے خاص کہ اس وقت
اُمّت کی شفاعت کیلیے آئے ہوئے ہین

دیکھے ہوئے ہین شمس و قمر اے شہِ خوبان
سب پاس نگہ کر مری ٹھکرائے ہوئے ہین

مین نے چمنِ خلد کے پھولون کو بھی دیکھا
سب آگے ترے چہرے کی مرجھائے ہوئے ہین

کن آنکھون کا بیمار ہون یارب کہ مرے گھر
عیسیٰ بھی سبھی دیکھنے کو آئے ہوئے ہین

عشاق کی آنکھون کو رُلاتے ہو تمہین تو
یہ جام تمہارے ہی تو چھلکائے ہوئے ہین

شاخون مین یہ سپتے نہین اے غیرتِ گلشن
سب ہاتھ ترے سامنے پھیلائے ہوئے ہین

پھولون کی طرح ہجر مین عشاق کے دل بھی
افسردہ ہین پژمردہ ہین مرجھائے ہوئے ہین

بھاتا نہین کوئی نظر آتا نہین کوئی
دل مین وہی آنکھین وہی سمائے ہوئے ہین

جی بھر کے ہین دیکھنے دو حشر مین دیدار
اک عمر کے ترسے ہو ترسائے ہوئے ہین

عشاق کی آنکھون ہی پہ موقوف نہین ہے
آئینے بھی اس حسن پہ للچائے ہوئے ہین

روشن ہوئے دل پرتوِ رخسارِ نبی سے
یہ ذرّے اُسی مہر کے چمکائے ہوئے ہین

شاہون سے وہین کیا جو گدا ہین ترے در کے
جتنے اے شہ خوبی تری شیدائے ہوئے ہین

آ سکے ہین جو وہ بیخودی شوق کو سُنکر
اِسوقت امیر آپ مین ہم آئے ہوئے ہین

نظر مین وہ جب سے سمائے ہوئے ہین
ہم آنکھون کو سب سے چھپائے ہوئے ہین

وہ جلوے نظر مین سمائے ہوئے ہین
کہ ہم چاند سورج چھپائے ہوئے ہین

جھلک اُنکی دیکھی ہے ہم نے جو آئین
کلیجے سے دل کو لگائے ہوئے ہین

فشار اے زمینِ لحد دے نہ ہم کو
ترے گھر مین مہمان آئے ہوئے ہین

صدا دے رہی ہے یہ گورِ غریبان
یہان سب فلک کے ستائے ہوئے ہین

دکھا دے خدا شمعِ رخسارِ حضرت
اُسی کی طرف لو لگائے ہوئے ہین

دکھا دل ہمارا نہ اے دردِ فرقت
کہ ہم عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہین

سمجھے چاند سورج ہین اُس رخ کے آگے
ستارے بھی کچھ جھلملائے ہوئے ہین

بہت تند ہے بادۂ عشقِ احمدؐ
ہم اِس کے مزے خوب اُٹھائے ہوئے ہین

چمن ہے جو داغون سے سینہ ہمارا
یہ سب گل تمہارے کھلائے ہوئے ہین

گھروندے یہ سب ہستی و نیستی کے
تمہارے بگاڑے بنائے ہوئے ہین

ترے سامنے گل ہین دامن سمیٹے
لجالو کی صورت لجائے ہوئے ہین

دل و دیدہ اُجڑے ہوئے گھر تھے دونون
یہہ سرکار ہی کے بسائے ہوئے ہین

دل آہین نہین کرتے ہین تیرے در پر
یہہ جوگی ہین دھونی رمائے ہوئے ہین

خدا جانے کس وقت ہو کیا اشارہ
نظر سے نظر ہم ملائے ہوئے ہین

کہان ڈھونڈھتے انکو نکلا ہے اے دل
ارے وہ تو تجھ مین سمائے ہوئے ہین

نہ پیس آسیا سے فلک عاشقون کو
یہہ بیکس بہت دل دکھائے ہوئے ہین

اجل میری بالین سے ٹلکر کھڑی ہو
عیادت کو سرکار آئے ہوئے ہین

رقیب اُن کی اُلفت مین عالم ہے سارا
جو اپنے تھے وہ سب پرائے ہوئے ہین

ہے احمال سی یاس ای شانِ رحمت
مگر آس تجھ سے لگائے ہوئے ہین

بظاہر ہم اوروں کی سنتے ہین باتین
مگر کان اُدھر ہی لگائے ہوئے ہین

امیر آنکھ کیا روزِ محشر اُٹھائین
گنہگار ہین سر جھکائے ہوئے ہین

محبوبِ خاصِ حضرتِ سبحان ہی تو ہین
جانِ جہان ہی تو ہین جانان ہی تو ہین

عیسیٰ کا آسمان چہارم پہ ہے یہ قول
ہر دردِ لاعلاج کے درمان ہی تو ہین

حور و ملک زمین و فلک دیکھ کر جھلک
جن پر ہین لاکھ جان سے قربان ہی تو ہین

سنبل کی طرح سنبلہ بھی آسمان پہ ہے
جن کی ہوا ہین چاک گریبان ہی تو ہین

اہلِ زمین و اہلِ فلک سب مین شور ہے
تھا جن کے دیکھ لینے کا ارمان ہی تو ہین

بیڑا ہی تو پار لگائین گے روزِ حشر
اُمت کے دستگیر و نگہبان ہی تو ہین

خورشید و ماہ و زہرہ و مریخ و مشتری
پھر پھر کے جن کے گرد ہین قربان ہی تو ہین

اُڑتے ہین ہوش رعب سی حسن و جمال کے
پریان یہ کہہ رہی ہین سلیمان ہی تو ہین

ارواح کا ہجوم ہے پروانون کی طرح
بزمِ جہان مین شمعِ شبستان ہی تو ہین

کیا حسن کیا جمال ہے کیا آن بان ہے
محبوبِ خاص ہونے کے شایان ہی تو ہین

جتنے ہین حکمران وہ سبھی زیرِ حکم ہین
عالم ہے جن کا تابعِ فرمان ہی تو ہین

غلمان جو ہین غلام تو حورین کنیز ہین
تاجِ شہان سرآمدِ خوبان ہی تو ہین

احکام لے کے آئین گر جبریل جنکے پاس
جن پر اُتارا جائے گا قرآن ہی تو ہین

خوانِ کرم انہین کا ہی میزبان ہین
سارا جہان جن کا ہے مہمان ہی تو ہین

شمعِ سُبل امامِ رسل فخرِ جزو و کل
نازان ملک ہین جن پہ وہ انسان ہی تو ہین

کیونکر نہ بے حساب ہو اُمت کی مغفرت
روزِ حساب ماحیِ عصیان ہی تو ہین

جن کے فروغِ نور سے سراپا معمور ہے
قندیلین عرش کی ہین فروزان ہی تو ہین

پوچھا جو انبیا نے یہی ہین حبیبِ حق | بولے یہ جبرئیلؑ کہ ہان ہان یہی تو ہین

پہنچا اسیر جوشِ مسرت کہان کہان
کعبے مین غل ہے قبلۂ ایمان یہی تو ہین

ردیفِ واو

میری اُلفت نے دیا رتبہ بعید مجھ کو | کہ ملی خاکِ درِ شاہ کی مسند مجھ کو
پھول وہ چہرہ ہی شمشاد ہے وہ قد مجھ کو | سیرِ گلزارِ جنان سے ہی یہ مقصد مجھ کو
عمر بھر دولتِ کونین کی کرتا تھا تلاش | مل گئی آج تہِ دامنِ احمد مجھ کو
اب وجد فخرِ عرب آپ ہین فخرِ اب وجد | یاد ہے مکتبِ ایمان مین ابجد مجھ کو
رتبہ یہ عشق سی پایا کہ ہون حضرت کی دعا | حشر کے روز کرے گا نہ خدا رد مجھ کو
ہین وہ محبوبِ خدا اس سی ہین سبکو محبوب | راست گو ہون نہین آتی ہی خوشامد مجھ کو
اُس خطِ سبز کا عاشق ہون مین مانندِ خضرؑ | کیون نہ جنت مین ملے قصرِ زبرجد مجھ کو
کسی دولت کسی ثروت کی نہین اب پروا | میرے اللہ نے دی الفتِ احمد مجھ کو
یا نبی مکر سے شیطان کو حاصل ہو پناہ | روز آ آ کے ستاتا ہے یہ مرتد مجھ کو
آسمان پر کُلۂ فخر نہ پھینکون کیونکر | ہاتھ آیا ہے ترا گوشۂ مسند مجھ کو
شافعِ حشر کا احسان کہ وارد مین ہوا | کر چکے تھے مرے اعمال نہ رد مجھ کو
ہون گنہگار مگر خوفِ معاصی سی نہین | بخشوا لین گے قیامت مین محمد مجھ کو
نکہتِ گل کبھی گلشن سی جو لاتی ہے صبا | یاد آجاتی ہے اُس شاہ کی آمد مجھ کو
مست ہون بادۂ الفت سی مین تصویر کیطرح | کیون نہ سمجھے صفِ عشاق سر آمد مجھ کو
قصرِ جنت مین جو دیکھونگا جواہر کے کلس | یاد آجائے گا وہ روضہ وہ گنبد مجھ کو
خلعتِ بادشہی حلۂ جنت سمجھون | دین جو زائر کفن و پوششِ مرقد مجھ کو
گزرے چالیس برس عمر کو اے طالعِ بد | تا کجا ہند مین رکھیگا مقید مجھ کو

کم نہیں ہے یہ شرف کچھ مرے حق میں کہ امیر
نام میرا ہے یہی کہتے ہیں احمد مجھ کو

اب کہاں چین جو بہر دی مرے جی نے مجھ کو
کہ مدینے میں بلایا ہے نبی نے مجھ کو

عاشق چہرۂ حضرت تھا گیا بے کھٹکے
در فردوس پہ روکا نہ کسی نے مجھ کو

بحر الفت میں نبی اور علی ہیں حامی
پار اترنے کو ملے ہیں یہ سفینے مجھ کو

عشق کر ختم رسل سے کہ خدا راضی ہو
کی یہ تعلیم اویس قرنی نے مجھ کو

آتش عشق میں جلتا ہوں میں شب بھر دم صبح
شمع ساں موت کی آتے ہیں پسینے مجھ کو

پر نکل آئیں جو طائر کی طرح دور نہیں
ہمہ تن شوق بنایا ہے خوشی نے مجھ کو

شوق محبوب الٰہی میں نہیں صبر کی تاب
لے چل اے جذبۂ دل جلد مدینے مجھ کو

ہے یقیں راہ میں لے جائیں گے جبریل امین
سب بتا دیں گے زیارت کے قرینے مجھ کو

اب نہ ٹھہروں جو کرے میری خوشامد بھی وطن
کہ پکارا ہے غریب الوطنی نے مجھ کو

مومن و زائر و حاجی ہوں دیے تین شرف
مکی و ہاشمی و مطلبی نے مجھ کو

رات دن ہند میں رہتا ہے یہی دھیان امیر
اب کیا یاد رسول عربی نے مجھ کو

مدح خواں ہوں میں جو آواز نہیں ہے تو نہ ہو
سوز حاصل ہے مجھے ساز نہیں ہے تو نہ ہو

مرتے ہی پھاند کے دیوار میں داخل ہوں گا
باب فردوس اگر باز نہیں ہے تو نہ ہو

مے عشق سے حضرت کے مرا دل معمور
جام میں بادۂ شیراز نہیں ہے تو نہ ہو

دیکھ سکتا نہیں گنجشک کو وحشت سے تری
بنا اگر دیدۂ شہباز نہیں ہے تو نہ ہو

زندہ دل جلتے ہیں اقرار نبوت سے انہیں
مردہ دل قائل اعجاز نہیں ہے تو نہ ہو

آپ کا نام تو لیتا ہے مؤذن ہر صبح
مثل داؤد خوش آواز نہیں ہے تو نہ ہو

درد الفت کا ہو انجام الٰہی اچھا
خوب صورت اگر آغاز نہیں ہے تو نہ ہو

آشیانہ ہے مدینے کے درختوں میں پڑا
اب اگر طاقتِ پرواز نہیں ہے تو نہ ہو

دور سے دیکھ لیا کرتے ہیں حضرت کا جمال
پاس اگر جلوہ گہِ ناز نہیں ہے تو نہ ہو

رہ نہیں جانے کا میں وادیِ مدحت میں امیر
توسنِ فکر سبکتاز نہیں ہے تو نہ ہو

یہ باعث تھا کیے سجدے فرشتوں نے جو آدم کو
کہ اُن کے صلب میں دیکھا ضیائے فخرِ عالم کو

جو عالم ہم نے اپنے دل میں دیکھا فیضِ مولا سے
نہ آیا تھا کبھی جامِ جہاں بیں میں نظر جم کو

شہنشاہا مدینے کو خدا نے ہفت کشور پر
بلندی بخشی جیسے دی ہفت آسماں سے عرشِ اعظم کو

نظارہ شاہ کا یوں دامنِ تر خشک کرتا تھا
مٹا دیتا ہے جیسے پرتوِ خورشید شبنم کو

سفارش سے تمہاری قوتِ اعجاز دی حق نے
یدِ موسیٰ عمران کو لبِ عیسیٰ مریم کو

ہوئے راکع تو محرابِ حرم کو یہ ہوئی حسرت
کہ لے لوں دوڑ کر آغوش میں تیرے قدِ پُر خم کو

تری محرابِ ابرو سے ترا چاہِ زنخداں ہے
عزیز اس واسطے رکھتا ہوں میں کعبہ کو زمزم کو

لبِ جاں بخش کی تعریف سے پایا ہے یہ رتبہ
غنیمت جانتے ہیں عیسیٰ مریم مرے دم کو

نکل سکتے نہیں ہیں ایک دم قیدِ محبت سے
لپیٹا ہے یہ دونوں گیسوؤں نے دونوں عالم کو

اگر اس خاک کے دانے کا بوسہ پہلے لے لیتے
نہ ہوتی کھا کے گندم احتیاجِ عذر آدم کو

وہاں چالیس درسے ہیں درِ فیضِ آپکا لاکھوں
سخاوت میں بھلا کیا آپ سے نسبت ہے حاتم کو

یقیں ہے شکلِ خاتم شوق سے قالب تہی کرتی
سلیماںؑ دیکھتے دستِ مبارک میں جو خاتم کو

امیر آوازۂ جرأت پہنچتا ہے جو مولا کا
ہلا دیتا ہے اب بھی سیستاں میں گورِ رستم کو

کہوں گا حشر میں یہ تھام کر حضرتؐ کے دامن کو
الٰہی سیلِ رحمت سے بہا عصیاں کے خرمن کو

غبارِ کوچۂ مولا کا سرمہ ہے عجب سرمہ
کیا ہے جس نے روشن دیدۂ خورشید روشن کو

جو دیکھیں حلقۂ گیسو کہیں آزاد حسرت سے
الٰہی قید ہوں اس میں ملے یہ طوق گردن کو

یہ شوقِ دیدِ مرقد ہے کہ جب در بند ہوتا ہے
فرشتے جھانکتے پھرتے ہیں دیواروں کو روزن کو

اجازت طائرِ سدرہ کو ہو تو متصل یثرب پہ
بنائے آشیانہ چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

تمنّا ہے نہ نکلوں مر کے بھی میں شہرِ یثرب سے
زمیں تھوڑی سی مل جائے یہیں با شاہ مدفن کو

تمہارا بوسۂ در یوں بد دلوں کو نیک کرتا ہے
بنا دیتا ہے سونا سنگِ پارس جیسے آہن کو

کرے دل کھول کر تا چہچہا باغِ روضۂ حضرت
خدا نے اس لیے دی ہیں دس زبانیں متصل سوسن کو

لباسِ شاہ کے سینے کی ہو خیاط کو جرأت
جو رشتہ مانگ لے ادریس علیہ السلام سے سوزن کو

جناں سے روضۂ شہ تک جو حوریں آ نہیں سکتیں
بحسرت دیکھتی رہتی ہیں دیوار و در کے روزن کو

ابھی تو آڑ کے آئے کوچۂ مولا میں گلشن سے
جو ملتے بلبلاں کی طرح پر گلہائے گلشن کو

براق اڑتا ہوا قطعِ رہِ معراج کرتا تھا
ملا جب شہسوار ایسا خوشی ہو کیوں نہ توسن کو

امیر آئے جو دل اُس شاہ کا عاشق نوازی پر
جھکا دے سرو پا سے فاختہ پیراہنی گردن کو

رکھتی ہے خاکِ کوچۂ مولا چمن کی بو
ذرّے سے وہ گل ہیں آتی ہے جیسے دلہن کی بو

سونگھے جو کوئی اُنکے لباسِ بدن کی بو
خوش آ گیا دماغ کو اُسکے چمن کی بو

کیا حلقہ ہائے زلفِ مسلسل ہیں عطر بیز
آتی ہے صاف نافۂ مشکِ ختن کی بو

اُس چہرۂ صبیح کی دل کو جو یاد ہے
داغوں سے آ رہی ہے گلِ یاسمن کی بو

لکھوں جو مدحتِ تنِ نازک کتاب میں
آئے ورق ورق سے گلِ نسترن کی بو

گویا زمیں عطر سے ہے خاکِ جسمِ پاک
شبّو کی بو ہے زلف میں تن میں سمن کی بو

کافور کی جگہ تھی جو خاکِ مزارِ پاک
جنّت سے فرشتے سونگھ کے آئے کفن کی بو

خوشبو دہانِ پاک کی جس کو پسند ہے
سونگھیں کبھی نہ غنچۂ گل کے دہن کی بو

یعقوب اور یوسفِ یثرب پہ ہوں فدا
روشن ہو دل آنکھ میں سونگھیں اگر پیرہن کی بو

آئے شمیمِ باغِ جناں کی دماغ میں
لائے صبا جو آپکے سیبِ ذقن کی بو

فیضِ ثنائے شہ سے یہ رتبہ ملا امیر
پہنچی بہشت تک مرے باغِ سخن کی بو

طاعتِ حق ہے محمد کی اطاعت مجھ کو
حج ہے کعبہ کا مدینے کی زیارت مجھ کو

کچھ نہیں زشتیِ اعمال سے وحشت مجھ کو
بخشوا لیں گے نبی روزِ قیامت مجھ کو

کون امید دولتِ دنیا کی ہے حاجت مجھ کو
میرے اللہ نے دی دین کی دولت مجھ کو

چہرۂ پاک کی تعریف کیا کرتا ہوں
سچ ہے یہی تذکرہ قرآن کی تلاوت مجھ کو

روضۂ شہ تلک پہنچنے کا ارمان میں فنا ہے
یا خدا جلد دکھا روضۂ جنت مجھ کو

اڑ کے پہنچوں گا میں طائر کی طرح یثرب میں
دی مرے شوق نے پرواز کی طاقت مجھ کو

فیضِ عشقِ شہِ والا سے تونگر ہوں میں
مال ہے گنج ہے دولت ہے یہ الفت مجھ کو

سن لیا ہے کہ نبی نزع میں آئیں گے ضرور
اس لیے مرگ کے آنے کی ہے حسرت مجھ کو

شاید آ جائیں وہاں ختمِ رسالت کے قدم
بارالٰہا مرگ دکھا گوشۂ تربت مجھ کو

حشر کے روز نبی ساقیِ کوثر ہوں گے
کیا غمِ تشنگیِ روزِ قیامت مجھ کو

جانتے ہیں کہ بہت تشنۂ دیدار ہوں میں
ہے یقیں پہلے کریں جامِ عنایت مجھ کو

رشک ہے بیٹھ رہا میں درِ مولا پہ امیر
مل گئی سارے بکھیڑوں سے فراغت مجھ کو

اب تو در در سے بھی آتی ہے حسرت مجھ کو
کہ مدینے میں بلاتے نہیں حضرت مجھ کو

جلد اٹھ اے رخِ پرنور سے شہ نقاب
میرے مولا نہیں اب صبر کی طاقت مجھ کو

نقل مدینے میں ہو تو عاشقِ احمد آیا
لے کے آئی ہے یہاں سے یا رب مری وحشت مجھ کو

کسی پردے میں تو ہو دو لطفِ دیدار کبھی
خواب ہی میں کہیں حاصل ہو زیارت مجھ کو

مظہرِ رحمتِ حق تو ہیں سراپا عصیاں
مغفرت کے لیے کافی ہے یہ نسبت مجھ کو

خاک ہونا تو ہے اک روز تمنا یہ ہے
پھونک کر خاک کرے گرمیِ الفت مجھ کو

گو گنہگار ہون پر آپ کا کہلاتا ہون ‏— یا نبی حشر کے دن ہو نہ خجالت مجھ کو

دفن کے بعد ادھر احباب پھرین اور اُدھر ‏— حورین لے جائین لحد سے سوی جنت مجھ کو

تیرے محبوب کی اُمت مین ہون ای رب کریم ‏— نارِ دوزخ سے بچا لی تری رحمت مجھ کو

کونسی چیز وہان ہے جو مدینے مین نہین ‏— ہے یہ سرسبز زمین گلشنِ جنت مجھ کو

آرزو مند مدینہ تھا وہان آ پہنچا ‏— اب کہان لیکے چلی ہے مری قسمت مجھ کو

عشقِ محبوبِ الٰہی مین وہ لذت ہی امیر
درد درمان ہے غم و رنج ہی راحت مجھ کو

عشقِ شہِ والا و دلِ زار کو دیکھو ‏— اس کاہ کو اور کوہ گرانبار کو دیکھو

کہتی ہے کہ مین پرتوِ چشمانِ نبی ہون ‏— لو اور سنو نرگسِ بیمار کو دیکھو

ہے اسکو نظارے مین ثواب اس سے زیادہ ‏— قرآن کے بدلے اسی رخسار کو دیکھو

فاقون مین اُس ابرو کا ہے دھیان تو بہتر ‏— ماہِ رمضان دیکھ کے تلوار کو دیکھو

ای اہلِ جنون سلسلہ بخشش کا یہی ہے ‏— بل کھائے ہوئے گیسوئے خمدار کو دیکھو

جنت مین یہ کہتے ہین فرشتون سے فرشتے ‏— یثرب مین چلو شاہ کے دربار کو دیکھو

یثرب کو امیر آؤ چلو ساتھ ہمارے
اُس خطّۂ خرّم و شاداب چمن زار کو دیکھو

اشتیاقِ سجدہ مین تا چند دل بیتاب ہو ‏— سر مرا ہو اور اُس دروازے کی محراب ہو

مدتون سے آرزو رکھتا ہے یہ دل مین [illegible] ‏— چادرِ مرقد کبھی شب چادرِ مہتاب ہو

جسمِ حضرت کی صباحت کا کرون کیسے مین ذکر ‏— کلیان کرنے کو پہلی موتیون کی آب ہو

حفظ حضرت کا بجا ہے جسکا کیا اُس کو ضرر ‏— برق خائف مزرعِ دہقان پہ گر کر آب ہو

آبیاری جس چمن کی لطف حضرت کا کرے ‏— کیون نہ ہر کانٹا رگِ گل کی طرح شاداب ہو

شعلۂ نارِ غضب ایسا کہ جس شب ہو بلند ‏— آسمان پہ خاک [illegible] خیرہ چشمِ مہتاب ہو

مہرِ مولا ہے یہ دل میں ہوں جو اُس کوچے میں خاک
اُڑ کے ہر ذرّہ ہوا میں مہرِ عالمتاب ہو

دل جلانا عشقِ مولا میں ہے دولت کا سبب
صاحبِ اکسیر ہوں کشتہ جو یہ سیماب ہو

ہوں روانہ ہند سے جس دن میں یثرب کو امیر
جو مجاورِ شہ کے روضے کا ہو اُسکو خواب ہو

لے چل اے شوق سوئے روضۂ مولا مجھ کو
مدتوں سے ہے زیارت کی تمنّا مجھ کو

روضۂ پاک کا یثرب میں نظارہ میں کروں
اِس لیے حق نے دیے دیدۂ بینا مجھ کو

سر ہوا اور سنگِ درِ شاہ ہوتا آخر عمر
جیب سے پیدا میں ہوا ہی یہی سودا مجھ کو

شوقِ دیدار ہے اُس برقِ تجلّی کا کمال
یا خدا جلد ملے رتبۂ موسیٰؑ مجھ کو

جان قالب میں نہیں دردِ جدائی کے سبب
زندہ ہو جاؤں جو مل جائیں مسیحا مجھ کو

کیا کہوں چرخِ ستمگر نے کیا ہے کیسا
صورتِ دفترِ ابتر تہ و بالا مجھ کو

بادیہ پائیِ گردوں سے نہیں کچھ مطلب
تو ہی اے شوق کر اب بادیہ پیما مجھ کو

خضر پھرتے ہیں کہاں آئیں بتائیں مجھے راہ
نہیں معلوم رہِ یثرب و بطحا مجھ کو

راہِ خشکی ہو اگر راہ روؤں سے مسدود
گریۂ شوق دکھا تو رہِ دریا مجھ کو

کور آنکھیں جو کرے راہ میں آندھی تو کری
کم نہیں دیدۂ دل بہرِ تماشا مجھ کو

شستیِ بخت ہے یثرب نہ چلوں اب جو امیر
سارے اسباب سفر کے ہیں مہیّا مجھ کو

ردیفِ ہائے ہوز

آنکھوں میں ہے گھر دل میں مرے جائے مدینہ
اِن تین مدینوں میں ہے ماوائے مدینہ

موسیٰؑ کو مبارک ہو تجلّیِ سرِ طور
اللہ مری آنکھوں کو دکھلائے مدینہ

ہے قصرِ جناں روضہ ستون طوبیِ فردوس
جنّت کا تماشا ہے تماشائے مدینہ

فیضِ قدمِ شہ سے ضیا پائی ہے ایسی
خورشید ہے اک ذرّۂ صحرائے مدینہ

تھا برق سے ملوا ہمی اس سے ذرہ ہی تجلی — کہتا ہے یہ ہر ذرۂ صحرا سے مدینہ
کیون بزم ولادت مین نہ مشتاق ہون سب مست — مہکی ہوئی ہے نکہت گل ہا سے مدینہ

روضے سے اُٹھی ہیں جو نکلے جو ہوا کے
کیا جھوم رہے ہیں مست شجرہا سے مدینہ

اُس روضے پہ ہے گنبد اخضر کا اشتباہ — اُس شمسی پہ ہے دہر پہ منوّر کا اشتباہ
کرسی در بلند ہے ایسی کہ جب ہے — عالم کو عرش خالق اکبر کا اشتباہ
رفعت سے کس قدر ہے تھا مرتبہ وہ زینا — ہے جس کے ذرّے ذرّے پہ اختر کا اشتباہ
کیا خوب پیش روضہ والا ہے سائبان — ہوتا ہے جبرئیل کے شہپر کا اشتباہ
روضہ نہیں ہے غور سے دیکھو تو باغ ہے — زیبا ہے ہر ستون پہ صنوبر کا اشتباہ
کتنے ملک خصال مجاور وہان کے ہیں — سلمان کا ہے گمان ابوذر کا اشتباہ
روشن جو داستک ہے دو شاخہ زرا پر — ہے آسمان پہ برج دو پیکر کا اشتباہ
شعلہ جو شمع کا ہے وہ اختر سے کم نہیں — ہر قمقمے پہ ہے مہ انور کا اشتباہ
جا کر وہان جو دیدۂ زائر پہ آب ہے — اُس پہ ہو صاف چشمۂ کوثر کا اشتباہ
ہر ... اس بزم ... کا ہے خضر — آئینہ دار پر ہے سکندر کا اشتباہ
باہر نہیں ہے بزم سے یہ انجم و فلک — اسپند اُس پہ ہے مجمر کا اشتباہ
در پہ جھکے جبین تو ہو اس دیجتا بناک — ہو آسمان کو خسرو خاور کا اشتباہ
وہ باغ لطافت شاہ ہے جس پہ صبا کو ہے — شبنم کے قطرے قطرے پہ گوہر کا اشتباہ

پہنچا ہے سر و راج و ر قیصر تک اسد
مجھ پر بھی لوگ کرتے ہیں قیصر کا اشتباہ

فلک سے ہے پر سر مدد یا رسول اللہ — کہ چاہیے مجھے فریاد یا رسول اللہ
مین اختصار مین در پے ہے دین کے ابلیس — یہی تو ہے دم امداد یا رسول اللہ

تمہیں ہو وارث جملہ انبیا سے سلف
مجھے بھی تم سے ملے داد یا رسول اللہ

جہان میں جتنے تھے ناشاد ان کو شاد کیا
مجھے بھی کیجیے اب شاد یا رسول اللہ

سبب شتاب رفع ہو ویرانیٔ دل ویران
[illegible] ویار بھی آباد یا رسول اللہ

عبادتیں ہوں مری آپ کے سبب سے قبول
یہ محنتیں نہ ہوں برباد یا رسول اللہ

گرون کسی کی نظر سے نہ دونوں عالم میں
پڑے نہ مجھ پہ یہ افتاد یا رسول اللہ

خدا نے خلق کیا ہے تمہاری خاطر سے
تمام عالم ایجاد یا رسول اللہ

ہر ایک سرو ہے اس بوستان عالم میں
تمہارا بندۂ آزاد یا رسول اللہ

وہی ہے حکم خدا خوب جانتا ہوں میں
جو کچھ ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ

ہمیشہ آپ کا ہے نام مجھ کو ورد زبان
ہمیشہ آپ کی ہے یاد یا رسول اللہ

فلک کو منع کرو جان امیر کی نہ جلا سے
ستا رہا ہے یہ جلاد یا رسول اللہ

نہیں ہے آسرا کوئی سہارا یا رسول اللہ
تمہارے ہیں تمہارا ہی سہارا یا رسول اللہ

زمیں ہوتی نہ بالا سے زمیں پہ آسمان ہوتا
تمہارا ہی کرشمہ ہے یہ سارا یا رسول اللہ

نہ دنیا کے ہیں جھگڑے نہ عقبیٰ کے ہیں وحشر کے
نگاہ لطف سے ہو اک اشارا یا رسول اللہ

مدد فرماؤ اب تاب گویائی نہیں باقی
چلی جب تک زبان میں نے پکارا یا رسول اللہ

دل نومید پہ بھی اک نگاہ لطف ہو جائے
ہزاروں حسرتوں کا ہے یہ مارا یا رسول اللہ

دکھا دو اک جھلک رخسار کی مشتاق کو آ کے
چمک جائے مقدر کا ستارا یا رسول اللہ

بڑی بندہ نوازی کی جو وقت نزع آپ آئے
ذرا ٹھہریں کہ میں کر لوں نظارا یا رسول اللہ

شب مرقد جلوۂ دیدار ہو جاؤں تو یہ سمجھوں
کہ میں نے زندگی پائی دوبارا یا رسول اللہ

نہ حوروں سے مجھے مطلب نہ جنت کی مجھے خواہش
مری آنکھیں ہوں اور تیرا نظارا یا رسول اللہ

بہت ہی سخت کڑوی ہیں تمہاری تیغ فرقت کے
یہ کڑوی گھونٹ کیونکر ہوں گوارا یا رسول اللہ

امیر ہو عقبیٰ مین کس کا آسرا ڈھونڈے
رہا محتاج دنیا مین تمہارا یا رسول اللہ

زہے ہمت میزبانِ مدینہ
خدائی ہے سب میہمانِ مدینہ

وہ گردش کرا سے آسمانِ مدینہ
کہ یہہ سر ہو اور آستانِ مدینہ

مدینے مین اک اک سے مین پوچھتا ہون
کہان ہے وہ بانکا جوانِ مدینہ

مجھے اور قصون سے کیا کام واعظ
سنا دے کوئی داستانِ مدینہ

کہین قصر جنت سے بہتر ہے رضوان
مری آنکھ مین ہر مکانِ مدینہ

یہ ہے رشک دلکو کہ قاصد جو ہیون
بتاؤن نہ ہرگز نشانِ مدینہ

فصاحت ہو صدقے بلاغت ہو قربان
کچھ ایسی ہے پیاری زبانِ مدینہ

مرا دل تصدق مدینے کے دل پر
مری جان قربان جانِ مدینہ

برستا ہے یہ نور دیوار و در سے
کہ ہے لامکان ہر مکانِ مدینہ

یہہ عطرِ فصاحت وہ عودِ بلاغت
زبانِ مدینہ بیانِ مدینہ

بدلتی ہین نیکی سے بدیان عجب کیا
ترانہ ہے گر فغانِ مدینہ

معطر ہین گلمیان معنبر ہین آہین
یہہ اسے نامہ بر ہی نشانِ مدینہ

مری آنکھ مین ہے صفت گلزارِ جنت
ہے اک گوشہ بوستانِ مدینہ

نہین خلد کو نسبت اس گلزمین سے
یہہ تشبیہ ہے کسرِ شانِ مدینہ

امیر اس پہ کیونکر نہ ہو جان صدقے
کہ جانِ دو عالم ہے جانِ مدینہ

رہتی ہے زبان پر صفتِ شانِ مدینہ
ہون مرغِ نوا سنجِ گلستانِ مدینہ

جنت ہے حقیقت مین گلستانِ مدینہ
طوبا ہے جنان سروِ خیابانِ مدینہ

اللہ نے بخشی ہے جسے شاہیِ کونین
سلطانِ مدینہ ہے وہ سلطانِ مدینہ

زیرِ قلمِ شاہ ہے ہر ایک قلمرو
کس ملک مین جاری نہین فرمانِ مدینہ

حاصل ہے مجھے زیست مین بھی سایۂ طوبیٰ
بستر ہے تہِ نخلِ بیابانِ مدینہ

ہے شوق بہت گھر مجھے زندان سے نہین کم
یارب نظر آئین کہین ایوانِ مدینہ

حورین ہین فدا مجھپہ مین حضرت پہ فدا ہون
قربان ہین ملک مجھپہ مین قربانِ مدینہ

اے شوق ہو رہبر کہ پہنچ جاؤن مین جلدی
مدت سے مرے دل مین ہے ارمانِ مدینہ

ہین دیو و پری تابعِ فرمانِ سلیمانؑ
حاکم ہے سلیمان کا سلیمانِ مدینہ

مہمانون کے حصے مین وہان کیون نہو لذات
ہے حسنِ ملاحت نمکِ خوانِ مدینہ

قالب مین دو عالم کے مدینہ ہے اگر جان
ذات اُس شہِ کونین کی ہے جانِ مدینہ

نغمہ ہے مرا نغمۂ داؤد سے بہتر
مجھ سا ہے کہان مرغِ خوش الحانِ مدینہ

روضہ شہِ کونین کا کعبے سے نہین کم
اللہ کا مہمان ہے مہمانِ مدینہ

کہتا ہے امیر اسلیے عالم مجھے حسان
ہون حسنِ طبیعت سے ثناخوانِ مدینہ

گھڑی قیامت کی سر پہ آئی الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ترے ہی محبوب کی دہائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہزارون آتی ہین بلائین معاف کر دے مری خطائین
سزا گناہون کی مین نے پائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نسیمِ رحمت کو حکم فرما ادھر بھی چل جائے کوئی جھونکا
گھٹا ہے عصیان کی سر پہ چھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کچھ جہنم کا مجھکو ڈر ہے نہ گرمیِ حشر کا خطر ہے
جلا رہی ہے تری جدائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہین ہے راحت کا کوئی سامان کہ دلکو گھیرے ہین یاس و حرمان
کہان تلک اب یہ بینوائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

گناہ کیسے ہین یہ مرے کہ شرم آتی ہے توبہ کرتے
ہین اور دعوائے پارسائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

عدو ہے ابلیس نفس رہزن فلک مخالف زمانہ دشمن
کئی مہمون کی ہے چڑھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

امیر کے حال پہ کرم کر نہ کر ذلیل اُسکو روزِ محشر
دکھا دے یہ شانِ کبریائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہین خلق ہی مین یہ غلغلا تری شان جلّ جلالہٗ
سرِ عرش بھی ہے لکھا ہوا تری شان جلّ جلالہٗ

تری ذات مالکِ کن فکان تری ذات خالقِ انس و جان
ترے در کے شاہ بھی ہین گدا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نام پاک دوائے دل ترا ذکر پاک غذائے دل
ترا شکر کس سے ہوا ادا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے کریم تو ہے رحیم تو ہے علیم تو ہے قدیم تو
ہے محال حصرِ صفات کا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے زمانے بھر پہ کرم ترا بھرے کیون زمانہ نہ دم ترا
درِ فیضِ خلق پہ ہے کھلا تری شان جلّ جلالہٗ

مرے دل کو صبر و قرار دے مرے بگڑے کام سنوار دے
مجھے ہے ترا ہی اک آسرا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے امیر اس مین بھی اک مزا کہ شہود و غیب ہے ایک جا
ہے عجیب جملہ ردیف کا تری شان جلّ جلالہٗ

ردیف یائے تحتانی

قبر گلزار جو حضرت کے قدم سے ہوگی
راہ در پردہ اسے باغِ ارم سے ہوگی

زندہ جب خلقِ خدا صور کے دم سے ہوگی
رونق اُس بزم کی حضرت کے قدم سے ہوگی

دل سے نکلے گی نہ حضرت کی محبت ہرگز
حور باہر نہ کبھی باغِ ارم سے ہوگی

کاتبِ صنع نے نام اس لیے پہلے لکھا
لوح راضی نہ کسی طرح قلم سے ہوگی

نزع کے وقت کوئی کام نہین آئے گا
مشکل آسان مری تیرے کرم سے ہوگی

جادۂ عشقِ نبی ہے دمِ شمشیرِ فنا
قطع یہ راہ اگر ہوگی تو ہم سے ہوگی

تذکرے ہونگے وہان جو کہ حضرت کے
جب ملاقات نصیب اہلِ عدم سے ہوگی

ہون وہ زائر کہ زیارت کو سمجھتا ہون نہ حج
بحث اس مسئلے مین اہلِ حرم سے ہوگی

حکم تم دوگے تو توڑے گا مسلمان ہو کر
نفرت اس درجہ برہمن کو صنم سے ہوگی

چاہیے فقر مین بھی سنّتِ حضرت پہ عمل
رفع کچھ گرسنگی سنگِ شکم سے ہوگی

کھینچ لے جائین گے کس طرح فرشتے سوئے نار
خلق لپٹی ہوئی حضرت کے علَم سے ہوگی

حق نے اس واسطے آراستہ کی بزمِ حدوث
روشنی اس مین کبھی شمعِ قدم سے ہوگی

ہون نبی خواہ ولی حشر کے میدان مین امیر

کب کمی شوق سے لینے کی راہِ مدینے مین امیر
زائرون مین رہے ہم رحمتِ رب سے آگے

خاتم الانبیا جناب ہوے — خجلِ انجم مین آفتاب ہوے
عشقِ مولا نے کر دیا بے خود — ہم سیہ مست بے شراب ہوے
ہم نے پایا مےِ ولا کا مزہ — جل کے سب مدعی کباب ہوے
بیخودی ایسی دے خدا سب کو — پی کے مے داخلِ ثواب ہوے

قطعہ چہار بیت

جتنے بھیجے خدا نے پیغمبرؑ — سب کے سب یون تو لاجواب ہوے
موسیٰؑ و نوحؑ و عیسیٰؑ و آدمؑ — ایسے دس پانچ انتخاب ہوے
پایا کتنون نے امتیازِ صحف — کچھ نبی صاحبِ کتاب ہوے
پر محمدؐ کہ ہین حبیبِ خدا — سب رسولون مین آفتاب ہوے

کیسے اچھے رہے امیر جو لوگ
داخلِ امتِ جناب ہوے

چاہیے مجھ پہ عنایت شہِ دین تھوڑی سی — دیجیے قبر کو یثرب مین زمین تھوڑی سی
آرزو ہے کہ محبت مین تمہاری کٹ جائے — عمر باقی ہے جو اے خسروِ دین تھوڑی سی
ہے وصیت کہ کفن مین مرے رکھدین احباب — خاک روضے کی جو ملجائے کہین تھوڑی سی
زعم مین اپنے ہے یہ بات کہ الفت شہ کی — ہم بہت رکھتے ہین جبریلؑ امین تھوڑی سی
سنگِ در آپ کا ملجائے تو سجدے یہ کرون — سودہ ہو کر مری رہجائے جبین تھوڑی سی
سیر تھی قسمتِ دنیا سے طبیعت ایسی — کہ غذا آپ کی تھی نانِ جوین تھوڑی سی

طول کیا دون کہ مری طبع یہ کہتی ہے امیر
شعر تھوڑے سے کہو ہے یہ زمین تھوڑی سی

جس روز مدینے کی طرف گھر سے چلین گے
آنکھون سے روان ہونگے کبھی سر سے چلین گے

وہ ہم نہین رہ جائین جو پیچھے صفت گرد
اُڑتے ہوے بڑھتے ہوے صرصر سے چلین گے

کمتر مہ و خورشید کلس سے ہین یہ افلاک
کیا جوڑ ترے روضۂ انور سے چلین گے

یثرب سے ملک آئین گے لینے ہمین تا ہند
یثرب کو جو ہم ہند کے کشور سے چلین گے

حضرت ہین سے شافع تو گنہگار ہی سے پہلے
جنت کی طرف وادی محشر سے چلین گے

کفار کے سر پاؤن پہ لوٹین گے دم جنگ
کیا چال تری تیغ دو پیکر سے چلین گے

وحشت سے گھٹے جاتی ہین دل رعب ہے ایسا
کیا بڑھ کے مخالف صف لشکر سے چلین گے

ٹوٹین گے حبابون کی طرح قلعۂ آہن
انصار جدھر حکم پیمبر سے چلین گے

جس روز کھلے گا درِ میخانۂ الفت
مشتاق ملک جنت و کوثر سے چلین گے

پیمانون کو شیشون کو بلائین گے جو یہ مست
آنکھون سے وہ آئین گے تو یہ سر سے چلین گے

حاجت جو گزک کی ترے میخوارون کو ہوگی
اشجار نئے اُن کے سدّر سے چلین گے

مرقد مین امیر آئین نکیرین تو ہم بھی
فقرے سے جو پڑھاتے ہین نئے سر سے چلین گے

جنت سے ہے درِ خسروِ ذی شان مرے آگے
کہہ دو کہ نہ لے ڈون کی رضوان مرے آگے

پہنچا ہون جو اس در پہ تو پائی ہے یہ شوکت
دارا کو نہین رتبۂ دربان مرے آگے

حضرت کی عنایت نے وہ دی ہے مجھے قوت
ہے زال سے کم رستم دستان مرے آگے

شاہی ہے مجھے کوچۂ حضرت کی گدائی
کیا مال ہے گنجینۂ سلطان مرے آگے

ہوتی ہے جو ہمراہی یثرب تو ادب سے
چلتے نہین رستے مین سلیمان مرے آگے

ابرو و رخ شہ کو سمجھتا ہون مین ایمان
مومن ہون یہ کعبہ ہے وہ قرآن مرے آگے

فیض شہ والا نے وہ بخشی ہے قناعت
ہین کاسہ بکف قیصر و خاقان مرے آگے

وہ سیر طبیعت ہون کہ پتھر سے ہین کمتر
زرِ معدن و لعلِ بدخشان مرے آگے

رستے مین کیا شوق زیارت نے پر اندھا
سدّرہ حضرت نہین کوئی ہو مصیبت
حائل ہو جو دریا بھی تو شبنم کی ہے اک بوند
صدمہ جو ذرا پیاس کا ہو دوڑ کے آئے
شدّت ہو اگر بھوک کی جنت سے فرشتے
اندیشہ نہین راہ مین کچھ بہر حفاظت
ہر گام مین ہون روضۂ اقدس کے قرین مین
حضرت کی شفاعت ہے تو ہے ظلمت عصیان
لے جاؤ حضور شہ ذی جاہ فرشتو
بھیجے ہوے حضرت کے سب اصحاب ہین [illegible]

ہو چاہ تو ہے چاہ زنخدان مرے آگے
آندھی سے ہے نہ کچھ چیز ہے باران مرے آگے
قطرے سے ہے کم نوح کا طوفان مرے آگے
ظلمات سے ہو چشمۂ حیوان مرے آگے
لا ہین طبق نعمت الوان مرے آگے
بیٹھے ہین خضر موسی عمران مرے آگے
ہر وقت ہے وہ کعبۂ ایمان مرے آگے
دم بھر صفت دود پریشان مرے آگے
لاؤ نہ مرا نامۂ عصیان مرے آگے
ہین راہنما بوذر و سلمان مرے آگے

اوصاف علی سے امیر ایسی ہے الحان
ہین مرغ چمن سر بہ گریبان مرے آگے

ناجی ہو کیون نہ حشر مین امت رسول کی
جائے عجب نہین جو بہا انگلیون سے آب
وہ ابر رحمت تھا کہ تراوت اسی سے ہی
غم مین شریک یونس و یعقوب کے ہوے
کافی ہے یہ ثنا کہ حبیب خدا تھے وہ
مریم سے آسیہ سے کسی طرح کم نہ تھی
کہتی ہے صاف عقل کہ ایسا نہین ندا
بوجہل پھر کے آپ سے سر سبز کب ہوا

حضرت نے کی دعا تو خدا نے قبول کی
بحر کرم تھی ذات جناب رسول کی
ایک ایک برگ نخل کی ایک ایک پھول کی
ان کے سوا کبھی لی نہ خبر کس ملول کی
حاجت نہین [illegible] سوا مین دلول کی
فضہ کنیز تھی جو جناب بتول کی
بہتان ہے اتحاد کا تہمت حلول کی
طوبیٰ سے سرکشی نہ چلی کچھ ببول کی

دل مین اثر تو رنج حضرت بند ہا امیر

اس آستانے کی ہے زیارت رسول کی

آتے تھے یون ملائکہ حضرت کے سامنے
جیسے فقیر صاحبِ دولت کے سامنے

قطرہ ہے بحر آپ کی ہمت کے سامنے
ذرہ ہے مہر مہر و مروت کے سامنے

کیا مرتبہ ہے مہرِ سلیمان سے خدا رو
ختمِ رسل کی مہرِ نبوت کے سامنے

ق
بیٹھے جری تھے خندق و بدر و حنین کے
سب مُردہ دل تھے آپکی جرأت کے سامنے

چُھپتے تھے دل کہ نعرۂ قہر تھا نفخِ صور
رہتے تھے کافرونکو قیامت کے سامنے

چلّا کے بولنے کا وہان حکم حق نہین
کاٹون زبان کڑی ہو جو حضرت کے سامنے

چاہے جسے وہ دولتِ کونین بخش دے
یہ بات کیا ہی اُسکی سخاوت کے سامنے

ہو سامنا اجل کا تو بہتر ہے مین یا خدا
مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے

عاشق نبی کا ہون گلِ تر شبنم ہین اشک و داغ
کوثر کے روبرو کہون جنت کے سامنے

چڑہتے تھے منہ جو بے ادبی سے زبان دراز
کھاتے تھے منہ کی تیغِ شجاعت کے سامنے

ق
ممکن نہین رکون مین مدینے کی راہ مین
ہر چند سینکڑون ہون قیامت کے سامنے

اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنوان
کچھ سوجھتا نہین ہے محبت کے سامنے

مشکل نہین ہے خشکیِ دامانِ تر امیر
اُس آفتابِ مہر و مروت کے سامنے

یادِ شہ مین جو کوئی رات گزر جائے گی
بہت اچھی مری اوقات گزر جائے گی

دیر ہوتی ہے زیارت مین تو کہتا ہے یہ دل
عمر اسی طرح سے ہیہات گزر جائے گی

ہوگا اللہ کا فرمان بھی موافق اُس کے
آپ کے ذہن مین جو بات گزر جائے گی

صلۂ شعر کا حضرت سے عطا ہوگا ضرور
جب نظر سے یہ مناجات گزر جائے گی

جس طرح ہوگا روان ہونگا مدینے کی طرف
اے امیر اب کی جو برسات گزر جائے گی

سوے یثرب بنکے ہم زائر چلے
شکر کی جا ہے دن اپنے پھر چلے

راہِ حضرت کا ہے ایسا اشتیاق
پاؤں تھک جائیں تو اپنا سر چلے

یا رسول اللہ جلدی آیئے
لشکرِ اندوہ میں ہم گھر چلے

نخلِ دل میں تھے گناہوں کے جو برگ
حُبِّ حضرت کی ہوا سے گر چلے

کیا میسر اِن کو ہوتی راہِ راست
چال پر کب آپ کی کافر چلے

ق

پھر رسائی کی رسا تقدیر نے
پھر مدینے ہو کے ہم زائر چلے

شوقِ دل نے کی دوبارہ رہبری
آگے بھی ہو آئے تھے اب پھر چلے

راہِ حضرت میں میں اُڑتا ہوں امیر
اُڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے

گھر خوشی سے رہِ خالق میں لٹانے والے
چند صابر تھے محمد کے گھرانے والے

بیٹھنے پائے نہ گھر میں بھی مگر شکر کیا
ایسے ہوتے ہیں مصیبت کے اُٹھانے والے

اُن کے پیرو جو ہوے وہ سرِ منزل پہنچے
رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پر آنے والے

لکھ گئے اپنی کتابوں میں نبوت کے نشان
علمار موسیٰ و عیسیٰ کے زمانے والے

گنج پرویز کی جانب جو ہوا شہ کا گزر
کنجیاں لائے لیے نذر خزانے والے

کربلا میں جو ہوے کور دل اِک جا لاکھوں
یہ دلاور تھے کوئی آنکھ چرانے والے

بھوک میں پیاس میں ایک ایک ہزاروں سے لڑا
کیا بہادر تھے محمد کے گھرانے والے

حیف صد حیف رہے خود لبِ دریا پیاسے
حشر میں چشمۂ کوثر کے لٹانے والے

کیسے پچھتائیں گے دوزخ میں جلیں گے جس دم
خیمۂ آلِ محمد کے جلانے والے

جلوۂ نورِ خدا بھی کوئی چھپتا ہے
کیسے کیسے ہوئے نادم یہ چھپانے والے

آج تک نقشِ شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

تو بھی راہی ہو مدینے کی طرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہیں جانے والے

کبھی جو دیدۂ دل میں فضا مدینے کی
نسیم خلد کو سمجھا ہوا مدینے کی

ہر ایک چیز ہے کیا خوشنما مدینے کی
پری کی شکل ہے مردم گیا مدینے کی

خزانہ معرفت حق کا دفن ہے اس میں
خدا کا گنج ہے دولت سرا مدینے کی

دماغ بو سے حبیب خدا کا ہے مشتاق
ادھر بھی آئے الٰہی ہوا مدینے کی

خدا کی راہ جسے اہل دل سمجھتے ہیں
وہ راہِ راست ہے گلی کی یا مدینے کی

حسنؑ کو سبز تو رنگت ملی حسینؑ کو سرخ
بنی نواسوں میں کیسی حنا مدینے کی

کہو کریں ملک الموت نزع میں نرمی
وگرنہ گرم ہے دار القضا مدینے کی

جدا ہو دل مرے سینے سے کچھ نہیں پروا
پر آرزو نہ ہو دل سے جدا مدینے کی

تمام جرم معاصی کے ہوں مرض اکل
ملے ذرا بھی جو خاک شفا مدینے کی

مقام آپ کا ہے نور سارے عالم پر
ہوئی ہے عرش سے پہلے بنا مدینے کی

جو زائرین یہاں ہوں بہشت میں داخل
خدا کے گھر سے یہ ہے التجا مدینے کی

ہمیشہ کلک تصور سے صفحۂ دل پر
شبیہیں کھینچتے ہیں انبیاؑ مدینے کی

کمال ہند میں دل تنگ ہو رہا ہے امیر
دکھا دے وسعت اسے یا خدا مدینے کی

کافر ہوئے جو اس شہ ذیشان سے پھر گئے
برگشتہ بخت قبلۂ ایمان سے پھر گئے

ملتی ہے نام پاک سے آئی ہوئی بلا
اکثر نکل کے شیر نیستان سے پھر گئے

کافی اشارہ قتل عدو کے لیے ہوا
خنجر گلوں پہ جنبش مژگان سے پھر گئے

برگشتگی کا حال کھلا اہل کفر پر
پہیے جو دور گنبد گردوں سے پھر گئے

غالب ہوا ہے رعب نبوت وہ ہم نبرد
آئے بھی پہلوان تو میدان سے پھر گئے

اصحاب مصطفےٰ کو قلیل مخالف کثیر تھے
منہ سب کی لشکر شہ ذیشان سے پھر گئے

مارا چمک کے ذرّوں نے میدان دم نبرد
کیا دن طلوع مہر درخشان سے پھر گئے

ٹھہرے مقابلے پہ نہ اہل مباہلہ
بد عہد کیسے قول سے پیمان سے پھر گئے

آسودہ دل ہوا نہ زیارت سے اے امیر
سو بار آئے شوق فراوان سے پھر گئے

غزل در شان جناب سید الشہداء علیہ السلام

جو کربلا میں شاہ شہیدان سے پھر گئے
کعبے سے منحرف ہوئے قرآن سے پھر گئے

نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ سے کی دغا
گویا یہود موسیٰ عمران سے پھر گئے

امت کو سرکشوں نے نبی کی نوح سے وفا
کیا رد [illegible] دیو سلیمان سے پھر گئے

کافر ہوئے کہ کعبۂ دین کو کیا خراب
مرتد ہوئے کہ قبلۂ ایمان سے پھر گئے

مطلق کیا نہ پاس خدا اور رسول کا
کیسے فریب بازی شیطان سے پھر گئے

ہر چند تھا مقابلہ لاکھوں کا ایک سے
منہ سب کے تیغ شاہ شہیدان سے پھر گئے

آئے مدد کو واسطے جن و ملک مگر
انکار پا کے شاہ غریبان سے پھر گئے

دیندار تھے جو لوگ وہ شہ پر فدا ہوئے
بے دین جو تھے وہ دین مسلمان سے پھر گئے

ثابت قدم جو تھے وہ رہے کربلا میں ساتھ
سست اعتقاد تھے جو [illegible] ایمان سے پھر گئے

حجت تمام شاہ نے کی لاکھ اے امیر
کچھ بھی سنا نہ ایسے وہ ایمان سے پھر گئے

دل کبھی قصد زیارت میں جو دم لیتا ہے
چل کھڑے ہونے کی شوق اس سے قسم لیتا ہے

جو مدینے سے رہ ملک عدم لیتا ہے
کب ٹھہرتا ہے کہیں خلد میں دم لیتا ہے

قصد ہستی کا کبھی کرتا ہے جو ہمسر اس کا
راستے میں [illegible] پھر راہ عدم لیتا ہے

جسکو ملتا ہے مئے الفت حضرت کا قطرہ
پھر وہ کوثر ہی کو بھی ساغر جم لیتا ہے

گھر سے چلتا ہے مدینے کی طرف جو زائر
ہر قدم پر وہ ثواب [illegible] قدم لیتا ہے

حکم دیتے ہیں جو حضرت تو برہمن کیسا — اُٹھ کے بتخانے سے بیت راہِ حرم لیتا ہے

میں بھی ہوں سبطِ محمدؐ کے عزاداروں میں — تعزیہ رکھتا ہے دل نالۂ علم لیتا ہے

کیوں نہ سمجھے گا وہ طاعت میں کسی کی محنت — مول شداد سے جو باغِ ارم لیتا ہے

سنتے ہو کس طرح سے میدانِ صفت حضرت کا — ٹھوکریں راہ میں رہوارِ قلم لیتا ہے

ہر نیا تیرے سے دوریں خونریز بہا تک خالقت — کہ وہ سپر کا قبضا ابھی کم لیتا ہے

مدحِ حضرت سے ملا ہے تجھے رتبہ یہ اسیر
نام تعظیم سے حسان ترا لیتا ہے

ہیں آئی تیری شفاعت سے روسیاہوں کی — کہ ہو داخلِ جنت ہوئی گناہوں کی

ترے سے تقدیر دکھائیں جو مرتبہ اپنا — نظر سے اُتر سے چڑھی بارگاہ شاہوں کی

ترا سب جملہ بادشاہت کا ہے زیارت میں — یہ ایک راہ ہے اور دل ہزار راہوں کی

نہیں ہے گرد و نواحِ مدینہ گلستان — قطار ہے ترے عاشقوں کی آہوں کی

ذرا بھی چشمِ کرم ہو تو لے اُڑیں حوریں — سمجھ کے سرمہ سیاہی مرے گناہوں کی

نثار ہو کے رخِ پاک کا جو پیر لیتے ہیں — بلائیں لیتی ہیں آنکھیں مری نگاہوں کی

خوش نصیب ہیں جو تیری گلی میں دفن ہوئے — جناں میں رہتی ہیں آنا مغفرت پناہوں کی

فرشتہ کہتے ہیں دامانِ زلف حوروں سے صاف — جو گرد پڑتی ہے اس روضے پہ نگاہوں کی

یقین ہے چشمِ عدو خلد کی سینیں پلکیں — ترے کرم سے صفیں ہیں جو روسیاہوں کی

کسی کی آپ کے شفاعت دی خریداری — کھلیں گی حشر میں جب گٹھریاں گناہوں کی

میں ناتوان ہوں پہنچوں گا آپ تک کیونکر — کہ بھیڑ ہوگی قیامت میں عذرخواہوں کی

نگاہِ لطف سے لازم کہ دور ہو یہ مرض — دبا رہی ہے سیاہی مجھے گناہوں کی

خدا کریم محمدؐ شفیع روزِ جزا
اسیر کیا ہے حقیقت مرے گناہوں کی

اعجازِ مصطفےٰ سے تھے ہر بار کیسے کیسے
اسپر تھے منکرون کو انکار کیسے کیسے

فرمان ہوا تو بولے مُٹھی مین سنگریزے
ایسا ہوا تو دوڑے اشجار کیسے کیسے

اندھونکو دی بصیرت مُردی بہت جلائے
اچھے کیے نبی نے بیمار کیسے کیسے

تدبیر کا تھا ناخن شمشیر سے زیادہ
کھولے جری نے عقدے دشوار کیسے کیسے

کچھ بھی چلی نہ ایسے دل ہو گئے شکستہ
ہر چند سے تھے بتونکو پندار کیسے کیسے

پامال روزِ ہیجا کیا کیا ہوے نہ سرکش
لوٹے لہو مین اپنے خونخوار کیسے کیسے

کیا کفر کو مٹایا توڑے صنم کدون مین
ناقوس کیسے کیسے زنار کیسے کیسے

تائید کی خدا نے غلبہ انہین کو بخشا
دیکھو ہوے مسلمان کفار کیسے کیسے

سچ ہے کہ تھے دلاور اصحابِ شاہ کیا کیا
الحق کہ تھے بہادر انصار کیسے کیسے

لیتے تھے مول جنت سر بیچتے تھے اپنا
غازی جری مجاہد دیندار کیسے کیسے

وقتِ غضب جو آیا دریا مین خاک اُڑائی
جنگل کیے عطا سے گلزار کیسے کیسے

یہ بھی اسیر فیضِ توصیفِ مصطفےٰ ہے
طبعِ رسا سے ٹپکے اشعار کیسے کیسے

بیتِ خدا اشرف ہین سے ہے تربتِ رسول کی
کچھ کم نہین ہے حج سے زیارتِ رسول کی

منکر ہے جو نبی کا وہ منکر خدا کا ہے
توحید ہے خدا کی نبوتِ رسول کی

اُن کے کرم سے داخلِ اسلام ہم ہوے
دولت ملی یہ ہم کو بدولتِ رسول کی

اُمت کا ذکر کیا ہے یہ بندے ہین آپکے
واجب ہے انبیا پہ محبتِ رسول کی

نفی سے اُمتی سے یہ ثابت ہوا ہمین
اُمت ہر اک نبی کی ہے اُمتِ رسول کی

ہوتا نہ کوئی عرصۂ محشر مین رستگار
ہوتی جو درمیان نہ شفاعتِ رسول کی

پڑھتے ہین پانچ وقت نمازین جو اہلِ دین
بجتی ہے پانچ وقت یہ نوبتِ رسول کی

ظاہر ہے بعد شاہ کے کوئی نبی نہین
جاری ہے تا بحشر شریعتِ رسول کی

ق

پنہان نہین ہے مرتبہ قرآن و آل کا ‖ وہ حجت خدا ہے یہ حجت رسول کی

خائن ہے جو نجات کہان اُس کی روز حشر ‖ اُمت سے کسکو ہی سپرد امانت رسول کی

آتے تھے سامنے تو لرزتے تھے دست و پا ‖ غالب تھی کافرون پہ یہ ہیبت رسول کی

تنہا تھے آپ سارا زمانہ پھرا ہوا ‖ جرأت تھی واہ کیا دم بعثت رسول کی

توفیق راہبر ہوئی اُس کی خضرؑ کی طرح ‖ کی اختیار جس نے رفاقت رسول کی

کیا جس نے قبضہ شرق سے تا غرب کر لیا ‖ تھی کہکشان کہ تیغ شجاعت رسول کی

ایمان لاتے جاتے ہین اب بھی ہزارہا ‖ تقسیم ہوتی رہتی ہے دولت رسول کی

کون و مکان ہون درہم و برہم جہان تباہ ‖ ضامن نہ ہو جو آج بھی تربت رسول کی

پھیلی ہے وہ جہان مین شریعت کی روشنی ‖ قندیل در ہے شمع ہدایت رسول کی

اِس سے سوا ہے کونسی دولت جہان مین ‖ یارب نصیب سبکو زیارت رسول کی

مفتاح باب خلد جسے کہتے ہین اسم
اُلفت رسول کی ہے وہ اُلفت رسول کی

بندہ بھی جانب مدینہ مصطفےٰ چلے ‖ یثرب کو ہند سے جو کوئی قافلہ چلے

سب خلق سُوے روضۂ شاہ ہدا چلے ‖ باغ جہان مین ایسی الٰہی ہوا چلے

جسکو کہ دل سے شوق زیارت ہو شاہ کا ‖ آئے ہمارے ساتھ وہ یثرب چلا چلے

آتی ہے زنگ قافلۂ دین سے یہ صدا ‖ کافر ہمارے ساتھ نہ آئے جُدا چلے

باندھی کمر سفر کا سرانجام ہے درست ‖ اب دیر کیا ہے صبح چلے یا مسا چلے

پورا اِسفرت ہے یہ ہے جادۂ ثواب ‖ جاتے ہین ہم اُدھر کو جدھر انبیاؑ چلے

گھر سے ہے قصد روضۂ پُرنور کی طرف ‖ زندان سے جانب چمن دلکشا چلے

شدت اگر ہو آپ کے زائر پہ پیاس کی ‖ خود لے کے خضرؑ ساغر آب بقا چلے

گھبرا جو رہزنون سے تو عیسیٰؑ پئے مدد ‖ چوتھے فلک سے ہاتھ مین لیکر عصا چلے

دشمن ضعیف آپ کے احباب ہیں قوی — جو کاہ زیر کوہ ہو زور اُس کا کیا چلے
دیکھے عدو تمہیں نگہ بد سے کیا مجال — گردن پہ سر اُٹھا تو ہی تیغ قضا چلے
امید ہے یہ آپ کے مستون کو روز حشر — کوثر پہ جام بادۂ مہر و ولا چلے

حضرت ہی بخشوائیں گے سب اُمتیں امیر
شافع نہ ہو تو کام شفاعت کا کیا چلے

وہ بزم خاص جو دربار عام ہو جائے — اُمید ہے کہ ہمارا سلام ہو جائے
اِدھر بھی اک نگہ لطف عام ہو جائے — کہ عاشقوں میں ہمارا ابھی نام ہو جائے
نہ ہے غلام کی شوکت جو دیکھ لے محمود — ابھی ایاز کی صورت غلام ہو جائے
ہیں قائل آپ کے روضے کا ہوں وہ قائل طور — کلیم سے نہ کسی دن کلام ہو جائے
مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں — تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے
ثنائے زلف و رخ شاہ کا ہے شوق ایسا — کہ بیٹھوں صبح سے لکھنے تو شام ہو جائے
وہ نشہ ہے الفت سے کیا رہے خالی — جسے کہ عادت شرب مدام ہو جائے
جو بہر قتل عدو آپ آستین الٹیں — یقین ہے تیغ قضا بے نیام ہو جائے
پلا دیجئے اسے محشر میں حوض کوثر پر — کہ سیر آپ کا یہ تشنہ کام ہو جائے
شکستہ لاکھ ہو دل بادۂ ولا نہ گرے — یہ شیشہ ٹوٹ بھی جائے تو جام ہو جائے

بلاؤ جلد بہشت میں ہے امیر کو خوف
کہیں نہ عمر دو روزہ تمام ہو جائے

لحد میں ہم کو سزا کس گناہ کیا ہو گی — وہ ناخدا ہے تو کشتی تباہ کیا ہو گی
کھلی جو آنکھ ہماری وہ سرو قد دیکھا — بلند اِس سے زیادہ نگاہ کیا ہو گی
پہنچ ہی جائیں گے یثرب میں ہیں جو تیز قدم — ہوا کو سختی رہ سنگ راہ کیا ہو گی
مقابل آپ کے یوسف کو کون پوچھے گا — کنار بحر رواں قدر چاہ کیا ہو گی

رہے گا خلق مین جاری اگر نہ آپ کا فیض
شکستہ حال سے ہے خلقت رفاہ کیا ہوگی

نہ کی جو تیز روی ہم نے راہِ یثرب مین
ہمارے پاؤن کی پھر دستگاہ کیا ہوگی

خدا نے آپ کو پیدا کیا سمجھ کے یہ بات
رفاہ خلق کی سبب بادشاہ کیا ہوگی

ہوا نہ شائقِ دیدار اگر یہ پیرِ فلک
تو پھر یہ چمک سے خورشید ماہ کیا ہوگی

سپردِ حشر مین جن کی ہوئی حفاظتِ شاہ
انہین جحیم سے حاصل پناہ کیا ہوگی

جو روتے ہین غمِ شہ مین وہ ہین گناہ سے پاک
برس چکی ہے جو بدلی سیاہ کیا ہوگی

نظر سے آپ کی اترے ہوئے ہین جو مجرم
جہان مین ان کی چڑھی بارگاہ کیا ہوگی

شفاعت ان کی ہے جو قابلِ شفاعت ہین
جو سر ہی تن پہ نہ ہوگا کلاہ کیا ہوگی

بغیر شوق زیارت نصیب ہوتی ہے کب
عطش نہ ہوگی تو پانی کی چاہ کیا ہوگی

کبھی نہ حشر مین سرسبز ہون گے زاہدِ خشک
زمین تفتہ سے پیدا گیاہ کیا ہوگی

امیر چستیِ مضمون سے ہے امیدِ ثواب
کہی جو سست غزل واہ واہ کیا ہوگی

دل آپ پر تصدق جان آپ پر سے صدقے
آنکھوں سے سر ہو قربان آنکھین ہین سر سے صدقی

کہتے ہین گردِ عارض باہم یہ دونون گیسو
مین ہون ادھر سے قربان تو ہو ادھر سے صدقی

بولے ملک جو آدم نازان ہوئے دلاور
تم آج ہو فدائی ہم پیشتر سے صدقی

کہتا ہے مہر مہ سے رخ دیکھ کر نبی کا
تو شام سے ہو قربان مین ہون سحر سے صدقی

ثابت زمین سے ہے شہ کا مانندِ کعبہ روضہ
مشرق ادھر سے قربان مغرب ادھر سے صدقی

ٹکڑون سے پل گئے سب جتنے تھے اہلِ حاجت
شاہ و گدا ہین پاتے حضرت کے در سے صدقی

جو مال امیر کا ہے مالک ہین آپ اس کے
دل آپ پر سے قربان جان آپ پر سے صدقی

زبان ہے منھ مین شکستہ ایسی نہین طاقت تکلم کی
ہمین بھی کوئی ساغر مئے کوثر خمیر خم کی

پسند آتا ہے کتنا مسکرانا غنچۂ گل کا
شباہت دل کو یاد آتی ہے حضرت کی تبسم کی

زہے رحمت جو گرمی ہر محشر کی ہوئی غالب
سیہ کارون کے سر پر چھا گئی بدلی ترحم کی

کرو تر دامنون کو پاک دامن جنبش لب سے
ادھر بھی موج آجائے کوئی رحمت کے قلزم کی

مگر میری طرح سے ہے انتظار شاہ ان کو بھی
سپید آنکھین نظر آتی ہین گردون پر جو انجم کی

وہ عاشق ہون پڑھی جسدم گلستان مین نے طفلی مین
پسند آئی نہایت ہر حکایت باب پنجم کی

کہین رتبہ مسیحا سے ہے برتر اُس مسیحا کا
بلندی عرش سے آگے ہے کیا چرخ چہارم کی

ملی بحر سخن کو مدحت حضرت سے یہ وسعت
کہ موجین میرے دریا کی ہین جلد مین ہفت قلزم کی

ترے منکر کے مُردے کو جلانا ہو نہین سکتا
گرہ ہو جاتی ہے حلقوم عیسیٰؑ مین صدا قم کی

بڑے وہمی ہین جن کو ہے تری معراج مین شبہہ
نہین ہے پاس لقمانؑ کے دوا اُنکے توہم کی

غذا سے نان جو اس واسطے شہ کو پسند آئی
حقیقت جانتے تھے آدمؑ و حوّا نہین گندم کی

رہے خود جلوہ آرا بوریا سے فقر پر حضرت
ہزارون کر دئے قالین مسندین سنجاب و قاقم کی

جو حضرت ناخدا ہین بحر طوفان خیز محشر مین
امیر اپنے سفینے کو نہین وحشت تلاطم کی

در شہ پہ اجل آئے کاش میسّر ہوتی
میری تربت بھی شہیدون کے برابر ہوتی

منتہی ہو اسے برق سر طور نمائش منظور
آ کے قندیل در روضۂ انور ہوتی

جلوۂ نور ترا پیش نظر تھا دم نزع
جسم خاکی سے جدا روح نہ کیونکر ہوتی

راستہ کون مدینے کا بتاتا مجھکو
تپش دل نہ خضر رہ کے جو رہبر ہوتی

سنتے ترے پیرہن پاک کی حسرت اسکو
ورنہ کیون نکہت گل جامے سے باہر ہوتی

معرکہ مجھکو نکیرین سے درپیش ہے آج
آپ تشریف جو لاتے تو مہم سر ہوتی

گرمی مہر قیامت سے نہ جی گھبراتا
سایہ افگن جو تری زلف معنبر ہوتی

زرد رو تجھ سے کیا مجھکو سیہ کاری نے
کیون نہ آنکھ آب ندامت سے مری تر ہوتی

خاک کچھ بھی ترے کوچے کی جو ہوتی شامل / روح پھر قالبِ خاکی میں نہ مضطر ہوتی

روضۂ پاک کی خاک آنکھوں سے ملتا میں امیر
کاش جاروب کشی واں کی میسر ہوتی

صبا بشکک آتی اُدھر ہی سے تو ہے / کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بو ہے
سنیں ہم نے طوطی و بلبل کی باتیں / ترا تذکرہ ہے تری گفتگو ہے
جیوں تیرے در پہ مروں تیرے در پہ / یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے
جسے جس طرف آنکھ جلوہ ہے اُس کا / جو یکسو ہو دل تو وہی چار سو ہے
تری راہ میں خاک ہو جاؤں مرکر / یہی میری حرمت یہی آبرو ہے
زلیخا کو یوسفؑ کا نقشہ مبارک / کہ تصویرِ احمد مرے روبرو ہے
مئے عشقِ حضرت سے ہوں مست مجھ کو / جو تسلیم ساغر تو کوثر سبو ہے
یہاں ہے ظہور اور وہاں نور تیرا / مکاں میں بھی تو لامکاں میں بھی تو ہے
شبِ قدر میں کیوں نہ مہکے زمانہ / کہ یہ سایۂ گیسوئے مشک بو ہے
ق
سوا تیرے جتنے حسیں ہیں جہاں میں / کوئی تند خو ہے کوئی جنگ جو ہے
نہیں کوئی بے عیب اس بوستاں میں / جو پھولوں کی بو ہے تو کانٹوں کی خو ہے
جو بے داغ لالہ جو بے خار گل ہے / وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے

امیر گنہگار کو کچھ نہیں ڈر
حمایت کو حیدر شفاعت تو ہے

یا خدا جسم میں جب تک کہ مری جان رہے / تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
دل وہی دل ہے کہ جس دل میں ترا دھیان رہے / جان وہ جان ہے جس میں ترا ارمان رہے
شامیانہ پرِ جبریل کا ہو تربت پر / کشتۂ عشقِ محمد کی یہ پہچان رہے
کوئی محشر میں نہیں پوچھنے والا شاہا / اس گنہگار سیہ کار کا بھی دھیان رہے

قامتِ سرورِ کونین کے کشتوں میں اٹھو
یا خدا ہاتھ مرے حشر کا میدان رہے

ریش و رخسارِ مبارک کا پتا ملتا ہے
آگے آنکھوں کے کھلا رحل پہ قرآن رہے

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو بس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے

ما عرفناک سے مقصود تھا یہ حضرت کا
سب بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

امتحان گاہِ والا میں نہ ہوں تیور میلے
وقت پر نوک رہے آن رہے شان رہے

ناامیدی سے بچانا مرے دل کو یارب
وصل ممکن نہیں تو وصل کا ارمان رہے

میں ترے در کی گدائی سے رہوں مستغنی
شان مجھ کو نہیں درکار مری آن رہے

آپ کے غم کو کلیجا نہ کھلاؤں کیونکر
شرم کی بات ہے فاقے سے یہ مہمان رہے

بے نیازی کی وہ درگاہ ہے طاعت کیسی
شان بندے کی یہی ہے کہ پشیمان رہے

ہم گنہ کر کے بھی شرمندہ نہیں کیا تھے وہ لوگ
کہ گنہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے

تو ہے کیا اور ترے اعمال ہیں کیا اے غافل
اُسکی رحمت کی عنایت کی طرف دھیان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

لے کے جنت سے خبر بادِ بہاری آئی
اٹھو تعظیم کو حضرت کی سواری آئی

پردۂ رحم میں اسے برقِ تجلی ہو ظہور
دور موسیٰ سے گیا اب مری باری آئی

واہ کیا شانِ کرم ہے جو میں رہا دمِ نزع
مسکراتی ہوئی تصویر تمہاری آئی

جسم سے جان نکلتے ہی مدینے پہنچی
کام کچھ آئی تو حسرت ہی ہماری آئی

یادِ حضرت میں امیر اشک بہائے میں نے
جب طبیعت طرفِ گریہ و زاری آئی

یوں مدینے سے نسیمِ سحری آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جس طرح پری آتی ہے

غش جو آ جائے گا کس طرح میں دیکھوں گا جمال
لیجیے جلد خبر بے خبری آتی ہے

ہاے وہ دن کہ تمنا مین رواں تھے آنسو
اب بمشکل کبھی آنکھون مین تری آتی ہے

اس تمنا مین کہ ہو خواب مین دیدار نصیب
نیند بے ساختہ آنکھون مین بھری آتی ہے

چاند سورج سے یہ کہتا ہے دم نظارہ
کہ بتا تجھکو کبھی یہ جلوہ گری آتی ہے

ایسی گردش نہین آتی کہ مدینے پہنچون
اے فلک بس تجھے بیدادگری آتی ہے

کیسی محبوب ہے محبوب خدا کی رفتار
چال ایسی تجھے اے کبک دری آتی ہے

نعت رخسار مبارک کے صلہ مین مجھکو
ڈالی فردوس کے پھولونسے بھری آتی ہے

یاد گیسوے مبارک مین جو سوتا ہون امیر
خواب مین شب کو نظر مجھکو پری آتی ہے

بہار آئی ہے گل پھولے ہین بادل گھر کے آیا ہے
مدینے کا چمن اس وقت آنکھون مین سمایا ہے

مدینے مین یہ ہم نے صبح و شام آرام پایا ہے
کہ پریون نے جگایا ہے تو حورون نے سلایا ہے

حقیقت پوچھ لو تم سے کوئی فردوس و طوبےٰ کی
رخ احمد کا پرتو ہے قد احمد کا سایا ہے

تجلی حسن یوسف کی رخ پرنور مین دیکھی
جو کانون نے سنایا تھا وہ آنکھون نے دکھایا ہے

بنے شمس و قمر لوح و قلم سب نور سے تیرے
خدا نے خاص اپنے نور سے تجھکو بنایا ہے

شب معراج جبریل امین نے یہ کہا آکر
حضور آپکو شہنشاہ دو عالم نے بلایا ہے

نہ مہکے کیون غلاف روضۂ پرنور کی خوشبو
اسے فردوس کے پھولون مین حورون نے بسایا ہے

مدینے ہوکے آئی ہے نسیم صبح تو شاید
کہ شادی کا ہر اک غنچے نے نقارہ بجایا ہے

ترا جلوہ نظر آیا تھا اک دن خواب مین ابتک
وہی آنکھون مین پھرتا ہے وہی دلمین سمایا ہے

قدم رکھتا نہین وہ ناز سے تخت سلیمان پر
ترے کوچے مین جس درویش نے بستر لگایا ہے

عرب سے تا عجم بجتا ہے ڈنکا دین احمد کا
اٹھا کر نقش کفر اسلام کا سکہ بٹھایا ہے

ملے گا ایک موتی کا محل فردوس مین اسکو
غم حضرت مین جسنے ایک بھی آنسو بہایا ہے

غم حضرت مین جو دریا سا بہتا خلد کو پہنچا
یہ وہ چھینٹا ہے جسنے نار دوزخ کو بجھایا ہے

امیر دردمند آیا ہے فریادی ترحم ہو
کہ اس کو درد نے اُسکے عیسیِ دوران ستایا ہے

عجب بستی مدینہ ہے جہان رحمت برستی ہے
زیارت کو ہماری روح مدت سے ترستی ہے

تصور مین ہے تصویر محمد گرد پھرتے ہین
ہماری بت پرستی در حقیقت حق پرستی ہے

پری کو حور کو کیا دیکھین نظر سے دیکھنے والے
کن آنکھون مین یہ شوخی ہے کن آنکھون مین یہ مستی ہے

مزہ ہے زندگی کا یادِ محبوبِ الٰہی مین
جو غفلت مین بسر ہوتی ہے بدتر وہ ہستی ہے

چلا چل بند آنکھین شوق سے راہِ مدینہ مین
زمین ہے صاف آئینہ بلندی ہے نہ پستی ہے

دو عالم کی حقیقت کیا ہے جنسِ عشق کے آگے
عجب نعمت ہے جس قیمت کو ہاتھ آجائے سستی ہے

حسبِ ساقیِ کوثر کو کیا دھڑکا قیامت کا
جسے کہتے ہین کوثر وہ مقامِ مے پرستی ہے

مدینے کو امیر اب ہند سے چل چونک اے غافل
یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری سستی ہے

غزل جو نعت مین کہتے ہین ہم رسولون کی
ہمارے شعر نہین ڈالیان ہین پھولون کی

حضور کے جو ہوا خواہ ہین وہ جنت مین
ہوائین کھائین گے کیا ٹھنڈی ٹھنڈی جھولون کی

بہشت خاکِ مدینے کے گرد پھر پھر کر
کرون نثار جو قسمت سے ملے بگولون کی

دکھائیے گلِ رخسار دل ہری ہو جائین
بہت فسردہ طبیعت ہے ہم ملولون کی

خضر ہے شوق مدینے کو جا ہی پہنچون گا
چلے گی مجھ سے کچھ اس راہ مین غولون کی

گمانِ سایۂ رحمت ہوا مدینے مین
کہین جو چھاؤن نظر آگئی ببولون کی

مہک رہا ہے مدینے مین ہر گلی کوچہ
وہ بھینی بھینی ہے خوشبو وہان کے پھولون کی

انہین پہ ختم ہین سکین نوازیان ساری
خبر وہ لیتے ہین سب اندھی لنگڑی لولون کی

امیر شافعِ محشر ہین احمدِ مختار
وہ بخشوائین گے سب امتین رسولون کی

لیجیے

بُو گیسوے حبیبِ خدا کی سنگھا مجھے
عاشق ہون چل اُڑاتی ہو کیا اے صبا مجھے

بالین پہ حضرت آئے مین تڑپا نہ اِس قدر
اے دردِ دل سنبھلنے تو دمی اک ذرا مجھے

سمجھون اگر مدینے کی خاکِ شفا ملے
عیسیٰ نے میرے درد کی بھیجی دوا مجھے

آئے لحد مین غش جو تجلی سے آپ کی
دامن سے اپنے حورِ جنان دی ہوا مجھے

یارب ترے حبیب کے در کا فقیر ہون
محتاج کر کسی کا نہ اُس کے سوا مجھے

کب سے بھٹک رہا ہون مین ہندوستان مین
اے خضر اب مدینے کا رستہ بتا مجھے

لپٹون غبار بن کے مدینے کے شوق مین
جاتا ہوا ملے جو کوئی قافلا مجھے

وہ سامنے سے روضۂ اقدس ہوا نمود
اے شوق اب تو سائے سے آگے بڑھا مجھے

منھ رکھ کے جالیون پہ حرم کی مین سو گیا
جنت کی اِن جھروکون سے آئی ہوا مجھے

آ پہنچی ہے قریب سواری حضور کی
تھوڑی سی فرصت اور بھی دے اے قضا مجھے

ستار تیری ذات ہے صدقہ حبیبؐ کا
رسوا نہ کر ذلیل نہ کر اے خدا مجھے

اعضا نے بھی جواب دیا اے مرے کریم
اِس وقت ہے کرم کا ترے آسرا مجھے

پھولے جو گل وہ پھول سا رُخ یاد آگیا
اُتری جو عندلیب تو تڑپا دیا مجھے

مین شیفتہ ہون اور کرشمون کا اے امیر
پریان دکھائین ناز نہ حورین ادا مجھے

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے
خود بخود سر پئے تسلیم جھکا جاتا ہے

جو مدینے کی طرف جاتے ہین انکو رضوان
دل مین دیتا ہے جگہ آنکھون پہ بٹھلاتا ہے

ایک ذرا روضۂ پُر نور کا رتبہ دیکھو
عرش قندیل چڑہانے کے لیے لاتا ہے

واہ رے شوق جب آتا ہے زیارت کا خیال
دل تڑپ کر مرے پہلو سے نکل جاتا ہے

ہند سے کوئی کہین جائے یہی کہتا ہون
کہ مسافر یہہ مدینے کی طرف جاتا ہے

اب تو ایسا کوئی سامان الٰہی ہوجائے ق
کہ مدینے کو چلون جی مرا گھبراتا ہے

مین کہون روضۂ پرنور رہا کتنی دور
ساتھ والے کہین اب آرہی اب آتا ہے

دونون بیتاب ہین حضرت کی زیارت کیلیے
دل کو سمجھاتا ہون پر دل مجھے سمجھاتا ہے

جلوہ فرما ہین جو حضرت ابھی روشن ہو جائے
دم مرا نیر گیا قسمت سے گھبراتا ہے

دل مرا کہتا ہے منھ کرکے مدینے کی طرف
اس طرف کوئی مجھے کھینچے لیے جاتا ہے

اس گنہگار کو محشر مین نہ بلوائین حضور
رو سیہ سامنے آتے ہوئے شرماتا ہے

کیون نہ ہر روز تصور پہ ہون مین اپنے نثار
تیری تصویر یہ شب بھر مجھے دکھلاتا ہے

ق

میرے عیسیٰ نہین اب صبر کی طاقت باقی
درد شانون نہایت سے مجھے تڑپاتا ہے

کسی کروٹ کسی پہلو نہین لیٹا جاتا
دن کو آرام نہ راتون کو قرار آتا ہے

ضد ہے راحت سے اسے نیند کا یہ دشمن ہے
جب ذرا آنکھ جھپک جاتی ہے چونکاتا ہے

سب سے بدتر ہے امیر اسمین نہین شک لیکن
لاج اس کی ہے ضرور آپ کا کہلاتا ہے

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہون تو جنت کی ہوا آتی ہے

کثرت جرم سے ایسا ہون مین خجل نادم
توبہ کرتے ہوئے بھی مجھکو حیا آتی ہے

شمع پر روضۂ اقدس کی جو گرتے ہین پتنگ
پر جبریلؑ کی کانون مین صدا آتی ہے

یاد جب آتی ہے حضرت کے تبسم کی شبیہ
حور عین پڑھتی ہوئی صل علیٰ آتی ہے

شاک چھپا نہین تو عشق نبی مین چھپا نہین
ذرے ذرے سے یہان بوے وفا آتی ہے

غم احمدؐ مین مرے دل سے نکلتا ہے دھوان
یا اٹھتی ہوئی قبلہ سے گھٹا آتی ہے

مردے جی اٹھتے ہین عیسیٰؑ بھی تڑپ جاتے ہین
بات جب تا لب اعجاز نما آتی ہے

روضۂ پاک مین سب ضبط نفس کرتے ہین
اس گلستان مین دبے پاؤن صبا آتی ہے

نام پاک آپ کا لیتی ہے جو فردوس مین حور
دوڑ کر چشمۂ کوثر پہ نہا آتی ہے

آپ کے عشق مین مرنا بھی عجب دولت ہے
فادخلوہا کی در جنت سے صدا آتی ہے

موت کو دیکھ کے کہتا ہو سینے مین مریض
حور آتی ہے الٰہی کہ قضا آتی ہے

خونِ ناحق شہدا کا مجھے یاد آتا ہے
پس کے جب سامنے آنکھونکی حنا آتی ہے

پردہ برقِ تجلی ہے ضیاے رُخِ پاک
ہوش موسیٰ کے سرِ طور اُڑا آتی ہے

شوقِ پابوس مین حضرت کے لہو روتی ہے
ہاتھ ملتی ہوئی گلشن مین حنا آتی ہے

جب مین جاتا ہون تو اُس روضۂ اقدس سے ابھر
پھول دامن مین بھرے بادِ صبا آتی ہے

زہے رحمت کہ ختمِ انبیا کی آمد آمد ہے
حبیبِ خاص و محبوبِ خدا کی آمد آمد ہے

ملائک مژدہ دیتے ہین گنہگارانِ اُمت کو
کہ خوش ہو شافعِ روزِ جزا کی آمد آمد ہے

زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہوگی
مٹین گی ظلمتین شمعِ ہدیٰ کی آمد آمد ہے

بہار آئیگی گل پھولین گے بلبل چہچہائین گے
چمن مین دھوم ہی بادِ صبا کی آمد آمد ہے

بھٹکتے پھرتے تھے جو قافلے راتونکو راہونمین
اب اُن کے دن پھرین گے رہنما کی آمد آمد ہے

عدم کی راہ لین کہدو فساد و فتنہ و شر سے
یہان خیر البشر خیر الوریٰ کی آمد آمد ہے

یہ کیون ہین حسرتونکو کاروان مین عید کی خوشیان
الٰہی آج کس یوسف لقا کی آمد آمد ہے

زمین و آسمان سے متصل ہے نور کی بارش
جہان روشن ہے نورِ کبریا کی آمد آمد ہے

ازل سے تا ابد ہو جائینگے حل جتنے ہین عقدے
مبارک ہو شہِ عقدہ کشا کی آمد آمد ہے

مہ و مہر ہین جس کے فرشِ پا انداز کے ٹکڑے
اُسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی آمد آمد ہے

عبادت کی جماعت کو مزے اُٹھین گے جی بھر کر
کہ اہلِ اقتدا مین مقتدا کی آمد آمد ہے

ستم پامال ہوگا دورِ عدل و داد آتا ہے
جفا جاتی ہے دنیا سے وفا کی آمد آمد ہے

کہو شوخی سے اب جا کر چھپے حورونکی آنکھون مین
کہان سر تا قدم شرم و حیا کی آمد آمد ہے

جو سنتے حضرتِ یوسف بھی یہ مژدہ تو فرماتے
ہمارے دلنواز و دلربا کی آمد آمد ہے

ادب آواز دیتا ہے سنبھل بیٹھو سنبھل بیٹھو
کہ فخرِ اولیا و انبیا کی آمد آمد ہے

خدا دے لاکھ جانین تو امیر اُس دم کرون قربان
مرے مولی مرے حاجت روا کی آمد آمد ہے

جو نگاہِ خسرو عالی مکان سے گر پڑے
لاکھ سرکش ہو زمین پر آسمان سے گر پڑے

اشک دامن پر گرا مژگانِ دشمن سے تو یون
صحن مین جیسے کوئی بامِ مکان سے گر پڑے

آئے جب دنیا مین حضرت دیر مین جتنے تھے بُت
منھ کے بھل سب خوفِ شاہِ انس و جان سے گر پڑے

رعب سے میلاد کے جب کانپ اُٹھے نوشیروان
کیون نہ ایوان ہیبتِ شاہِ زمان سے گر پڑے

لطفِ حضرت نے یہ باندھی باغِ عالم مین ہوا
دوستدارون کے گنہ برگِ خزان سے گر پڑے

جو پھرا ہے آپ سے اُس کو کہان رفعت نصیب
بام پر چڑھنے لگے تو نردبان سے گر پڑے

آنکھ اُٹھا کر بامِ عالی کو لگے جب دیکھنے
مہر کی دستار فرقِ آسمان سے گر پڑے

گنبدِ مرقد پہ چڑھنے کا کرے کیوان جو قصد
بام تک جانے نہ پائے درمیان سے گر پڑے

ق
آپ کی آمد جو ہو میدان مین چھائے یہ رعب
گُرز دستِ پہلوانِ سیستان سے گر پڑے

مردمک آنکھون سے دل سینے سے پہلو سے جگر
جان ہو تن سے جدا مغز استخوان سے گر پڑے

ہو نگاہِ قہر حضرتؐ کی اگر اِس کی طرف
تاجِ رفعت کیون نہ فرقِ فرقدان سے گر پڑے

ق
آپ کی رحلت کی پہنچی آسمان پر جب خبر
اشکِ ماتم دیدۂ روحانیان سے گر پڑے

وحشیون نے خاک پنجون سے اُڑائی دشت مین
سارے طائر اپنے اپنے آشیان سے گر پڑے

چھا گئی بالکل ریاضِ دہر مین افسردگی
خاک پر برگ و ثمر بادِ خزان سے گر پڑے

تیرہ عالم ہو گیا آئے گہن مین مہر و ماہ
آنسوؤن کی طرح تارے آسمان سے گر پڑے

چاہیے ایامِ پیری مین خموشی اے امیر
بات کا کیا لطف جب دندان دہن سے گر پڑے

گلِ مہتاب سے اُس رُخ کا پتا ملتا ہے
بو تو کچھ بھی نہین پر رنگ ذرا ملتا ہے

روضۂ پاک بھی رتبے مین نہین عرش سے کم
جو پہنچتا ہے اُسے آبِ بقا ملتا ہے

زائرون کے لیے ہے جہدِ زیارت مین ثواب
مر بھی جائین تو ثوابِ شہدا ملتا ہے

جذبِ حضرت کا پہنچتا ہے جو صحرا مین اثر
کاہ کو بھی اثرِ کاہ ربا ملتا ہے

فخر ہم فقر کی کملی کو نہ کیونکر سمجھین
سلسلہ تم سے کچھ ای اہلِ عبا ملتا ہے

ہر ورق مین مری دیوان کی ہو وصفِ رخِ پاک
پتّے پتّے سے گلستان کا پتا ملتا ہے

چھانتے ہین جو گدا خاک ترے کوچے کی
صورتِ خضر انہین آبِ بقا ملتا ہے

اوجِ ہمت سے ہوا آپ پہ قرآن نازل
فکر عالی ہو تو مضمون نیا ملتا ہے

شوق ہے دل مین مدینے کی زیارت کا امیر
گھر سے بڑھ کر ہمین غربت مین مزا ملتا ہے

اپنے حبیبِ کردگار میری طرف بھی دیکھیے
آنکھین ہین غم سے اشکبار میری طرف بھی دیکھیے

رحمتِ عالمین ہین آپ شافعِ مذنبین ہین آپ
مین ہون بڑا گنہگار میری طرف بھی دیکھیے

سب نظر آپ کی شفا آپ کی آنکھ معجزہ
حال مرا ہے زار میری طرف بھی دیکھیے

شافعِ عاصیان حضور عفو مرے بھی ہون قصور
ہون مین گنہ سے شرمسار میری طرف بھی دیکھیے

پیش ہین مشکلین بڑی منزلِ گور ہے کڑی
سخت ہے وقت اختصار میری طرف بھی دیکھیے

سینہ ہے غم سے اشکبار داغ مین ہے عجب بہار
خون سے آنکھین لالہ زار میری طرف بھی دیکھیے

نزع ہے اور بے بسی قبر ہے اور بے کسی
یار نہ کوئی غمگسار میری طرف بھی دیکھیے

حشر مین ہوگی بھیڑ بھاڑ سر پہ گناہون کا پہاڑ
عرض کرونگا بار بار میری طرف بھی دیکھیے

دیکھنے والے آپکے لوٹ رہے ہین دیر سے
چار طرف ہے یہ پکار میری طرف بھی دیکھیے

لالہ و گل مین داغِ عشق زخمون سے دل ہے باغِ عشق
اشکِ روان ہین آبشار میری طرف بھی دیکھیے

سرد ہین ہاتھ پاؤن سب دل کو کمال ہے تعب
آنکھون مین اب ہے جانِ زار میری طرف بھی دیکھیے

خواب نے مجھ سے پھیری آنکھ نیچی ہو کیون نہ میری آنکھ
اپنی نظر مین بھی ہون خوار میری طرف بھی دیکھیے

تھوڑے سے ہین جن کے تھی گناہ اُن کو تو مل گئی پناہ
جرم ہین میرے بے شمار میری طرف بھی دیکھیے

بگڑے ہوئے سنور گئے ڈوبتے پار اُتر گئے
میری بھی کشتی اب ہو پار میری طرف بھی دیکھیے

چشمِ کرم سے خلق پر اب تو ادھر بھی اک نظر
مین ہون پیادہ سب سوار میری طرف بھی دیکھیے

سینہ ہے داغون سے چمن خون سے تر ہے پیرہن
رنگ پہ ہے مری بہار میری طرف بھی دیکھیے

پہونچی نگہ جو سوے دل بولی یہہ جانِ مضمحل
مین بھی بہت ہون بیقرار میری طرف بھی دیکھیے

مظہرِ حسنِ ذوالجلال پھولون کو دیکھکر نہال
چیخ رہی ہے یہہ ہزار میری طرف بھی دیکھیے

جو ہین فدا حضور پر اُن پہ ہے لطف کی نظر
مین بھی ہون ایک جان نثار میری طرف بھی دیکھیے

اے شہِ ختمِ مرسلین آنکھین سفید ہوگئین
کب سے ہون محوِ انتظار میری طرف بھی دیکھیے

سنیے امیر کی ذرا کہتا ہے چپکے چپکے کیا
مین ہون غریب امیدوار میری طرف بھی دیکھیے

یون تو حسن ابرو مین ہے مژگان مین ہے گیسو مین ہے
حسن کا اعجاز لیکن نرگسِ جادو مین ہے

ہجرِ حضرت مین یہہ کافی ہے مری تسکین کو
آپ کی تصویر دل مین دل مرے پہلو مین ہے

واہ رے خلقِ نبی بالون مین بھی ہے میل جول
ہے یہی تو وجہ جو پیوستگی ابرو مین ہے

دیکھ لین رونا اگر میرا دکھا ہی دین جمال
حسرتِ دیدارِ حضرت میری ہر آنسو مین ہے

بال بھی بیکا نہ ہوگا دشمنون سے آپ کا
جوشنِ حفظِ الٰہی آپ کے بازو مین ہے

عرش کے موتی سمجھے جاتے ہین پڑتی ہے جو چھوٹ
کیا چمک شیدائیانِ خاص کے آنسو مین ہے

عطر ہو گلہاے جنت کا کہ مشکِ زلفِ حور
بڑھ کے ان سب سے پسینا آپکا خوشبو مین ہے

آپ ہی تسکین دین میری تو دل سنتا نہین
میرے کہنے مین نہین یہ آپ کی قابو مین ہے

کہتی ہین پریان بلائین لیکے اک اک بال کی
ہاے کیا دلکش اثر ان بالون کی خوشبو مین ہے

گلشنِ فردوس مین سنبل سے کہتا ہے یہہ گل
سایۂ عارض مین ہین ہم تو سایۂ گیسو مین ہے

آپ کے شیدائیون کی آنکھ مین طوبیٰ ہے کیا
ایک وہ بھی عاشقانِ قامتِ دلجو مین ہے

دیکھتی ہے کس ادب سے آپ کے منھ اس مین چھپا
کیا صفائی کیا چمک آئینہ زانو مین ہے

رستی اعمالِ امت دیکھتے ہی مٹ گئی — اللہ اللہ کیا اثر حسنِ رخِ نیکو مین ہے

آپ ہو یا تم ہو دونون مین تکلف کی خطاب — مشربِ عشاق مین تو جو مزہ ہی تو مین ہے

دھیان رہتا ہے اُسی کا یاد رہتا ہے وہی — ہٹ کے سب ذکرون سی لذت مجکو ذکرِ ہو مین ہے

نرگسی آنکھون کا تیری یہہ رسیلا پن کہان — اک فقط شوخی ہی شوخی دیدۂ آہو مین ہے

زلف سے حور و پری کی یہ مہک پائی کہان — بھینی بھینی ہاے کیا خوشبو تری گیسو مین ہے

کیون تڑپ جاے نہ سنکر عاشقِ قد ہی امیر
دُہرے پھل کا نشتر قمری تری کوکو مین ہے

خوبانِ عالم کی تجھے خالق نے دی ہی افسری — گالون پہ غش ہی حورِ عین بالون پہ صدقے ہی پری

ای کلکِ صورت آفرین صد آفرین صد آفرین — اِس بانکپن اِس نوک کی دیکھی نہین صورتگری

جن و بشر تسخیر ہین سب صورتِ تصویر ہین — مازاغ کی سرمہ سے ہین آنکھین تری شوخی بھری

حسنِ خداداد آپ کا ہر حسن پر بالا ہوا — قربان ہین شمس و قمر صدقے ہین زہرہ مشتری

دنیا مین جتنے ہین حسین وہ سب ہین تیری خوشہ چین — پریون نے کیا حورون نے بھی سیکھی ہے تجھ سی دلبری

اللہ رے حسنِ جانفزا جس پر خدا شیدا ہوا — ایسا کھرا یہ مال تھا مالک ہوا خود مشتری

معراج مین سب انبیا تھے مقتدی تو مقتدا — اے شاہِ دین کس کو ملی اِس شان کی پیغمبری

اللہ رے شانِ مصطفے محبوب کو ٹھہرا ہوا — ہر صبح روضے کی طرف آتا ہے مہرِ خاوری

شیدائے ختم المرسلین کہتی ہین وقتِ دا آپہنا — ز داب تو ای جانِ جہان اِس جانکنی سی جانبری

اونچی ہے شاخِ آشیان اور طائرِ دل ناتوان — قابل ترس کھانی کی ہے بیکس کی بے بال و پری

تم شکل دکھلاتے نہین آنسو بھی اب آتی نہین — جب آگ ہو دلمین بھری کیونکر ہون آنکھین تری

یا رحمۃ للعالمین غیرت سے آنکھ اٹھتی نہین — گٹھری گناہون کی مری سر پہ ہے محشر مین دھری

مجھ پر ترحم کیجیے کوثر کے چھینٹے دیجیے — ہو جاے یہ اعمال کی سوکھی ہوئی کھیتی ہری

دل مین ہے حسرت اسقدر بارہ امامون کا ہے گھر — کیا پُرفضا کیا دلکشا ہے واہ یہہ بارہ دری

اے اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ اے چار یارِ باصفاؓ
ناچار امیرؔ بے نوا ہے قابلِ چارہ گری

دو عالم کے سرتاج اللہ والے — مجھے اب تو قدموں میں اپنے بلا لے
یہ عالم ہے داغِ جدائی سے دل کا — پڑے ہیں مجھے اپنے جینے کے لالے
کھٹک سی کھٹک ہے تپک سی تپک ہے — زباں پر ہیں کانٹے جگر میں ہیں چھالے
جفا کار دنیا جفا جو زمانہ — پڑا ہوں میں دو بیوفاؤں کے پالے
تمہیں ہو اب سے وارث غریبوں کی والی — میں بے بس ہوں بیکس ہوں مجکو بچا لے
کہیں مجکو ٹھنڈا نہ کر دیں جلا کر — مری سرد آہیں مرے گرم نالے
لحد کی اندھیری نے گھیرا ہے مجکو — سوا تیرے کون اس مصیبت کو ٹالے
نکیریں آنکھیں دکھانے نہ پائیں — مجھے آکے دامن میں اپنے چھپا لے
کرے کوئی فریاد کس سے تمہیں ہو — مصیبت زدوں پر ترس کھانے والے
دھڑکتا ہے دل ہجر کی دشمنی سے — یہہ ہے درد ایسا نہ ہو مار ڈالے
مری جان نکلے تو قدموں پہ تیرے — خدا یہہ بھی ارمان میرا نکالے
نکلتے تھے تنہا بھی حضرت جو گھر سے — ملک ساتھ چلتے تھے دامن سنبھالے
کہیں دفن ہوں عاشقانِ محمدؐ — مگر سب مدینے کو ہیں جانے والے
رخ و زلف کا سایہ رہتا ہے سر پر — بھٹکتا ہوں جب میں اندھیرے اُجالے
پئے خارِ صحرا سے یثرب چلے ہیں — بھری چھاگلیں لیکے پاؤں کے چھالے
رسولِ خدا سے جدائی ہے آفت — خدا یہہ مصیبت کسی پر نہ ڈالے
کہے نعت کے شعر صد چاک دل سے — عجب لعل گدڑی سے ہمنے نکالے
مسلسل ہیں مضمونِ دندانِ حضرت — مرے شعر سب موتیوں کی ہیں مالے
رسولِ خدا کا میں اک امتی ہوں — مرے کام سب ہیں خدا کے حوالے

کرم ساقیِ کوثر اُمت کے پیاسے
لبِ کوثر آئے زبانین نکالے

مری روح نکلے بدن سے تو حورین
کھڑی ہون درِ خلد پر مُنھ نکالے

جُدائی کے صدمے ضعیفی کا عالم
کہان تک امیر اپنے دل کو سنبھالے

حشر مین اُمت جو آئی آپ کی
ہر زبان پر تھی دُہائی آپ کی

وصل اگر ممکن نہین تو ہو وصال
اب نہین اُٹھتی جدائی آپ کی

مین جدھر چلتا ہون ہو لیتی ہے ساتھ
خضر بنکر رہنمائی آپ کی

خلد مین دلوا دیے مجھکو مکان
لامکان تک ہے رسائی آپ کی

زہد و تقویٰ پر بھروسا خلق کو
مجھکو کافی آشنائی آپ کی

حلم تھا حضرت کی گھٹی مین پڑا
تھین حلیمہؓ نام دائی آپ کی

اک جھلک پر دین و دنیا سب نثار
دونون عالم رُونمائی آپ کی

شوق نے برسون سے مجھے تڑپا لیا
تب کہین صورت دکھائی آپ کی

حور بنکر روح نکلی جسم سے
نزع مین جب یاد آئی آپ کی

سونگھنے والے جو پڑھتے ہین درود
بو کہان پھولون نے پائی آپ کی

ساری اُمت ہوگئی اُس سے نہال
کام آئی کیا کمائی آپ کی

موتی اشکون کے کیے اُسنے نثار
جسکے دل مین یاد آئی آپ کی

بند آسانی کا دروازہ ہے کیون
کھول دے مشکل کشائی آپ کی

کچھ یہی اُمت نہین ہے جان نثار
ساری خلقت ہے فدائی آپ کی

لاکھ جانین اِس ادا پر ہون نثار
دلدہی ہے دلربائی آپ کی

کیا کرے گا دولتِ کونین امیر
بادشاہی ہے گدائی آپ کی

شان اللہ کی ہے شانِ رسولِ عربی
کیوں خدائی نہ ہو قربانِ رسولِ عربی

ذاتِ اقدس ہی تو ہے باعثِ ایجادِ جہان
ساری مخلوق ہے مہمانِ رسولِ عربی

چاند سورج بھی رواں رہتے ہیں روضے کی طرف
کس کے دل میں نہیں ارمانِ رسولِ عربی

چترِ رحمت کی طرح حشر میں ہیں سایہ فگن
کس کے سر پہ نہیں احسانِ رسولِ عربی

دونوں عالم میں حسینؓ اور حسنؓ سے خوشبو
خوب مہکے گلِ ریحانِ رسولِ عربی

اہلِ محشر سے مجھے دیکھ کے بولے یہ ملک
اٹھو آتا ہے ثنا خوانِ رسولِ عربی

لختِ دل ذاتِ حسنؓ لختِ جگر ذاتِ حسینؓ
حضرتِ فاطمہؓ ہیں جانِ رسولِ عربی

حشر میں شہرۂ آفاق نہ ہوتے کیونکر
آنِ یوسفؑ کی تھی اک شانِ رسولِ عربی

کیوں نہ دن رات مدینے میں ہو حوروں کا ہجوم
دیکھنے آتی ہیں سب آنِ رسولِ عربی

خلق سمجھی ہے جسے سایۂ ابرِ رحمت
ہے وہ اک گوشۂ دامانِ رسولِ عربی

مہر و مہ ارض و سما جن و بشر حور و ملک
ہیں یہ سب تابعِ فرمانِ رسولِ عربی

ہو کسی شعر میں تو خونِ جگر کی رنگت
کوئی تحفہ تو ہو شایانِ رسولِ عربی

دم گھٹا جاتا ہے اب ہجر کی تاریکی میں
اک جھلک اے مہِ تابانِ رسولِ عربی

جب کھلا پھول کوئی باغِ جناں میں تو مجھے
یاد آئے لبِ خندانِ رسولِ عربی

واہ کیا نوکِ پلک ہے کہ جب آئی دل میں
رگِ جاں بن گئی مژگانِ رسولِ عربی

آب و تاب اور بڑھی جنگِ احد میں ان کی
دُرِ غلطاں ہوئے دندانِ رسولِ عربی

نعرۂ یا ساقیِ کوثر کا جہاں سنتے ہیں
لوٹنے لگتے ہیں مستانِ رسولِ عربی

حشر میں نامۂ اعمال ہوں جس دم تقسیم
ہو مرے ہاتھ میں دامانِ رسولِ عربی

اسمرا سے تجھے محشر کا تو آتا ہے امید
کہ میں ہوں دل سے ثنا خوانِ رسولِ عربی

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہِ مدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستاروں میں نبی ہے

کہدے مرے عیسیٰ سے مدینے مین یہ کوئی — اب جان پہ بیمار محبت کے بنی ہے

محبوب کو سب دیکھے ہوے لوٹ رہے ہین — عشاق مین کیا رنگ اویس قرنی رض ہے

گھر سے کہین اچھا ہے مدینے کا مسافر — یان صبح وطن شام غریب الوطنی ہے

معراج مین حورون نے جو دیکھا تو یہ بولین — کس نوک پلک کا یہ جوان مدنی ہے

اک عمر سے جلتا ہے مگر جل نہین چکتا — کس شمع کا پروانہ اویس قرنی رض ہے

عشاق سے پوچھے نہ گئے حشر مین اعمال — کیا بگڑی ہوئی بات محبت سے بنی ہے

یاد احمد مختار کی ہے کعبہ دل مین — مکے مین عیان جلوۂ ماہ مدنی ہے

کس شوق سے جاتے ہین مدینے کو مسافر — محبوب وطن سے کہین یہ بے وطنی ہے

کہتا ہے مسافر سے یہ ہر نخل مدینہ — آرام ذرا لے لو یہان چھاؤن گھنی ہے

یہ بھی ہے تری آنکھ ہی کی دیکھنے والی — حسرت سے بھری چشم غزال ختنی ہے

آغوش تصور مین بھی آنا نہین ممکن — حورون سے بھی بڑھکر تری نازک بدنی ہے

اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعوےٰ — بندون کا بھی کیا حوصلہ اللہ غنی ہے

کیون شمع نے روضے مین پتنگون کو جلایا — گلگیر سے کہہ دو کہ یہ سر گردن زدنی ہے

جو داغ ہے دل مین وہ مدینے کا ہے اک پھول — جو سانس ہے میری وہ مدنی ہے

آنکھون سے ٹپکتا ہے مری رنگ اویسی رض — جو لخت جگر ہے وہ عقیق یمنی ہے

ہین اُس کے غلامون مین ہون جو سب کا ہے آقا — سردار رسل سید مکی مدنی ہے

اعدا نے جہان مانگی امان رک گئی چلکر — شمشیر حسینی مین بھی خلق حسنی ہے

ہر دل مین ہے محبوب الٰہی کی تجلی — ہر آئینے مین عکس جمال مدنی ہے

مقتل سے ہے جی ہر نعش پہ حورون کا ہے مجمع — کیا رنگ مین ڈوبی مری خونین کفنی ہے

پہنچی ہین کہان آہین اویس رض قرنی کی — یا غورون مین مدینے کے ہوائے یمنی ہے

کیسے مدح پڑہون روضۂ پرنور پہ چلکر

یہہ بات امیر اب تو مری دل مین ٹھنی ہے

بدن پر خاکِ پا جب سے ملی ہے — مری رگ رگ مدینے کی گلی ہے

کھنچی جب سے تری تصویرِ مژگان — چھری عشاق کے دل پر چلی ہے

پسِ مُردن مدینے کو گئی روح — یہہ ڈالی ٹوٹ کر پھولی پھلی ہے

عجب لیلیٰ ہی تیری زلفِ شبگون — کہ مجنون کیا ہی لیلیٰ باولی ہے

وہ در پردہ مرا دل ہے نہین شمع — ترے روضہ مین جو شب بھر جلی ہے

شہادت گاہِ اُلفت سے مری جان — دُلہن بنکر مدینے کو چلی ہے

تری ہی بُو مجھے آئی ہے اُس سے — کلی جب کوئی چٹکی مین ملی ہے

چمک دیکھی ہے جب سے دردِ دل کی — تو کیا کیا رشک سے بجلی جلی ہے

دلِ شیدائے احمد ہی تو ہے دل — یہی تو اس چمن مین اِک کلی ہے

بہارِ بوستانِ ہر دو عالم — مدینے کے چمن کی اک کلی ہے

پسند آنا خدا کو حُسنِ احمد — نہالِ عشق کی پہلی کلی ہے

جبینِ ماہ مین ہے یہ چمک کیون — وہ خاکِ آستان شاید ملی ہے

لبِ شیرینِ حضرت کا جو ہے ذکر — مرا ہر شعر مصری کی ڈلی ہے

عجب معشوق ہے شمشیرِ حضرت — کہ مہندی خونِ اعدا کی ملی ہے

امیر اشعارِ نعت اور ایسے رنگین
غزل یہہ خوب ہی پھولی پھلی ہے

تری ناز بردار ہر نازنین ہے — پری تجھ پہ صدقے فدا حورِ عین ہے

مصور کو تیرے ہزار آفرین ہے — کہ تصویر یہ بھی تیری ناز آفرین ہے

جو دنیا کے پردے پہ خلدِ برین ہی — تو مکے مدینے کی وہ سرزمین ہے

ازل سے جو محبوبِ حُسن آفرین ہی — اُسے کیا کہے کوئی کیسا حسین ہے

تری نذر کو اور یان کچھ نہین ہے
دلِ غمزدہ ہے کہ جانِ حزین ہے

بہت سر کو ٹکرا چکا ہر طرف مین
اب اُس کا ہی در اور میری جبین ہے

کھلا پھول شبو کا تو دل سے پوچھا
یہ کس گل کی نکلی ہوئی آستین ہے

حرم مین ہون یا دیر مین ہون جہان ہون
اُسی آستانے پہ میری جبین ہے

کیا کیا نہال اشکِ خونین نے مجکو
بھری پھولون سے جیب اور آستین ہے

ہماری نظر مین تو یہ چاند سورج
وہی مہر طلعت وہی مہ جبین ہے

یہ کس کے درِ فیض پہ جبہہ سا ہون
کہ اب لوحِ محفوظ میری جبین ہے

زہے شانِ دیوانگانِ محمدؐ
گریبان سے ٹکڑے پھٹی آستین ہے

اُدھر رقص کرتا ہے اُس در پہ سجدہ
اِدھر اپنی قسمت پہ نازان جبین ہے

ستارے ہوئے نور سے جسکے پیدا
خدا جانے وہ ماہ کیسا حسین ہے

قیامت مین کام آئی کیا جبہہ سائی
ستارہ سی کیسی چمکتی جبین ہے

نہین پاس سکے وقت کوئی سہارا
فقط آس تیری دمِ واپسین ہے

دمِ نزع پھر جاتی ہین پتلیان تک
بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہے

کلیجے مین کفار کے تیر سی ہے
غضب کی چھری تیری چینِ جبین ہے

خدا کی ہے قدرت مزارِ مقدس
اِسی گھر مین خورشید سایہ نشین ہے

وہان ہان ہی ہان ہے فقیرون سے اپنی
نہین کا کہین تذکرہ تک نہین ہے

مدینے کی دلچسپیان کچھ نہ پوچھو
مکان دلکشا ہے مکین دلنشین ہے

نہین خوف ابلیس کی شیطنت کا
ترے نام کا وردِ حصنِ حصین ہے

بلائین تری زلف کی لون کہ رخ کی
یہان ایک سے ایک بڑھکر حسین ہے

بھرا ہے تری حسرتون سے مرا دل
سوا تیری اس گھر مین کوئی نہین ہے

مین ہر چند ہون زشت اعمال لیکن
گنہگار جس کا ہون وہ تو حسین ہے

کسی گوشے مین وہ مدینے کے ہوگا
بغل مین مری اب مرا دل نہین ہے

ترے در کے خادم ہین جتنے ہین غلمان
تری گھر کی باندی ہی جو حورِ عین ہے

تجھے دیکھ کر کہتے ہین ماہِ کنعان
عجب شان کا یہ جوانِ حسین ہے

امیر اب ہو ذکرِ خدا و محمد
وہ کہفِ متین ہی یہ حصنِ حصین ہے

آنکھون مین ہی اب جان مضطر سے احمد پیارے مین صدقے
دیدار کے ترسون پر ہو نظر مری احمد پیارے مین صدقے

ہی کون جو تم پر لوٹ نہین کس دل پہ نگہ کی چوٹ نہین
اک دھوم مچی ہی یہ گھر گھر مری احمد پیارے مین صدقے

تم ابرِ کرم مین تشنہ جگر ہی پیاس سی دم اب ہونٹون پر
آنسو بھی نہین جو آنکھ ہو تر مری احمد پیارے مین صدقے

جو سانس ہی اسمین جھٹکا ہی سینے مین اب دم اٹکا ہی
بس ایک نگہ بس ایک نظر مری احمد پیارے مین صدقے

ہی ضعف کا میری یہ عالم دشوار ہے چلنا چار قدم
پہنچونگا مدینے تک کیونکر مری احمد پیارے مین صدقے

جتنے تھے اعزّہ چھوٹ گئی بیگانہ ہوکیا پر ٹوٹ گئے
اب دل ہی شکستہ خستہ جگر مری احمد پیارے مین صدقے

طاعت پہ کسی کو غرّہ ہی تقوی کا کسی کو دعوی ہی
مجھکو تو بھروسا ہے تم پر مری احمد پیارے مین صدقے

ساتھی نہین کوئی ہائی مرا طاقت نے بھی صاف جواب دیا
منزل ہی کڑی مشکل ہے سفر مری احمد پیارے مین صدقے

اب آنکھ اٹھانا ہو نہین جدھر ہی یاس کی صورت پیشِ نظر
کوئی نہین لیتا میری خبر مری احمد پیارے مین صدقے

تقصیر سراپا ہی نادم ہون شرمندہ ہون تم بن خادم ہون
ہو پرورش اے بندہ پرور مری احمد پیارے مین صدقے

دکھ سن لو ذرا دکھیاری کا اس درد و الم کی ماری کا
بیکس ہی مری جان مضطر مری احمد پیارے مین صدقے

دیدار کا شربت پلوا دو جام کوثر اب چھلکا دو
پیاسا ہون بہت ہین تشنہ جگر مری احمد پیارے مین صدقے

اپنی ہی گلی مین تھم دو گردش کو تصدق سینے دو
پھروا دو نہ اب مجکو در در مری احمد پیارے مین صدقے

قبلہ ہی یہی کعبہ ہی یہی ملجا ہی یہی ماوا ہے یہی
ہو اب تو یہ در اور امیر کا سر مری احمد پیارے مین صدقے

امت کی غم کھانے والے بیڑا پار لگانے والے
تم بھولے بھٹکون کے رہبر مری احمد پیارے مین صدقے

یان کوئی نہین میرا پرسان پہنچا کس سی روکا ہون خدا حافظ
لو میری خبر روزِ محشر مری احمد پیارے مین صدقے

دم نکلے تمہاری چوکھٹ پر میں چین سے سوؤں تا حشر
فردوس کے در پہ دامن تر مری احمد پیارے میں صدقے

نکلیں جو دعائیں دل سے مری پہنچائیں فرشتے پاس ترے
چپٹا لو انہیں آغوش اثر میں اے احمد پیارے میں صدقے

پھیلے دامن تو تری آگے ہاتھوں سے تری قسمت جاگے
اوروں کا نہوں میں دست نگر مری احمد پیارے میں صدقے

مداح ہیں دل سے تیرا ہوں مدحت کا صلہ کس سے چاہوں
اعزاز بڑھا خلعت دے کر مری احمد پیارے میں صدقے

چھوٹی ہو مصیبت خواہ بڑی آئی نہ امیر کو کوئی گھڑی
بہر اصغرؓ بہر اکبرؓ مری احمد پیارے میں صدقے

روش باغِ جنان کی کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
تجھے تو یہ مدینے کی گلی معلوم ہوتی ہے

تصور میں وہ صورت کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کوئی تصویر سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہے

ملا کر دیکھتا ہوں جب تمہارے روئے روشن سے
تو صورت چاند کی بھی سانولی معلوم ہوتی ہے

جہاں دل لوٹتا ہے درد سر باقی نہیں رہتا
زمین روضے کی ساری صندلی معلوم ہوتی ہے

ملی یہ صبر میں لذت کہ ہر تلخی سے ہے شیرینی
بری بھی اب مرے دل کو بھلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کی فضا کے سامنے وسعت دو عالم کی
بہت ہی تنگ و تاریک اک گلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کے پہنچنے پر بہار آرزو دیکھو
یہ ڈالی آج کیا پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

بہار ہر دو عالم اس گل رخسار کے آگے
مری آنکھوں میں چھوٹی سی کلی معلوم ہوتی ہے

ولا ایسی ہے غالب جب کسی کی بات سنتا ہوں
مرے کانوں کو آواز علیؓ معلوم ہوتی ہے

رہِ عشق نبی میں چل کے آ سکے دیکھنا وسعت
یہ پہلے ہی سے چھوٹی سی گلی معلوم ہوتی ہے

ز[illegible] حبیب [illegible] ہر باغ [illegible]
خیبر [illegible] نادِ علیؓ معلوم ہوتی ہے

خیال عارض گلرنگ میں ہر ایک [illegible]
سفید [illegible] پھول [illegible] کی کلی معلوم ہوتی ہے

امیر [illegible] کی کلیاں ہیں شاخ نخل [illegible]
لگے ہیں نور کے چھپا کلی معلوم ہوتی ہے

دنیا میں غفلت [illegible]
کہ [illegible] گیا سوتے سوتے

فنا نے بقا کا تماشا دکھایا ۔ اُسے پا گئے آپ کو کھوتے کھوتے
جگا نے ہین کی شورِ محشر نے جلدی ۔ لگی تھی ذرا آنکھ ابھی روتے روتے
سیاہی گناہون کی دل سے نہ چھوٹی ۔ تھکے دیدۂ تر ہین دھوتے دھوتے
ریاضت کا ملتا ہے دنیا ہین بھی پھل ۔ یہ کھیتی اُبھر آتی ہے بوتے بوتے
تڑپنے کا بسمل تماشا دکھاتے ۔ گھڑی بھر وہ بیٹھین اگر ہوتے ہوتے

سُلا دیتی ہے ہائے پھر مجکو قسمت
امیرؔ آنکھ کھُلتی ہے جب سوتے سوتے

کشتی مری تباہ ہے پار اے خدا لگے ۔ ایسی ہوا چلے کہ مدینہ کو جا لگے
ہین گھُل رہا ہون دردِ محبت سے رات دن ۔ کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے
ڈرتا ہون مین زمین مدینے کی چوم کر ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بھی فلک کو بُرا لگے
ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور ۔ دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے
اے دل شبِ فراق سے روزِ وصال ڈر ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ترے پیچھے بلا لگے
حضرت جدھر نکلتے تھے غُل کرتے تھے فقیر ۔ ہم بیکسون غریبون کی تم کو دعا لگے

لے جا سلام امیرؔ کا روضے پہ شاہ کے
لیکن زمین پر نہ قدم اے صبا لگے

قاصدِ حبیبِ ذوالجلال مری خبر بھی لیجیے ۔ مین بھی ہون عاشقِ جمال مری خبر بھی لیجیے
آنکھین ہین آنسوؤن سے تر رنگ ہے فق تو شق جگر ۔ دیکھیے کیا مرا ہے حال مری خبر بھی لیجیے
ہون مین گناہون سے خجل اپنے کیے پہ منفعل ۔ ترسے عرق سے بال بال مری خبر بھی لیجیے
آپ ہی کا گدا ہون مین آپ ہی پر فدا ہون مین ۔ آپ ہی سے ہے یہ سوال مری خبر بھی لیجیے
دل ہی بہت ہی بیقرار شاق ہے اب تو انتظار ۔ ایک گھڑی ہے ایک سال مری خبر بھی لیجیے
سیکڑون مین تعلقات ملتی نہین رہِ نجات ۔ چار طرف سے ہین جال مری خبر بھی لیجیے

خشک ہی شاخِ آرزو رنگ ہے اس مین اب نہ بو
مجکو بھی کیجیے نہال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہی چارہ ساز ہین آپ ہی دلنواز ہین
آپ کو سب کا ہی خیال میری خبر بھی لیجیے

جتنی ہین رنج و غم سے چور سب کی ہین چارہ گر حضور
مین بھی ہون غم سے پائمال میری خبر بھی لیجیے

عمر تمام ہوگئی صبح سے شام ہوگئی
نکلی نہ حسرتِ وصال میری خبر بھی لیجیے

غم مین گھرا ہی بال بال دلمین ہین سیکڑون ملال
اب تو ہے زندگی وبال میری خبر بھی لیجیے

داغ جگر مین دل مین درد ضعف سی ہاتھ پاؤن سرد
جی سے مرا ہے نڈھال میری خبر بھی لیجیے

نفس کے ہاتھ سی ہون تنگ روز ہی صلح روز جنگ
کرتا ہے بی چھری حلال میری خبر بھی لیجیے

کچھ تو ہو درد دل سی دور کچھ تو ہو راحت و سرور
رنج سے گھٹے سٹے ملال میری خبر بھی لیجیے

ہون مین گناہون کا سقر آنکھ جھکی ہے خم ہی سر
دیکھیے میرا انفعال میری خبر بھی لیجیے

داورِ حشر ہے رحیم آپ کی ذات ہی کریم
مجھ سی ہو جس گھڑی سوال میری خبر بھی لیجیے

سخت ہے نزع کی گھڑی منزلِ گور ہے کڑی
ہے یہی آخری سوال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہین شافعِ امم عام ہے آپ کا کرم
مین ہون بہت شکستہ حال میری خبر بھی لیجیے

سب کی تو لیتے ہین خبر میری طرف نہین نظر
مجکو ہے سخت انفعال میری خبر بھی لیجیے

گم ہین حواس وقت اخیر کہتا ہے بار بار امیر
بے خبری ہے اب کمال میری خبر بھی لیجیے

حشر مین وزنِ عمل کا مجھے کھٹکا کیا ہے
احمدِ پاک ہین پلے تو پرواکیا ہے

آنکھ جب عارضِ روشن کی ثنا کرتی ہے
دل یہ کہتا ہے کہ تونے ابھی دیکھا کیا ہے

بے حجابانہ اٹھا دو رخِ روشن سی نقاب
دل مین جب آئے تو پھر آنکھ سے پردا کیا ہے

میں یہ کہتا ہون کہ پردے مین ہی احمد کے احد
اور یہہ بھی جو نہین ہے تو پھر اچھا کیا ہے

ہند سے مجکو مدینے مین بلالین سرکار
پھر یہہ مین عرض کرون گا کہ تمنا کیا ہے

وجد مین ہے کہ زیارت ہوئی روضے کی نصیب
ٹوٹتا ہے دلِ بیتاب تڑپتا کیا ہے

دیکھ کر کہتے ہیں روضے کی جھلک حور و ملک
فرش پر عرش اُتر آیا ہے یہ نقشا کیا ہے

دیر سے اُمتِ مرحومہ کھڑی روتی ہے
اب شفاعت میں توقف مرے مولا کیا ہے

گرمیِ حسن سے رخسار کی پھیلی ہے مہک
عطر ہے خلد کے پھولوں کا پسینا کیا ہے

ورد اشہد اشہد سے کیے مرے دل کو یہ سمجھاتا ہے
چل مدینے کو چلیں ہند میں رکھا کیا ہے

نقش اُس مُہرِ نبوت کی یہ ہاتھ آئی ہے
پوچھو موسیٰؑ سے حقیقت یدِ بیضا کیا ہے

دلِ حسرت زدہ کو ہے تو یہ حسرت باقی
پوچھ لیں آپ کبھی تیری تمنا کیا ہے

آپ عیسیٰ ہیں میں بیمار جو چاہیں سو کریں
میں سمجھتا نہیں حق میں مرے اچھا کیا ہے

خاص ملبوس اویس قرنیؓ نے پایا
دین اللہ کی ہے اسمیں اجارا کیا ہے

نوکِ مژگانِ محمدؐ کا اگر دھیان نہیں
پھر یہ رہ رہ کے کلیجے میں کھٹکتا کیا ہے

میری شہرت کا سبب مدحِ پیمبر ہے امیر
ورنہ اربابِ سخن میں مرا رتبا کیا ہے

دامن میں ترے گل بھی ہیں جنت کے ثمر بھی
او مالکِ فردوس برین کچھ تو ادھر بھی

اُٹھ جائے کبھی آنکھ ترحم سے ادھر بھی
بسمل نگہِ ناز کا دل بھی ہے جگر بھی

اک خلق ترے فیض سے مقصود کو پہنچی
قربان ترے ایک نگہِ ناز ادھر بھی

پرتو سے ترے نور کے محروم نہ جائے
حاضر ہے تری بزم میں یہ شمعِ سحر بھی

ناسوت سے لاہوت تلک نور ہے تیرا
ہے ایک ہی جلوہ کا اِدھر بھی اُدھر بھی

آرام نہ گھر میں ہے نہ توشہ ہے کمر میں
دشوار اقامت بھی ہے مشکل ہے سفر بھی

ظاہر میں نہ طاقت ہے نہ باطن میں ہے قوت
ٹوٹا ہوا دل بھی ہے شکستہ ہے کمر بھی

ٹکراتا ہوں فرقت میں تری سر جو تڑپ کر
دیوار بھی روتی ہے مرے حال پہ در بھی

فرقت میں تری کب سے ہے برباد مرا دل
آباد کرم سے ترے ہو جائے یہ گھر بھی

ہے چشمِ کرم سب کی طرف ساقیِ کوثر
مشتاق ہے اک جام کا یہ تشنہ جگر بھی

دنیا سے تعلق کو ترا شوق مٹا دے
پھر کیا ہے توجہ کہ اُدھر بھی ہے اُدھر بھی

اک مین ہی نہین چہرۂ پُرنور کے صدقے
خورشید بھی پھرتا ہے ترے گرد قمر بھی

نازک سے بہت نزع کا وقت ای مری مولا
ہے بے خبری لیجیے اب میری خبر بھی

دنیا سے جو مین جاؤن تو یارب صفت روح
کھولے ہوے آغوش ہو فردوس کا در بھی

ہو خاتمہ بالخیر مدینے مین الٰہی
چوکھٹ پہ ترے روضۂ اقدس کی ہو سر بھی

بیچارہ امیر اب ہے ترس کھانے کے قابل
ہے ضعف بصیرت بھی اُسے ضعف بصر بھی

ترا کرم جو شہِ ذی وقار ہو جائے
گدائے خاک نشین تاجدار ہو جائے

ہوائے عشق سے دونی بہار ہو جائے
جگر بھی دل کی طرح داغدار ہو جائے

یہ آرزو ہے کہ ہر عضو عشق احمد مین
تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار ہو جائے

بہت ہی پیاری ہی نوک اُن کی تیر مژگان کی
خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہو جائے

یہان تک اُس گلِ رخسار کا تصور ہو
ہر ایک سانس نسیم بہار ہو جائے

یہ مشتِ خاک بھی مشتاقِ پائمالی ہے
ادھر بھی اک نظر او شہسوار ہو جائے

مری حیات کی کشتی بھنور مین ہے دمِ نزع
لگا دو ہاتھ تو بیڑا یہ پار ہو جائے

بڑے ہے جو رحم ترا سوے اُمتِ عاصی
شریکِ رحمتِ پروردگار ہو جائے

پلا دو خواب ہی مین آ کے شربتِ دیدار
یہ میرا علاج دلِ بیقرار ہو جائے

جو دیکھ پائے گلِ داغہائے عشقِ رسول
گلے کا ہار نسیم بہار ہو جائے

ہزاروں اپنے ہین احسان کہ گرد پھر پھر کر
ہزار جان سے اُمت نثار ہو جائے

ہوا سے عشق کا جھونکا کوئی سے چلے ایسا
کہ کھل کے پھول دلِ داغدار ہو جائے

کرشمے اُس کی کریمی کے دیکھنے ہون اگر
گناہگار ذرا شرمسار ہو جائے

ادب جو روضۂ پُرنور کا اجازت دے
اُتر کے چاند چراغِ مزار ہو جائے

رباعی

ہین زیر مزار خواب راحت مین حضور
اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہہ سر خفی ہے عین اعلان ظہور
فانوس مین شمع ساری محفل مین ہے نور

رباعی

عیش آپ کی الفت مین فراوان پایا
بند آنکھ ہوئی روضۂ رضوان پایا
کیونکر نہ ہمین داغ محبت ہو عزیز
اس پھول کے فیض سے گلستان پایا

رباعی

لکھا ہے مرے سینے کو محبت نامہ
آجائے گا آج کل عنایت نامہ
مرجاؤن اگر مین اس کے آنے تک آہ
رکھ دو وہ مزار مین شہادت نامہ

رباعی

ہے مدحت مرشد ورد زبان خامہ
ہے اوج سے اور اب تو شان خامہ
ہر رگ شجر طور ضیا سے ہو ورق
ہے طور کا شعلہ کہ لسان خامہ

رباعی

اعجاز بھری آنکھون کا جلوہ دیکھون
یا ناز بھرا قامت زیبا دیکھون
سر تا بقدم حسن مین تو یکتا ہے
حیران ہون کہ وہ آنکھو نسی کیا کیا دیکھون

رباعی

اس عشق سے خندان گل امید ہوا
مرقد بھی مجھے روضۂ جاوید ہوا
اللہ رے یاد روے حضرت کا اثر
ہر ذرہ مری خاک کا خورشید ہوا

رباعی

مجرم جو حشر مین پائین گے نبی
لب حرف شفاعت مین ہلائین گے نبی
عاشق کو بھلا سکے [illegible]
بخشا ہے شرف تو بخشوائین گے نبی

رباعی

جاؤن گا مین مجرم جو سوِ باغِ جنان
سب میری طرف دیکھ کے ہون گے حیران
پوچھین گے جو قدسی تو کہے گا رضوان
بھیجا ہوا احمد کا یہہ آیا ہے یہان

رباعی

کیا عشقِ نبی مین ہم نے پا یہ پایا
رحمت کا خطِ جبین کو آیہ پایا
راحت ہوئی مرگ و زندگی مین حاصل
خورشید یہان عدم مین سایہ پایا

رباعی

صد شکر کہ نزع مین بھی آئے حضرت
تشریف جنازے پہ بھی لائے حضرت
محفوظ عذابِ قبر سے ہون مین کہ ہے
تعویذ لحد کا نقش پائے حضرت

رباعی

جاری ہے زبان پہ صفتِ شاہِ اُمم
لکھتا ہے قلم بھی یہی مدحت ہر دم
خالق نے کیا ہے فیضِ حضرت سے مجھے
اقلیمِ سخن مین صاحبِ سیف و قلم

رباعی

مقصود نہین ہے چترِ شاہی میرا
مطلوب نہین ہے کجکلاہی میرا
یا ختمِ رُسُل زبان پہ ہو وقتِ اخیر
ہو خاتمہ بالخیر الٰہی میرا

رباعی

اے راہ روِ مرحلۂ صدق و صفا
یثرب کو روان ہو خواہ سوی بطحا
کعبہ ہے وہی روضۂ حضرت ہو وہی
رستہ ہے ایک کچھ ہو نیچا اونچا

رباعی

اعزازِ مدینہ شرفِ عرش کھلا
دانش کی ترازو مین جو اک دن تولا
پلّہ تو مدینے کا رہا روی زمین
اور پلّہ عرش آسمان سے اونچا

رباعی

مجرم ہون گنہگار ہون خاطی ہون
کس منھ سے کہے امیر مین ناجی ہون
ہان ایک خیال ہے کہ خالق ہے کریم
تم شافعِ عاصیان ہو مین عاصی ہون

ترجیع بند بطورِ مناجات بحضرتِ سرورِ کائنات علیہ التحیہ والصلوٰۃ

فکرِ بلند و قسمت کوتاہ المدد
منزل کڑی ہین نا بلدِ راہ المدد
غولون کا خوف راہ مین جانکاہ المدد
خس پوش ہے ہر ایک قدم چاہ المدد

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

لٹکا ہوا ہون چاہ مین ہین مورد بلا
اک رشتہ خام ہے وہ رسن جسمین ہون بندھا
کھولے ہے چاہ مین دہن حرص اژدہا
جلاد تیغ کھینچے لبِ چاہ ہے کھڑا

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بدلی کبھی چھٹی جو الم کی تو پھر گھری
سیدھی ابھی ہوئی تھی نہ قسمت کہ پھر پھری
چکر دیے ہے بھنور نے جو کشتی مری تری
پایا جو امن سیل سے برقِ بلا گری

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بیدار ہو کے خواب سے ہر ایک صبحگاہ
ہوتے ہین مہر سے دیدہ و دل مائلِ گناہ
شامت سے نفسِ شوم کرون ہو شب سیاہ
ہر وقت وسوسے ہین شیاطین کی سنگ راہ

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

خالی شر و فساد سے نیت بخیر ہے
رہتا ہون تکبیر مین کہ دور اہی کی سیر ہے

سائل خدا سے دل سوا امدادِ غیر ہے　　منہ کعبے کی طرف تو نگہ سوئے دیر ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

عارض وہ عارضہ کہ امیدِ شفا نہین　　وہ درد لا دوا ہے کہ جسکی دوا نہین
درپیش راہِ سخت کوئی رہنما نہین　　منجدھار مین سفینہ ہے اور ناخدا نہین

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

پھولون سے دور خار سے دامن قریب ہے　　بے بال و پر ہون دام مین گلشن قریب ہے
منزل بہت بعید ہے رہزن قریب ہے　　جلاد سر پہ تیغ سے گردن قریب ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

باغِ جہان کا اور سے کچھ اور رنگ ہے　　ہر موجۂ نسیم بہاری خدنگ ہے
دل باغبان کا غنچے کے مانند تنگ ہے　　بلبل کو آشیان نہین کامِ نہنگ ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ابرِ سیہ سے سارا زمانہ سیاہ ہے　　بجلی وہ کوندتی ہے کہ خیرہ نگاہ ہے
اس مین یہ دل مسافرِ گم کردہ راہ ہے　　آندھی مین پڑ کے صورتِ طائر تباہ ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ایسا تھکا کہ اب نہین چلنے کا حوصلہ　　مدت ہوئی کہ چھوٹ گیا مجھ سے قافلہ
لنگر ہے پیر سے پاؤن مین پڑ کے ہر آبلہ　　پیادو لپیٹ لپٹ کے پہنا ہے سلسلہ

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

دریا کا ہو ارادہ تو خوفِ نہنگ ہے
گلشن مین شاخین تیر ہین غنچہ تفنگ ہے
صحرا مین مجکو دہشتِ گرگ و پلنگ ہے
چلنا پہاڑ پر مری چھاتی پہ سنگ ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مانگون دعا جو ابر کی تو تیر برس پڑین
پیکانِ نجوم سکے مرے سر پر برس پڑین
شاخون سے پھول چاہون تو اخگر برس پڑین
دیکھون جو ماہِ نو کو تو خنجر برس پڑین

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہو جل سکے خاک ہاتھ لگاؤن جو زر کو مین
حنظل صفت ہو تلخ جو چھوؤن جس شکر کو مین
قطرہ بنے پگھل کے جو دیکھون گہر کو مین
دون داغ اک نگاہ مین شمس و قمر کو مین

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہے شغلِ اشکِ گرم کا یا آہِ سرد کا
بلوہ ہے لشکرِ غم و اندوہ و درد کا
مہرِ فلک ہے عکس مرے روے زرد کا
گھر ہو گیا مرا مجھے میدان نبرد کا

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت مین ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مین اور ملکِ ہند مین در در پھرون خراب
دے دورِ آسمان مجھے چکر پھرون خراب
کاسہ لیے گدائی کا گھر گھر پھرون خراب
حامی ہو تم سا اور مین مضطر پھرون خراب

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد

آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

اٹھا وہ دل میں درد کہ بجلی چمک گئی
نکلی جو آہ دل سے مرے تا فلک گئی
ٹپکا لہو مژہ سے کہ رینی ٹپک گئی
فریاد کرتے کرتے زبان میری تھک گئی

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

الٹا ہوا ہے دم کہ دم احتضار ہے
آنسو رواں ہیں سینے میں دل بیقرار ہے
کس کشمکش میں آج مری جان زار ہے
آنکھیں پھری ہوئی ہیں دموں کا شمار ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

تنہا نئے مکان میں مجھے بخت لائے ہیں
دونوں کنارے قبر کے پہلو دبائے ہیں
سہمے کھڑے ہوئے ہیں جو اپنے پرائے ہیں
دہشت کا ہے مقام نکیرین آئے ہیں

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

گرمی وہ آفتاب قیامت کی شعلہ بار
بہتا ہے دل ادھر غم میزان سے سنگسار
رعشہ بدن میں دہشت عصیان سے بار بار
کھینچے ہوئے صراط ادھر تیغ آبدار

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

لغزش قدم میں دوری منزل کا سامنا
محشر میں ہر قدم پہ ہے مشکل کا سامنا
تن رعشہ دار طوق و سلاسل کا سامنا
میں اک مجرم اور حکم عادل کا سامنا

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

حامی ہو تم شفیع ہو تم مقتدا ہو تم — یاور ہو تم کریم ہو تم پیشوا ہو تم
مختار کل ہو مالکِ روزِ جزا ہو تم — رحمت کا ہے مقام کہ خاصِ خدا ہو تم

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

محشر کے دن عذابِ خدا سے بچائیے — جنت دلائیے مجھے جنت دلائیے
دنیا میں جب تلک میں رہوں کام آئیے — دل لوٹتا ہے روضے پہ مجکو بلائیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

ناشاد ہو رہا ہوں مجھے شاد کیجیے — ویران ہے ملکِ دل اسے آباد کیجیے
کیونکر کہوں نہ آپ سے امداد کیجیے — ایسا سخی ہے کون یہہ ارشاد کیجیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

دنیا میں آسرا ہے تمہارا امیر کو — عقبے میں بھی یہی ہے سہارا امیر کو
بس ہے تمہارا ایک اشارا امیر کو — محبوبِ حق بچاؤ خدارا امیر کو

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

ترجیع بند

پایا ہے کمال آپ سے عالی نسبی نے — پایا ہے جمال آپ سے والا حسبی نے
معراج میں دکھلائی چمک خوش لقبی نے — خالق سے کہا شوق میں ہر ایک نبی نے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ممکن نہین تعریف شہ جن و بشر کی
رونق ہے اسی نور سے اللہ کے گھر کی
اس نام سے قوت ہے دل و جان و جگر کی
جبریل علیہ السلام بھی کہہ اُٹھے جو سدرہ سے نظر کی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بخت اویس قرنیؓ مین تھی رسائی
تصویر یہ جو نقاش ازل نے وہ دکھائی
صدقے اُس پہ فدا جس پہ تصدق تھی خدائی
بے ساختہ یہ بات لب شوق پر آئی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اللہ کا محبوب ہے محبوب ہمارا
قدسی بھی سر عرش جو کرتے ہین نظارا
جو حسن ہین سب حضرت یوسفؑ سے بھی پیارا
ہر ایک یہ ہر ایک سے کرتا ہے اشارا

دل کو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

سر تا بقدم حسن خدا ساز تو دیکھو
اللہ بھی ہے شیفتہ یہ ناز تو دیکھو
دل پستے ہین حورون کے یہ انداز تو دیکھو
اس نرگس مستانہ کا اعجاز تو دیکھو

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بانکا عمامہ سر اقدس پہ بندھا ہے
سے دامن رحمت جو سر دوش روا ہے
کیسی تن پر نور پہ پُر نور قبا ہے
یہ ماہ لقا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

موسیٰؑ ہین اگر جلوۂ رخسار پہ صدقے
عیسیٰؑ ہین لب لعل شکر بار پہ صدقے

ہین کیون نہ ہون پھر سید ابرار پہ صدقے
رفتار پہ قربان تو گفتار کے صدقے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا سرمہ بھری آنکھین ہین پا سرمہ لگائے
ہمدرد ہون مین آ کے مرا درد بٹائے
آہو سے حرم سے کہو نظارے کو آئے
مین اُس سے کہون وہ مجھے یہ کہہ کر سنائے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

حورون مین ہے یہ شرم نہ پریون مین یہ شوخی
شرمائے نہ کیون دیکھ کے رخسارون کو تجلی
اُس ناز اِس انداز کی چتون نہین دیکھی
وہ نار ہے یہ نورِ خدا کی ہے تجلّی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ذرّے ہین نثار رخِ پُر نور سے خورشید درخشان
مُردے لبِ جان بخش مسیحا پہ ہین قربان
وصلِ مہِ تابان کا چکورون کو ہے ارمان
عاشق کوئی یوسفؑ پہ کوئی مورِ سلیمانؑ

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جب عرصۂ محشر مین بہم خلق ہو ساری
ہے میری دعا یہ کہ حبیب آئے مری باری
اور آئے شفاعت کو محمدؐ کی سواری
اُس وقت زبان پر مری یہ شعر ہو جاری

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہے عام نگاہِ کرم و مہر و عنایت
بے شبہہ کہ یہ ذات ہے اللہ کی رحمت
دشمن پہ بھی ہے لطف یہ ہے خُلق کی عادت
سیرت کہین اس طرح کی دیکھی ہے نہ صورت

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کے دکھائے در و دیوار — گرد اس کے پھرون مین صفتِ حلقۂ پرکار
رگڑون درِ دولت پہ جبین شوق سے ہر بار — پوچھین جو مجاور تو کرون ان سے یہ اظہار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اب زیست ہو جب تک یہی میرا ہے ٹھکانا — بیٹھا ہون مین جم کر کہین آنا ہے نہ جانا
دولت ہے یہ میری یہی میرا ہے خزانا — جاؤن نہ کسی طرح بلاسے جو زمانا

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پابند رہون سلسلۂ زلفِ رسا مین — دل آئینہ ہو انجمنِ صدق و صفا مین
دیکھون رخِ توحید کو چہرے کی ضیا مین — یہہ زمزمے کرتا رہون درگاہِ خدا مین

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جس دن کہ امیر آسئے نظر صبح قیامت — دیدار خدا کا ہو محمد کی شفاعت
پوچھین جو ملک مجھ سے کہ تو کسکی ہے امت — حسرت سے کہون دیکھ کے مین جانب حضرت

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ترجیع بند

بزم ہے میلاد کی ہے ذکرِ خیر المرسلین — مثل جسکا دونون عالم مین نہین کوئی کہین
خاص محبوبِ خدا شاہنشہِ دنیا و دین — ہو متو ہشیار ہو یہ وقتِ خاموشی نہین

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

ہے شب معراج شاہ اولین و آخرین
سجدہ ہائے شکر میں رضوان رگڑتا ہے جبین

ہر فلک ہے مست محو ناز ہی عرش بریں
زمزمے فردوس میں کرتی ہیں یہ حوران عین

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

جلوہ گر ہوتے ہیں اس محفل میں وہ عالیجناب
بھیجتا ہے جو سلام آپ اسکو دیتے ہیں جواب

صف بصف جن و ملک آتے ہیں ہمراہ رکاب
اور جو پڑھتا ہے درود اسکو تو بیحد ہے ثواب

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

مجلس میلاد میں ہے ذکر اوصاف جمیل
مومنو یہ بخشش عصیان کی اچھی ہے سبیل

لاتے تھے پیہم سلام حق تعالیٰ جبرئیل
چپ رہے جو نام حضرت پر بڑا ہے وہ بخیل

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

مظہر رحمت ہے وہ ذات مقدس بیگمان
حامی روز جزا ہے بادشاہ انس و جان

ہے انھی کے فضل سے قائم زمین و آسمان
ہم ہوں یا تم سب ہیں عاصی وہ شفیع عاصیان

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

غنچے ہیں محو تبسم پھول ہیں سب خندہ زن
یاسمن سے یاسمین اور یاسمین ہی یاسمن

کیا خوشی ہے آج کی شب بستہ ہی سارا چمن
بازبان حال ہر دم کہہ رہی ہے یہ سخن

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین

مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

انجمن ہوگی چمن بادِ بہاری آتی ہے — اُمتِ مرحومہ کی بخشش کی باری آتی ہے
دَور اور ن کا گیا باری تمہاری آتی ہے — ہوش میں آجاؤ حضرت کی سواری آتی ہے

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

خلق پر ایسا پسی بڑھ کر ہین حضرت مہربان — دستگیر بیکسان ہین چارۂ بیچارگان
یہہ مروت یہہ ترحم دوسرے مین ہی کہان — چاہیے تم کو بھی شکرِ لطف وجود و امتنان

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

تا کجا طول اب تمامی پر ہی نظمِ دلپذیر — جمع ہین جتنے یہان روشن دل و روشن ضمیر
دست بستہ سب کی خدمت مین ہی یہ عرضِ امیر — سب پڑھو اس وقت پڑھنا باعثِ اجرِ کثیر

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفٰے ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مخمس در نعت بر غزل خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمہ

میگساران نبی نعرۂ مستانہ زدند — طعنہ ار بے خردی مردم بیگانہ زدند
گفت جبریلؑ کہ این زمزمہ جانانہ زدند — دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند

گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

نور ذات اس کا کہ تھا پردہ نشینِ لاہوت — ایک مدت وہ رہا رونقِ بزمِ جبروت
جب ہوا بڑھ کر وہان سے مے جامِ ناسوت — ساکنانِ حرمِ ستر و عفافِ ملکوت

با منِ راہ نشین سا غرِ مستانہ زدند

عشقِ محبوبِ خدا کا ہے خدا کی تائید — لمعۂ طور کی ہر چشم نہین لائقِ دید

مجکو اِس گنج کی اللہ نے بخشی ہی کلید — آسمان بارِ امانت نتواست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

قولِ سلطانِ رسالت سے ہین واقف کہ وہ — ایک فرقہ ہے بہتّر مین فقط قابلِ رہ
وا ہوئی ناخنِ عشاق سے محکم یہ گرہ — جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون نہ دیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

نہ کہین دل تھا کہین پہلے پڑا تھا یہ فساد — اتفاق اِس پہ ہوا اب کہ یہ ہے عین مراد
کہ فقط بہرِ نبی ہین یہ دو عالم ایجاد — شکرِ ایزد کہ میانِ من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغرِ شکرانہ زدند

بوالہوس انجمنِ عشقِ مجازی مین ہون جمع — ہم ہین شیدائے نبی صاحبِ تاثیر ہین مع
کب ہے سر برق مین جو برقِ تجلی مین ہی لمع — آتش این نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ در خرمنِ پروانہ زدند

کب امیر اِس نے کہی شعر سبک درجِ کتاب — مدح خوانِ احمدِ مرسل کا رہا بہرِ ثواب
کہون نہ قائل ہون کہ ایسا ہی کچھ اپنا بھی حساب — کس چو حافظ نہ شود از سرِ اندیشہ نقاب
تا سرِ زلفِ عروسانِ سخن شانہ زدند

مخمس دیگر در نعتِ سرورِ کائنات علیہ و آلہ الصلوٰۃ بر غزلِ حافظ شیرازی رح

گوش کن گوش کہ بانگِ جرس مے آید — از پے دادرسی دادرسے مے آید
بہرِ جان بخشیت آمادہ بسے مے آید — مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید
کہ ز انفاسِ خوشش بوئے کسے مے آید

تا بکے آہ و فغان تا بکجا جوش و خروش — صبر کر صبر بڑا صبر کا ثمرہ ہے خموش
حال سن مجھسے کہ تسکین ہو تجھکو مے ہوش — از غم و درد مکن نالہ و فریاد کہ دوش
دیدہ ام فالِ فرخ و فریادرسے مے آید

ہیں جگر سوختۂ عشقِ نبی پانچ نہ دس — کون اس سوزشِ قلبی سے نہیں گرمِ نفس
مجھ سے بہتیرے ہیں اس داغ کی جنکو ہے ہوس — ز آتشِ وادیِ ایمن نہ منم خرم و بس

موسیٰ ازین جا بامیدِ قبسے مے آید

عرش سے بڑھ کے جولی ختمِ رسل نے رہِ راست — رہے حیران ملک بات ہے یہ بی کم و کاست
کہا جبریل نے عیسیٰ سے یہ چسپیدہ درخواست — کس ندانست کہ منزل گہِ مقصود کجاست

این قدر ہست کہ بانگِ جرسے مے آید

انبیا جن و ملک سب ہیں ہمارے ہیں باہم — نسلِ آدم سے بھی ہیں اہلِ عرب اہلِ عجم
یا نبی سب پہ ہے لازم نظرِ فیضِ شیم — جنبشِ عمدہ کہ بہ میخانۂ اربابِ کرم

ہر حریفے زپے ملتمسے مے آید

سٹ گئی شوقِ زیارت میں ملا گور و کفن — ہو گیا پر نہ گیا شغلِ فغان و شیون
اب جو پوچھے کوئی اس سے تو کرے یاسِ سخن — خبرِ بلبلِ این باغ مپرسید کہ من

نالۂ مے شنوم کز قفسے مے آید

مرحبا عشقِ محمد نے کیا یہ شکستہ — تن میں ہی طاقتِ برخاستہ نہ یارائے نشستہ
اے صبا بہرِ خدا تو ہے احباب پرستہ — دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمارِ غم است

گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے مے آید

لطف معشوق کا عشاق پہ ہوتا ہے کہان — خاصّہ ہے یہ محمد کا فدا ہوں دل و جان
مہربان مثلِ امیر اس پہ بھی ہیں شاہِ زمان — یار دارد سرِ صیدِ دلِ حسا قطبیاران

شاہبازے بشکارِ مگسے مے آید

تضمین کلامِ جامی علیہ الرحمہ در نعتِ نبوی ؐ

رو بدرگاہِ تو اے عالم پناہ آوردہ ام — چون خطِ اعمالِ خود روئے سیاہ آوردہ ام
چشمِ شرم آلود و قلبِ عذرخواہ آوردہ ام — یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام

بردرت این بار با پشتِ دوتاہ آوردہ ام

نورِ رحمت سے ہوئی شام ایک عالم کی سحر ۔۔۔ ساری ظلمت دور ہو جائے ادھر بھی اک نظر
پیرِ عاصی ہوں ترحم چاہیے اس ضعف پر ۔۔۔ چشمِ رحمت برکشا موے سفیدم من نگر

گرچہ از شرمندگی روے سیاہ آوردہ ام

دور ہو نزدیک ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو ۔۔۔ پرورش منظور ہے رحمت سے سب کی آپ کو
کیا کروں ظاہر رفاقت یہ سخن ہے گو مگو ۔۔۔ آن نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو

ہستم آن گمرہ کہ اکنون رو براہ آوردہ ام

قلبِ محزون چشمِ پرخون اشکِ گرم و آہِ سرد ۔۔۔ سینۂ مجروح دوست رعشہ دار و روے زرد
تیرگیِ غم پریشانیِ دل مانند گرد ۔۔۔ عجز بے خویشی و درویشی و دلریشی و درد

این ہمہ بر دعویِ عشقت گواہ آوردہ ام

آسمان برگشتہ میرے خون کی پیاسی زمین ۔۔۔ حرصِ دولت حرصِ زر باندھی ہوئی شمشیرِ کین
دیدۂ دل مائلِ حسنِ بتانِ نازنین ۔۔۔ دیو رہزن در کمین نفس و ہوا اعداے دین

زین ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

منفعل ہوں منفعل ہوں منفعل ہوں یا شہا ۔۔۔ لاتعد عصیان معائب ہیں مرے بے انتہا
عذر بدتر جرم سے پر کیا کہوں اس کے سوا ۔۔۔ گرچہ روے معذرت نگذاشت گستاخی مرا

کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

کیا کہے تم سے امیر تشنۂ میدانِ طبع ۔۔۔ جز متاعِ جرم کیا ہے مایۂ دکانِ طبع
مدتوں مانندِ جامی ہو کے سرگردانِ طبع ۔۔۔ بستہ ام بر یکدگر نخلے ز خارستانِ طبع

سوے فردوس برین دستے گیاہ آوردہ ام

دیگر مخمس بطور ترجیع بند

حقا قسیم کوثر و نار و جنان ہے تو ۔۔۔ مقصود آفرینشِ کون و مکان[illegible]

مسند نشین انجمن کن فکان ہے تو	مہر قبول و خاتم پیغمبران ہے تو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مشہور ہے جو عرش جلوخانہ ہے ترا	کہتے ہین لامکان جسے کاشانہ ہے ترا
جو ہے پری جمال وہ دیوانہ ہے ترا	سدرہ پہ جبرئیل بھی پروانہ ہے ترا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خلقت ہے تیری ہاتھ قضا تیری ہاتھ ہے	مختار تو خدا کی رضا تیرے ہاتھ ہے
آفاق کی فنا و بقا تیری ہاتھ ہے	سب کارگاہ صنع خدا تیرے ہاتھ ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید و ماہ خلق ہوے تیرے نور سے	کونین کا ظہور ہے تیرے ظہور سے
قبل آفرینش ملک و جن و حور سے	آیا ہے تو زمین پہ بڑی راہ دور سے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جلوہ ترا اتھا طور پہ جو آشکار تھا	موسے ترے نظارے کا امیدوار تھا
جس باغ مین خلیل تھے تو آبیار تھا	بیڑا تجھی سے نوح کا طوفان مین پار تھا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید جس کو کہتے ہین وہ سایہ ہے ترا	نہ آسمان کہ منبر نہ پایہ ہے ترا
اور لیس کا کہان ہے جو پیرایہ ہے ترا	قرآن و آل خلق مین سرمایہ ہے ترا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جتنے ہین پہلوان وہ تہ دست برو ہین	شیرون سے بھی جری ترے لشکر کی گرد ہین
تو صاف اور اہل صفا مثل درد ہین	جتنے بزرگ ہین وہ ترے آگے خرد ہین

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

چشم کفر مین جو تہمتن کٹہ کی کرے	قسمت کو رو رہے ہین وہ اپنی پڑی پڑے

گاڑا ہے سرکشوں کو زمیں میں کھڑے کھڑے
چھوٹوں سے چھوٹے ہیں ترے آگے بڑی بڑے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو پہلے خلق بعد ترے انبیا ہوے
جو انبیا کے بعد ہوے اولیا ہوے
جو اولیا کے بعد ہوے اتقیا ہوے
ان سب کو تھی تیری بدولت عطا ہوے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیکھا جو چشم غور سے اے فخر کائنات
امکان کا وجوب کا مجمع ہے تیری ذات
تجھ میں ہیں وہ صفات جو خالق میں ہیں جہات
مدحت میں تیری اور تو بنتی نہیں ہے بات

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیری طرف رجوع نہیں کس رسول کی
الفت تری کلید ہے باب قبول کی
راحت رسان ہے ذات تری ہر ملول کی
حاجت نہیں ہے کچھ تری مدحت میں طول کی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیوان کائنات میں تو انتخاب ہے
تجھ سا کہاں پیمبر صاحب کتاب ہے
ہر چند نعت حمد صفت بے حساب ہے
پر مختصر سی بات یہہ لب لباب ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تعریف کا امیر کہاں اختتام ہے
جتنا کوئی بیان کرے ناتمام ہے
پیش نظر جو تربت خیر الانام ہے
ہر بار اپنے دل کا یہہ تکیہ کلام ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تضمین شعر صائب

ہوئی جب آپ کے یاروں کو پیشتر سے خبر
کہ ہونگے راہی معراج شاہ جن و بشر
کیا سوال کہ ہم بھی ہوں ہمرکاب سفر
دیا جواب کہ رو اس شرف سے قطع نظر

اگرچہ خوش نہ بود سیر بوستان تنہا

گرفته ایم اجازت زباغبان تنها

تضمین شعر سعدی علیه الرحمه

حصل الشفا بخیاله نصبت لواء نواله	وصل الاسی بوصاله حمدت جمیع فعاله	قد بت عیون مقاله شرفت الذری بظلاله	عظمت شیون جلاله سمک السما بنعاله	؎ حاصل شد شفا مقصود از آن حضرت ؎ بیرسید درمان بسبب آن حضرت ؎ شیم این است چشمهاسے آن حضرت ؎ بزرگ است شانهاسے جلال آن حضرت
	بلغ العلی بکماله حسنت جمیع خصاله	کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله		
گہر محیط عطاے رب گل باغ نشو و نماے رب	قمر سماے سخاے رب نگه آشناے اداے رب	شجر ریاض رضاے رب بکمال شوق لقاے رب	ثمر نہال ولاے رب وہ ہماے اوج ہواے رب	؎ قائم کرده شد علم عطاسے آن حضرت
	بلغ العلی بکماله حسنت جمیع خصاله	کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله		؎ محمود است جمله کارهاسے آن حضرت
شب جشن خالق بحر و بر چمن جنان کے کھلے تھے در	جو طلب ہوئی تو بندھی کمر لگے جھومنے شجر و ثمر	صف انبیا تھی ادھر ادھر ہوئے جبرئیل جو راہبر	وہ نجوم میں صفت قمر تو سوار ہوکے براق پر	
	بلغ العلی بکماله حسنت جمیع خصاله	کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله		؎ بزرگی یافته زمین بابرکت پرتو آن حضرت
جو ادھر سے شوق لقا ہوا الف ایک تھا نہ دوتا ہوا	تو ادھر سے شوق سوا ہوا تھا اگرچہ حد سے بڑھا ہوا	جو حباب بن کے جدا ہوا نہ کرو گمان کہ کیا ہوا	وہی قطرہ عین بقا ہوا سر عرش ہے یہ لکھا ہوا	؎ بلند شد آسمان بسبب کفش پاسے آن حضرت ۱۲
	بلغ العلی بکماله حسنت جمیع خصاله	کشف الدجی بجماله صلوا علیه وآله		
کبھی کعبے شاہ زمان گئے سر ہفت چرخ روان گئے	سو چار سمت جہان گئے پے سیر ہشت جنان گئے	غرض اس سفر میں جہاں گئے جو وہاں سے بڑھ کے رواں گئے	ملک و نبی بھی وہاں گئے رہے دنگ سب کہ کہاں گئے	
	بلغ العلی بکماله	کشف الدجی بجماله		

	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ	
ہوئی آپ داخلِ بزم ہو رہی سب کی کانوں کو آرزو	وہ چمن کہ رنگ وہاں نہ بو نہ سُنی کسی زوہ گفتگو	نبی وملائک نیک خو جو پھرے وہاں سے وہ سرخرو	رہے آستانے پہ سر فرو یہی غلغلہ تھا ہر ایک سو
	بلغ العلی بکمالہ حسنت جمیع خصالہ	کشف الدجی بجمالہ صلوا علیہ وآلہ	
کیسے خلق حق نے جو انبیا نہ خلیل کا ہے چمن چھپا	انہیں ایک ایک شرف ملا نہ نہان ہے دنبہ ذبیح کا	جو کلیم کو ید بیضا مگر ان میں خاص ہیں مصطفیٰ	تو مسیح کو دمِ جان فزا کہ خدا نے آپ بلا لیا
	بلغ العلی بکمالہ حسنت جمیع خصالہ	کشف الدجی بجمالہ صلوا علیہ وآلہ	
وہ نسیم گلشنِ کن فکان وہ ہما سے فرقِ پیمبران	وہ شمیم روضہ جاودان وہ مسافرِ لامکان	وہ قمر خدیم فلک آستان وہ ضیائے دیدہ قدسیان	وہ قضا علم وہ قدر نشان جو چلا کہاں سے گیا کہاں
	بلغ العلی بکمالہ حسنت جمیع خصالہ	کشف الدجی بجمالہ صلوا علیہ وآلہ	
وہی ختمِ صنعِ الہ ہے وہی جن وانس کا شاہ ہے	وہی اُمتوں کی پناہ ہے وہی خضرِ راہِ رفاہ ہے	وہی شاہ نجم سپاہ ہے بہت اُنکی شوکت و جاہ ہے	وہی فرقِ دین پہ کلاہ ہے یہ صفت شرف پہ گواہ ہے
	بلغ العلی بکمالہ حسنت جمیع خصالہ	کشف الدجی بجمالہ صلوا علیہ وآلہ	
یہ جہان دیار اُسی کا ہے قدم استوار اُسی کا ہے	وہ جہان حصار اُسی کا ہے علم افتخار اُسی کا ہے	اِدھر اختیار اُسی کا ہے کرم اشتہار اُسی کا ہے	اُدھر اقتدار اُسی کا ہے شرف آشکار اُسی کا ہے
	بلغ العلی بکمالہ حسنت جمیع خصالہ	کشف الدجی بجمالہ صلوا علیہ وآلہ	

وہی نو بہارِ ریاضِ دین
یہ انبیا مین دُرِ ثمین
وہی ثمرہ شجرِ یقین
دمِ حشر شافعِ مذنبین
جو ولی ہین اُنکی ہین خوشہ چین
فلک آستان وہ سرزمین
جو نبی ہین اُنکو وہ ہین مُعین
سرِ عرش جاکے ہوئی مکین

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

مسِ قلب اُسیِ طلا کرو
یہی نام مُنھ سے لیا کرو
سبھ آیئنے جِلا کرو
یہی وردِ صبح و مسا کرو
دل و جان کو صرفِ ولا کرو
جو زبان سے ہے تو ثنا کرو
کہ ولاے خاصِ خدا کرو
یہی منبرون پہ پڑھا کرو

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

ترجیع بند قابلِ پیش خوانی در محفلِ میلادِ شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کرد و جسبر یہ محفلِ میلادِ شاہ ہے
اُمت سے چلے رسول کی یہ جلوہ گاہ ہے
یان آمدِ جنابِ رسالت پناہ ہے
سیدھی یہی بہشت مین جانے کی راہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

جو عاشقانِ صورتِ خیر الانام ہین
جو دُور ہا سے مہرِ فلک احترام ہین
جو طالبانِ جلوۂ ماہِ تمام ہین
آئین کہ دَور مین مئے اُلفت کے جام ہین

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

در ہین کشادہ رحمتِ ربِّ کریم کے
خلعت بٹین گے لطفِ خدای رحیم کے
ہین جلوہ بار باغ [illegible]
تقسیم ہون گے [illegible]
[illegible] نسیم کے
[illegible] عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

آراستہ مکان سے جلوسِ شہانہ ہے — رحمت سے فرشِ ظلِّ خدا شامیانہ ہے
سامان نئے نئے ہیں نیا کارخانہ ہے — مسند بچھی ہے آمدِ شاہِ زمانہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

کیا بزم ہے کہ بزم نشیں ہیں فرشتہ وش — ہوں گرم اہتمام ہیں اس پر کلیمؑ غش
گرمی جو ہو ذرا دمِ عیسیٰؑ ہو بادکش — پانی پلائیں خضرؑ دمِ شدتِ عطش

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

آتے جو آنے والوں کو پاتے ہیں جبرئیلؑ — خود جا کے در تلک انہیں لاتے ہیں جبرئیلؑ
رتبہ برتبہ سب کو بٹھاتے ہیں جبرئیلؑ — موقع سے کیا صفوں کو جماتے ہیں جبرئیلؑ

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

اس بزم کی جو مشرق و مغرب میں ہے خبر — ارواحِ انبیائے سلف کا ہے یاں گذر
الیاسؑ بر سے بحر سے خضرؑ آئے ہیں ادھر — رونق فزا ہیں چرخ سے عیسیٰؑ زمین پر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

آئیں شتاب یوسفِؑ کنعاں کو دو خبر — محفل میں ہوں شریک سلیماںؑ کو دو خبر
یعقوبؑ و نوحؑ و آدمؑ ذیشاں کو دو خبر — تشریف لائیں موسیٰ عمراں کو دو خبر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

جن کوہِ قاف سے تو جہاں سے ملک چلے — آنکھوں سے انجم و مہ و مہر و فلک چلے

بحرِ رواں سے مردمِ آبی تلک سے چلے
جتنے تھے وحش و طیر وہ سب شترک چلے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

اِس بزم میں جو شوق سے آئیں خوشا نصیب
کانوں کو پردۂ در سے لگائیں خوشا نصیب
خاموش بیٹھیں سر نہ ہلائیں خوشا نصیب
اعجازِ حسن کا لطف اُٹھائیں خوشا نصیب

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

لو آمدِ حبیبِ خدائے قدیر ہے
آتا ہے آج وہ جو بشیر و نذیر ہے
آتا ہے وہ جو صاحبِ تاج و سریر ہے
رونق فزا ہے خلق کا جو دستگیر ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

ہر دم جو ازدحامِ خلائق دو چند ہے
بس کر امیر ختم سخن دل پسند ہے
اُس کا سلام ہوگا جو اقبال مند ہے
مولو د آگئے ہوگا یہ ہم ترجیع بند ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

ترجیع بند در نعت

اے ختمِ رسل حبیبِ داور
مختارِ جہان شفیعِ محشر
تیرے لیے ہے بنائے جنت
بخشا تجھے حق نے حوضِ کوثر
اُمّی لقب و صحیفۂ دل
مجموعۂ صد ہزار دفتر
انگشت وہ تیغ تیز جس سے
دو ٹکڑے ہوا قمر برابر
اوّل ہوئی تیری خلقتِ نور
آخر میں ہوا ظہور اطہر

تو خلق ہوا تو سب ہوئے خلق / افلاک و زمین ہفت اختر
ممتاز ہوئے ترے سبب سے / تجھ سے صاحب عزم جو پیمبر
مشتاق ترا ہے سب زمانہ / محکوم ترے ہین ہفت کشور
مین بھی ہون اویسؓ کی طرح سے / وابستۂ گیسوے معنبر

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

آدمؑ کا یہہ قول ہے مین کیا ہون / اک لمعۂ نور مصطفی ہون
کہتے ہین یہہ نوحؑ مالک احمد / کشتی کا مین ایک ناخدا ہون
ثابت قدم اس سخن مین ہین خضرؑ / حضرت کے سبب مین رہنما ہون
ہے ناز خلیلؑ کو بھی اسپر / گلچین ریاض اقتدا ہون
فخریہ ہے یہہ کلام یوسفؑ / مین بندۂ ختم انبیا ہون
کہتے ہین یہہ تخت پر سلیمانؑ / مین بھی تہ سایۂ لوا ہون
فرماتے ہین یہہ جناب موسیٰؑ / دربان ہون کہ صاحب عصا ہون
یہہ لوگ تو کیا خدا کا ہے قول / محبوب کا طالب رضا ہون
شاہا ہے یہہ بات عقل سے دور / یہ سب تجھے چاہین مین نہ چاہون

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

پیدا ہوا قبل نور تیرا / آخر مین ہوا ظہور تیرا
ہین پانچ اصول پنج نوبت / آوازہ ہے دور دور تیرا
انسان تو کیا کہ لاے ایمان / سنگ و شجر و طیور تیرا
ہے جلوہ نما تجلی حق / روشن ہے کہ کوہ طور تیرا

داؤدؑ سے تو کہیں ہے افضل
قرآن سے ہے بہا از زبور تیرا

ہر نقشِ قدم ہے وقتِ رفتار
غیرتِ دہ روئے حور تیرا

روشن ہی وہ کہکشاں ہی بڑھکر
جس راہ سے ہے مرور تیرا

بیتاب ہے یا رسولِ اکرم
یہ عاشقِ ناصبور تیرا

آنکھیں دیدار کو ترستیں
ہو جلوہ نما جو نور تیرا

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

محبوبِ خدا ترا لقب ہے
تو عمدۂ بارگاہِ رب ہے

موسیٰؑ عیسیٰؑ خضرؑ سلیمانؑ
تیری سی صفت کسی میں کب ہے

جو اہلِ صفا کا ہے مرقع
نقشہ ترا اس میں منتخب ہے

کیا رات کو روشنی کی حاجت
رخسار چراغِ وقتِ شب ہے

حقا کہ تری ولا ہے کاکل
عالم کی نجات کا سبب ہے

تا سدِ خدا اسیر ہے تیری
کیا تیغِ عنادِ بولہب ہے

روشن ہے وہ خاتمِ نبوت
مہرِ عجم و مہِ عرب ہے

جبریلؑ براق لاکے بولے
یا ختمِ رسل چلو طلب ہے

بولا یہ براق بھی ہو راکب
مشتاقِ لقا جنابِ رب ہے

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

راہی ہوئے سرورِ دو عالم
خورشید علم ستارہ پرچم

جبریلؑ رکاب میں شتابان
دو چند ازین مرکبِ صبادم

آئے سوئے کعبۂ قبلۂ دین
دونی ہوئی آبروئے زمزم

کعبے سے جو بڑھ چلی سواری
دیکھی جب دور سے سواری
وہ پیش نماز مقتدی سب
اُس جا سے کیا جو قصدِ افلاک
کرسی پہ گئے جنابِ والا
پہنچے جو قریبِ عرش حضرت

اُس قصے میں تھے انبیا فراہم
تسلیم کو گردنیں ہوئیں خم
یعقوب خلیل و نوح و آدم
پایا انھوں نے فیضِ مقدم
بولے ملک آج خوش ہوئے ہم
آئی یہ صدا سے عرشِ اعظم

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

دعوت میں عجیب رتبہ پایا
کیا بزم تھی بزمِ لامکانی
بیگانہ دوئی سے بزمِ وحدت
چیدہ جو ہوا طعامِ دعوت
طعمِ نمکین و اکلِ شیرین
بے فاصلہ میزبان و مہمان
تحریکِ زبان جنبشِ لب
خود نازکہ ناز سے حکایت
کم کی جو ادب نے گرمجوشی

کیا کیا ہوئے پیشکش ہدایا
جس بزم میں نور تھا نہ سایا
اپنا تھا نہ اس جگہ پرایا
تنہا نہیں میہمان نے کھایا
اوروں کے لیے بھی ساتھ لایا
کیا قرب نے بعد کو مٹایا
کچھ حال سنا تو کچھ سنایا
خود شوق کو شوق سے کہا یا
کچھ کہہ کے پہ شوق مسکرایا

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

کیا کوئی کرے ثنائے احمد
کیا رتبہ ملائکہ مثلِ نعلین

مداح ہے خود خدا ستائے احمد کا
کونین میں [illegible] پا ستائے احمد کا

داخل ہوئے قصر لامکان مین — اللہ رے ارتقائے احمد
سمجھے اور بھی انبیا اولوالعزم — پائی نہ کسی نے جائے احمد
ہرچند ہین سب رسول مقبول — محبوب نہین سوائے احمد
دیتے ہین وہ سنگ کے عوض دُر — دشمن پہ بھی ہے سخائے احمد
بیشک وہ ہے سنگ سنگِ اسود — جس پر کہ ہے نقشِ پائے احمد
جو خاص ہین عاشقانِ حضرت — سے چلتے نہین بِرضائے احمد
ہوتا ہے جو شوق دل مین غالب — سے کہتے ہین یہہ مبتلائے احمد

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

اے نازفروشِ بزمِ امکان — اے حلقہ بگوشِ حکمِ یزدان
گر کعبہ رخ کو تیرے دیکھے — ہو دیر مین برہمن مسلمان
دیوانہ ہوا ہے شوق مین ہے — گل چاک کرے نہ کیون گریبان
لالے کا ہے داغ داغ سینہ — سنبل کا ہے تار تار دامان
ہر گل ہمہ تن ہے دیدۂ شوق — گلشن ہے تمام نرگستان
قد تیرا لوائے حسن و خوبی — پیچ ہین وہ گیسوئے پریشان
جان دو جہان فدا ہے تجھ پہ — قربان ہین ماکسنثار انسان
ہے قول [illegible] کا ہر دم — تو [illegible] زاہد [illegible] گان

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

مخمس نعتیہ بر قصیدہ مولوی محمد محسن کاکوروی

مین بسم اللہ آزادی ہوئی سر پہ تاج [illegible] — [illegible] آزادگی کار است [illegible]

تجرد تختۂ اوّل ہے میری مشقِ جیّد کا — مٹانا لوحِ دل سے نقش ناموسِ اب وجد کا
دبستانِ محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کس کو بے خطا مارا ہے اُسنے تیرِ مژگان سے — کہ آیا جوش مین طوفانِ نجابت آبِ پیکان سے
پریشانی عیان ہے سر بسر زلفِ پریشان سے — الٰہی کس کے غم مین نکلے آنسو چشمِ فتّان سے
کہ عطرِ فتنہ مین ڈوبا ہے رومال اُس سہی قد کا

ہے بی دَورِ حسنِ صاف تک ہی ساری مشتاقی — گیا وہ دَور اب رندون سی کیون ہی اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گر میان رکھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی — کہان ہی آتشِ یاقوتِ لب مین وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آبِ زمرّد کا

صفِ اغیار ہے مجلس نشین پہلوے قاتل مین — کوئی کہدے کہ مجکو کیون پھنسا رکھا اس مشکل مین
یہی تقریر دے اتنی تو ہو میری جگہ دل مین — کنارے پر بٹھا لے مجکو ظالم اپنی محفل مین
گناہِ شوق بیحد ہے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھ دے قلم کر اپنے دونون ہاتھ خنجر سے — سراپا اُس کا تو کھینچیگا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کی شہپر سے — بنایا خامہ ہم کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اسے مصوّر اُس سہی قد کا

ہوا اسبابِ جنا مٹ جائین گے نقشِ فنا ہو کر — کمندِ اثر کے بچاسے گی آہِ نارسا ہو کر
کمان پل کھا سے گی اتر ہی گا چلّہ بدنما ہو کر — اُڑین گے چٹکیون مین تیر ترکش سی جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ نگہبان قلم جیّد کا

زبا مین خلق کی [illegible] بھاڑ [illegible] — [illegible] پیسیان ظنزون کی چلتی ہین
نئی عادت جو ڈالی [illegible] — چھپے ہم بھی کیون سب مستی مین شافیر [illegible] ہین
تمہارے [illegible] القرنین کی سد کا

خبر لینے کی تھی [illegible] اجل کا جان [illegible] کو — الصفت آسا [illegible] جسمِ لاغر کو

مٹایا نہیں سے لئے یک قلم ہستی کے دفتر کو | موا ہین ناتوان سنکر صدا ہے پاے دلبر کو

مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل اُس کی آمد کا

جو فکر شعر کی سوجھ آگئی صحرائے وحشت مین | گیا جی ڈوب ڈوبے اسقدر دریائے فکرت مین
دُر معنی نہ پایا اور کوئی جوشش رقت مین | لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین

زمین شعر پہ عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُکان حسن جکی بندۂ بے دام خلقت ہے | تہ محراب ابرو سجدہ اب عین عبادت ہے
خریداری تری جی بیچ کر حکم شریعت ہے | ترے بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہے

وہم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سرو چمن واللہ | خرامان تو ہوا کبک دری بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ | تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ

عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبان جہان یکسر | نہین ہے کوئی تجھسا قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظرون سے حسن نوخطان زیر و زبر ہو کر | مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگارین پر

ادا و ناز مین موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضمون ہے | مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھون کا افسون ہے | مری طبع روان ہے یا تری رفتار موزون ہے

مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضمون ہے تری قد کا

مخمس تیری یا پنجون انگلیون کا ایک خاکا ہے | رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگین قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے | تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے

کرشمہ ہے غزل تیری غزال چشم اسود کا

ترانے بلبل شیراز کے دلکش نہون کیون کر | کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے ازبر

ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالۂ احمر — لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر

تصور جس کے دل میں خال خال آیا تری خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے — ہوئے ہیں معنیٔ والشمس روشن پرتو رخ سے

سواد زلف سے حل ہو بہو واللیل کی عقدے — بعینہ افتتاح سورۂ صاد و القلم کو کہیے

جو ابروے کشیدہ میں ہے نقشہ صاد کی مد کا

بنا ہیں شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے — ہوئے ہیں ماخذ رنگین بیانی لعل لب تیرے

سر موسے ترے سربستہ نکلے یک قلم نکتے — نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے

معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقّد کا

شب معراج کا مضمون ملا آنکھوں کی کاجل سے — ہوئے حل معنیٔ مازاغ چشمان مکحّل سے

کیا واقف دہان تنگ فی اسرار لاحل سے — نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے

معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقّد کا

سواد خط ریحان سے ہے یہ سنبل زار مو بیشک — گل مضمون نے پائی ہے گل عارض سے بو بیشک

ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک — یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن میں گفتگو بیشک

کریں کیا ہم کو حق نے منھ نہیں بخشا خوشامد کا

سخندان غیب دان بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں — سنا ہیں حرف ہستی کو تو حال نیستی سمجھیں

سمجھ حق نے جنھیں دی ہے معما یہ وہی سمجھیں — محل گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں

مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی — جب اتریگا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پشیمانی

نہیں اتنا سمجھتے میکشان بزم حیرانی — دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی

یہہ نقطہ ہو گئے مرکز دور میم مدح احمد کا

وہ احمد جس کے پرتو سے ہے دل آئینۂ معنی — ثنا ہے جس کی صندوق جواہر سینۂ معنی

مرصع دستِ کاتب مین پڑے دستینۂ معنی — ملا ہے لب کو جس کے وصف سے گنجینۂ معنی

زبان نے رتبہ پایا ہے کلیدِ قفلِ ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چارون طرف انبوہِ قدسی کو — چراغان کی عوض چمکا کے انوارِ تجلی کو

بنا کر آئنہ فردوس کی ہر ایک کیاری کو — بچھا کر فرشِ اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو

ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضرؑ تعلیم پاتے رہبری جس کی دبستان مین — سلامت نوحؑ جس کی جوششِ الفت سے طوفان مین

گدا ادریسؑ جس کے کوچہ چاکِ گریبان مین — قدم آنے سے جسکے مصر شہرستانِ امکان مین

ہوا ہے یوسفِ کنعان لقب حسنِ مقید کا

بچھائے آنکھین جس کی خواب مین آنے کو ہر شیدا — کیا ہے جس نے دامانِ شفاعت پردہ عصیان کا

حمایت پر ہے جس کی امتِ مرحوم کو تکیا — ہمارا خوابِ غفلت تکیہ گاہِ مغفرت ٹھہرا

بروزِ حشر بن کر خوابِ مخمل جس کی مسند کا

فروغ اس سے شریعت کا ہوئی زیبائش حقیقت کی — وہ ہے چہرہ رنگینِ [illegible] شمعِ بزمِ لاہوتی

وہی ہے رونقِ ظاہر وہی ہے زینتِ مخفی — سپیدِ عارضِ صورت سوادِ گیسوئے معنی

جواہر سرمۂ چشمِ گردشِ چرخِ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اخترِ آئینۂ عالم — صفا پاتا ہے اس سے جوہرِ آئینۂ عالم

ہوئی خاکِ قدم خاکسترِ آئینۂ عالم — جلا سے کی نگاہِ روشنگرِ آئینۂ عالم

سعادت سے شرف ہے نیّرِ نورِ مجرد کا

گرا دی قیمتِ جامِ شرابِ پرتگال اس نے — گدا کی ساغرِ افلاس سے دردِ ملال اس نے

نکالا اپنے مستون کیلیے گدڑی سے لال اس نے — سے انگوری [illegible] تفسیرِ خضری کی لال اس نے

اڑا ہے جامِ جم سے سنگِ مقصود اسکے مرقد کا

سوا اللہ کے دامن کش اورون کی توسل سے — نہ اس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب جلال سے

شہنشہ دونون عالم کا مگر نفرت تجمل سے … سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکل سے

حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُس کی مسند کا

چمک مین ہے رخ روشن کہین خورشید سے افضل … یہہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول

شبیہہ مصطفےٰ ہو کیون نہ مخلوقات سے اکمل … کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

قیامت گرچہ رحمت کے لیے ہو مظہر کامل … مگر فی الحال تسکین طلعت زیبا سے ہے حاصل

خدیجہ سے تقیلہ تک نہین آزار بار دل … کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

نہین گو کام مین عام رحمت کو تغافل سے … خصوصیّت کے صاد آنکھین ہین گر دیکھو تامل سے

نہ دیکھین کیون گنہگارون کو وہ چشم تفضل سے … سر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے اک نون مشدّد کا

وہ صورت و معیان مین رکھتی ہین ہم ہر چند عاصی ہین … رہین در ہای جنت کھڑکیان دانتون کی ہوتی ہین

سنبھلا کر آپ کو بھولے ہین طاعت پر جو ناری ہین … تصور کرنے والے آپ کے بی شبہہ ناجی ہین

بھروسا ہے ہمین اللہ کے قول موکّد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے … بڑا اپلہ کیا عیسیٰؑ نے کھینچے چرخ پر چلے

نشانے دونون تھے اُس کے نشانے کہین پیچھے … بدعت ہو ہو گیا زور کمان از نبوّت سے

مقام قاب قوسین او ادنیٰ تیر مقصد کا

بدعت ایسا مقابل شست ناوک کے اگر پائے … کمان رکھدے کماندار آپ کھنچکر تا بدعت جائے

تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے … کشش جب تا در انداز ازل کی زور دکھلائے

کمان جاتے چلّہ کیون دو اتر سے میم احمد کا

مدینے کی طرف جائین کہ ہم کعبے کا لین رستا … نظر آتا ہے ان دونون گھرون مین ایک ہی جلوا

کہان اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا
احد کو کیجیے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون میرے مفہوم مردد کا

احد احمد ہین ایک ان دونون کا مضمون مطابق ہے
ہر اک ان مین سی ہی معشوق ہر اک ان مین عاشق ہے
نہین مطلق دوئی کو دخل یہہ دعواے صادق ہے
دوئی بھی عین وحدت ہے محمد نفس ناطق ہے
مفسّر ہے یہہ جملہ آیۂ میم مشدّد کا

نبی ذی رتبہ سب ہین آپ لیکن سب سی ہین برتر
یہہ برہان اپنے دعوی پر ہی کافی اے خرد پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہین پیغمبر
ملا لون نبوت سب کو میم عمر کسو لنے پر
یہان گھٹ جاتی ہین اُس کر احد ہوتا ہی احمد کا

گھٹے اعداد میم احمدی جب عمر حضرت سے
بنی تو آپ سے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے
ہوے ہم نام باری بخت چمکا نور وحدت سے
ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کاف کثرت سے
معمّا پا گئی چشم تامل صاد سے صد کا

جو پہنچا موج زن ہو کر تجلّی گاہ یزدان مین
بھرے سب قدسیون نے گوہر مقصود دامان مین
سراپا دونون عالم غرق ہین اس بحر عرفان مین
چڑھا تا قاف قدم تک اور اُترا کان امکان مین
ہے شور اُس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا
سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سرون پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا
ہوئی کفر شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا
سر نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمد کا

ہوا اُس کی عداوت کی سمائی جب کسی سر مین
مآل کار بربادی ہی تھی اُس کے مقدّر مین
پھرا جو اُس سے آیا گردش قسمت سی چکر مین
اُتارا کاسۂ سر بارہا سر کے دوری دم بھر مین
ہوا چاک اُس سی گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت
عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت

یہان تک پھیلی اُس کے گلشنِ اخلاق کی نکہت　　عداوت ہوگئی تا شمرِ خلقِ عام سی اُلفت

سبب ہے شعلہ سیلِ آبِ شمشیرِ مہنّد کا

شرارِ برقِ خاطف سے ہون دونی دانۂ خرمن　　پڑے پانی تو حقِ آتشِ سوزان ہین ہو روغن
کرے بادِ سحر شمعِ سحر کو پھونک کر روشن　　عجب کیا ہے کہ خوابِ ناز مین سوتی رہی ناگن

نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دین آبِ زمرّد کا

عداوت یک قلم زائل محبت نقشِ ہر دل ہی　　جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہی
کہان اب دیدۂ احوال دوئی ہر شی سی زائل ہی　　نہین حیرت کے قابل گر کہون مین ارّہ واصل ہی

بیان ہے یہہ لبِ تشدید سے حرفِ مشدّد کا

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہے کیا کہیے نبی اُس کو　　فضیلت فرد فردِ انبیاؑ پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل روز افزون ہو جس پر کیا کمی اُس کو　　وصالِ حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اُس کو

یہان سے واصل و باقی نتیجہ ایک ہی حد کا

بندھا سامان جس دم روح و قالب کی جدائی کا　　جگر شق ہوگئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
زبس تھا آسمانِ عزّ و تمکین پیکر والا　　پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسے سونپا

سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروبِ مہرِ انور سے　　اُڑھائی آسمان کو نیلگون چادر اِسی غم سے
عزیزِ مصر نکلے سے کنعان ِالٰہی سے تھے　　عجب کیا ہے اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے

کرے غم چشمِ یعقوبؑ دیدہ سنگِ اسود کا

غمِ جان سوزِ حضرت سی فرشتون کی ہین دل پانی　　قلم کی سینہ چاکی کچھ نہین ہی جائے حیرانی
زہے فیضِ ثوابِ ماتمِ محبوبِ یزدانی　　صریرِ خامہ سے اِس غم مین گرم ہو مرثیہ خوانی

قلم کو ہے گمان بازوے اللہ کے ید کا

کھنچا سطحِ زمین پر جب سے خطِ روضۂ انور　　شعاعِ مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر

ثوابِ طوفِ حج پاتے ہین قدسی گرد پھر پھر کر
شب و روز آسمان ہوتی ہین قربان اُسکے روضے پر
کہ ہے نو دائرون مین ایک مرکز کافِ گنبد کا

مطلع

نہین برجِ قمر یہ قبّۂ انوار سیّد کا
برابر راست دن فیضان سے ہے نورِ محمدؐ کا
عجب عالم تکلّف کا ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا
بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پُر نورِ احمدؐ کا
کہ جس پر اک غلافِ سبز ہے چرخِ زبرجد کا

کرون وصفِ بنا یا وصفِ رفعت اُسکی مشہد کا
فلک کہنا سبب ہوتا ہے کسرِ شانِ گنبد کا
نہین کرسی نشین قبّہ جو سمجھون عرشِ امجد کا
لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفعِ مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہان پہنچا
تعلّی ہی تعلّی تھی جو وقتِ امتحان پہنچا
نہ تا قندیلِ در نورِ چراغِ آسمان پہنچا
نہ گردون کا غبار آ تا غبارِ آستان پہنچا
اثر پیدا ہوا آخر زحل سے طالعِ بد کا

تنزل ہے محال اُس کا ترقی جسکی فطرت ہے
یہہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیون گرمِ حجت ہے
توجہ جانبِ مرکز اگر شانِ طبیعت ہے
کرۂ آتش کا کیون رہ گیا پیچھے یہ حیرت ہے
کہ ہمسر ہو سکے فلک کیون شعلۂ قندیلِ گنبد کا

کبھی نکلے نہ نسرِ طائر اپنے آشیانے سے
تھکے بازوی مرغِ سدرہ اس رفعت پہ آنے سے
فلک کا اخترِ تقدیر چمکا سر جھکانے سے
مناجاتی کا آنسو ڈھل سکے اُسکے آستانے سے
ہوا ہے دُرّۃ التاجِ سعادت فرقِ فرقد کا

یہان کی گرد ہے کحل الجواہر اسکو رہنے دے
نہ پائین گے اسے قدسی تو در در خاک چھانین گے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اُٹھانے سے
فلک اب کوکبِ دُمدار کی جھاڑو اُٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سُرمہ خاکِ مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہے کہیں افضل
ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہے آئینۂ خورشید پر صیقل
جبین عرش ایزد پر ہے خاک آستان صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

بلند [illegible] رفعت [illegible] نشان پہنچا
جہاں اڑ کر نہ شہباز خیال قدسیاں پہنچا
زمین عرش سے آگے [illegible] رنگ آستان پہنچا
زمین تا آسمان پہنچی مکان تا لامکان پہنچا
کہاں تک اوج لکھیے اسکی خاک پاک مرقد کا

بلا گردان ملک ہیں عالم ارواح کو غش ہے
زمین پر چاندنی یا سایۂ قصر پری وش ہے
فلک پر شمس ہے یا شمسۂ ایوان دلکش ہے
عیان ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

ترے روضے کو [illegible] وجود زمین و آسمان کہیے
عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہان کہیے
پناہ پست و بالا مأمن کون و مکان کہیے
ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے
کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبۂ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد میں جو پاتے ہیں
پئے کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ کے لاتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں
سلام حق کو لے کر دمبدم جبریلؑ آتے ہیں
عجب مضمون کھلا اس بیت میں آورد و آمد کا

صفات اس سرو بالا کی بہت ہیں کیا بیان کیجے
بلند ایسے ہیں مضمون زمین کو آسمان کیجے
قلم کو فاختے کے مثل سرگرم فغان کیجے
ہے جی میں اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجے
قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

مطلع

قیامت میں ہے [illegible] کا سواد قد کا
نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
دماغ اس کا عرش پر کیونکر نہ پہنچے خاک مشہد کا
تصور میں ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا

کہ نقش لامیہ ہی چشم تر کا ہی طوبیٰ ترے قد کا

مطلع

کہین شمس و قمر سی بڑھ کے ہی جلوہ ترے قد کا
دو عالم مین ہے چھپا نور تیری ذاتِ ارشد کا
ترے پرتو سے چمکا اخترِ تقدیر فرقد کا
محمد مصطفیٰ پتلا ہے تو نورِ مجدّد کا

ہوا خورشید اقلیم عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکِ ختن ہو نافِ آہو کو
نہ یہہ موزون نہ پہنچے اُس کی رنگت عنبرین ہو کو
گلستان سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سروِ دلجو کو
سوادِ تیت تشبیہہ کہتے تیرے گیسو کو

بہارِ گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھین رہین تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو
ہزہ دونا ہو سروِ خلد کے پہلو مین طوبیٰ ہو
دو بینی سے دو روزہ زیست مین دہرا تماشا ہو
پیمبر ایک پہلو سے مین تجھے لطفِ دوبالا ہو

کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھون کیا دست خطِ لب جان بخش حضرت مین
بلند اک بیتِ ابرو فرد کا با قطعات مین
کہ ہے وہ حسنِ مطلع صفحۂ رخ قبا مستمین
بیاضی مطلعِ عارض ترا دیوانِ وحدت مین

تکمیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو
زہے حکمت کہ آئے راہ پر گمگشتہ سے جو جو
نگر مشکل یہہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
بنایا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجکو

ہوا خضر سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیون تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو
بنایا نورِ یکتائی سے سرتا پای حضرت کو
نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نامِ کثرت کو

جو روشن بزمِ وحدت مین ہوا اِلّا ترے قد کا

بیانِ شانِ بسم اللہ ہے ابرو کی آیت مین
خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت مین

تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین
کلامِ ناطق آیاتِ قرآن حقیقت مین

سراپا معنیِ تحقیق سے جملہ ترے قد کا

نہین ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی
تجلی دو جہان کی تو نے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہی تری تقدیر اے محبوبِ حق چمکی
خدا نے زیب و زینت کی جو بزمِ آفرینش کی

لگایا اُس مین قدِ آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دستِ قدرت کا
نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو اثبات ایک مدت مین کھنچا خاکا
مٹا ڈالین بنا کر سیکڑون آدم سے تا عیسا

تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے تری قد کا

اُٹھا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن
ٹھہر سکتے نہین آگے مرے اربابِ فن محسن
بھُلا دیتا ہون مین دم بھر مین سارا بانکپن محسن
مقابل مجھ سے کیا ہو مردِ میدانِ سخن محسن

کہ جوہر ہے مری تیغِ زبان مین وصفِ احمد کا

امیر اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ مین آئے
جھُکا سے دو سر تسلیم میرے پانون پر ہولے
عجائب تھا غضب سے تعلیا پائی اُستاد سے مین نے
فضائے تنگ میدانِ قلم مین نقطہ و خط سے

ترے استاد نے مجکو سکھلایا ہے پھری گد کا

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم ہی اس قلمرو مین
قلم جاری ہے احمد کے کرم ہی اس قلمرو مین
حسد کر کے کہان جائیگا ہم ہی اس قلمرو مین
سزا ہے حاسد کو ہے دار قلم سے اِس قلمرو مین

کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا سوید کا

زبان ہیرے کے جوہر زبان دان ہو تو پہچانے
ولایت مین صفین کین صاف اِس تیغ مصفا نے
گرہ کٹ کٹ کر دستِ فکر سے ترکون کو دستانے
کیا شیرازہ کو پامال اُردو کے رسالے نے

کیا مان اصفہان لوہا مری تیغِ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہے روشن
سوادِ ہر رقم ہے دُودِ شمعِ طور کا مخزن

قلمدان جیب کوہِ طور بستہ طور کا دامن — عصا ہے موسوی خامہ ورق ہے وادیِ ایمن

یدِ بیضا کو داغِ رشک رہتا ہے مرے ید کا

وہیرِ آسمان سے ہے کہیں میرا بلند اختر — ہر اِک صفحہ مرے دیوان میں ہے رشکِ مہرِ انور

چمک ہر معنیِ روشن کی طرّہ ہے تجلّی پر — پڑا ہے طور کی چوٹی میں موباف زری بنکر

لکھا جو شعرِ وصفِ روئے تابانِ محمدؐ کا

ہوئے ہیں منتظم یہ چار ارکانِ سخن مجھسے — منور ہے چراغِ طاقِ ایوانِ سخن مجھسے

جہان میں ہے فروغِ نورِ ایمانِ سخن مجھسے — زمینِ شعر پر نازل ہے قرآنِ سخن مجھسے

کتابِ آسمان اِک نسخہ ہے لوحِ زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبعِ روان پہنچا — فرشتوں کے جہان پر جلتے ہیں اکثر وہان پہنچا

بھرے ایسے ترارے تا فضاے لامکان پہنچا — سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہاں پہنچا

کہ کالے کوسوں سبزہ رہ گیا پیچھے زبرجد کا

تخیّل حد سے بڑھکر ہو چکی لازم کنارا ہے — کدھر دل پھر شعرِ تر دستہ میں فکرت کا اشارا ہے

طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے — مری طبعِ روان کا پھر اُسی گھاٹ اب اتارا ہے

تماشا دیکھیے بحرِ سخن کے جزر کا مد کا

مطلع

وجوب امکان دونون میں ہے جلوہ نورِ وحید کا — وہ اِک غنچہ ہے ہر اِک گل ہے تر گلزارِ مقصد کا

کہیں مصداق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا — احد کا غیب میں ہو اور شہادت میں تو احمد کا

ہے مشہود ایک ہی بیشک دو چشمی ہاے اشہد کا

ہوا جب قصد میرا نعت میں موزون قصیدہ ہو — لکھے مطلع برابر کے جو پاے قافیے ددد

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف اگر انصاف سے دیکھو — بمجبوری لکھا الّید کی صورت لفظ اللہ کو

نظر آیا نہ تھا اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو / یہہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
سو خر انبیا سے کیون نہ خاتمِ حضرت ہو / یہہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو

خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر مین گر غور سے دیکھے / کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جائے
نہ استے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے / کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے

مقید پھر نہ ہوگا سلسلہ ایجادِ مقصد کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی کارپردازی / لگائی تجھ سے لو اے گرمیٔ بازارِ طنازی
ہوے انگار سے غنچے پھول شعلون کو سرافرازی / ترے رشتے سے مثلِ شمع کی آتش سے گلبازی

ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جدِ امجد کا

غلط ہو دفتر آئین کاتبِ اعمال جیکر مین / مدین نیکی ہی کی رہ جائین باقی سارے دفتر مین
بدی کی جو رقم ہو جائے سیہ بنہائی کے گھر مین / محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوانِ محشر مین

صحیح آئے نہ میزان مین سیاہہ دفترِ بد کا

سوا اللہ کے لا علم ہین سب تیری فطرت سے / ملک جن و بشر کوئی نہین واقف حقیقت سے
مقدم ایک سا ہی خلقت نہین ہے تیری خلقت سے / کھنچی پہلے تری تصویر ازل مین دستِ قدرت سے

ہوا لفظِ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگان کی چلمن بیت یزدان کو / مزین ہے ترے خط کا کتابہ عرشِ سبحان کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوانِ ایمان کو / ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاقِ عرفان کو

درِ اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسروِ انجم نہ مجکو آسمانجاہی / مری نظرون مین ہے اک گردہ چترِ شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب سے کماہی کس کو آگاہی / تجمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تا ماہی

تری اسے نور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

کرے جو خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر
محک میں امتحان کی پیشگاہِ حضرتِ داور
مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
ہر اک زرِ چڑھے سونا میزانِ محشر پر
اُنھوں میں قیمت سے مشہور تیری چشمِ اسود کا

کرے بیتاب بیان اسیر کہ ایسے ہر سو کوثر میں
رقم ہو نام سب سے اول دفترِ خاصانِ داور میں
جگہ مجکو ملے رشتہ کی صورت قصرِ گوہر میں
فرشتے دیکھ کر مجکو کہیں دیوانِ محشر میں
جگہ خالی کرو یہ آج آتا ہے محمد کا

لکھا ہے اس قصیدہ کو جو میں نے وصفِ حضرت میں
سبب ہے بس کہ اکثر شعر ہیں اوصافِ قامت میں
عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصرِ جنت میں
سے اس نظم کا ہر حرف میزانِ قیامت میں
بلند مرتبہ زیادہ ہو وزن اپنے اشعارِ مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو
تنبل بدرِ قصیدہ سرِ اکلیلِ سعادت ہو
اُٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ دا بابِ اجابت ہو
ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
شرف سرکار سے خلعت ملے عیشِ مخلد کا

نہ مجکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صفاتِ اعلیٰ خدا سمجھوں
ظہورِ شانِ مطلق کا میں تجکو واسطہ سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہمِ سرِ وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

قمر سمجھوں رُخِ تابان کو یا مہرِ سما سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں برعکس ایک رمزِ حق نما سمجھوں
کلامِ اُسمیں جہاں اسمیں ہی میں سمجھوں اُنکو کیا سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہمِ سرِ وحدت ہی الف ایمان کی ابجد کا

وہ تحریر ہو تیرے ذوق سے بڑھ جائے تردستی
شمولِ اشکِ شیریں سے دوات اتنی تو ہو پکی
قلم کے نکلیں آنسو ہو یہ جوشِ خندۂ شادی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑا معلوم ہو لفظِ احد میں میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میری نامے کی
کوئی تو رنگ لائے روشنائی میری نامے کی
نئی صنعت دکھلائے روشنائی میری نامے کی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میری نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد بین میم احمد کا

سلام در معراج

اے مدنی برقع و کلّی نقاب
آج مناسب نہین اتنا حجاب
وصل کی ہے رات توقف ہی کیون
لطف کی ہے بات توقف ہی کیون

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

خلدِ برین خوب ہے آراستہ
فرش سے تا عرش ہے پیراستہ
آؤ چلے آؤ بڑھائے قدم
دیر سے مشتاق ہین آمد کے ہم

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ خورشید و ماہ
دیکھتے ہین شوقِ زیارت مین راہ
آؤ چلے آؤ کہ سارے ملک
گرد پھرین شوق سے مثلِ فلک

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

اتنا قریب آکے ملو ہم سے تم
نامِ دوئی بیچ سے ہو جائے گم
اتنا قریب آؤ کہ احمد کا میم
میم وہین بن کے ہو دُرِّ یتیم

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ سوئے لامکان
شانِ ہُوِیّت کا ہے جلوہ یہان

آؤ سب چلے آؤ کہ غلمان و حور
ہین سے اخلاص و عقیدت سی چور

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ سب چلے آؤ کہ عرشِ الٰہ
آؤ سب چلے آؤ سب کہ انبیاء
سر پہ بٹھائے تمھین شاہون کے شاہ
کب سے ہین مشتاقِ جمال و لقا

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ قدسی تمام
آؤ چلے آؤ کہ رضوانِ خلد
باندھے ہوے صف ہین برائے سلام
تم پہ تصدق کرے سامانِ خلد

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

آؤ چلے آؤ کہ ابرِ کرم
آؤ چلے آؤ کہ خوش ہو سکے آج
موتی نچھاور کرے اِک اِک قدم
ہم تمھین پہنائین شفاعت کا تاج

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

کھول کے جبریلِ امین اپنے پر
آؤ چلے آؤ کہ حورِ جنان
تم پہ محبت سے ہلائین چنور
آنکھین بچھاتی ہین سرِ آسمان

اے مرے محبوب سلامٌ علیک
اے مرے مطلوب سلامٌ علیک

یہ تو بیان ہے شبِ معراج کا
کیا اسے کہے بیچارہ اسیرِ فقیر
ذکر رسولون کے ہے سرتاج کا
جب کہے خود ربِ جلیل و قدیر

اے مرے محبوب سلام علیک
اے مرے مطلوب سلام علیک

غزلہا در منقبت حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز

اے فلک میری مددگار ہین غوث الثقلین
غم مجھے کیا مری غمخوار ہین غوث الثقلین

نزع کے وقت بھی آئے تو وہ ہین اٹھ بیٹھا
کیا مسیحا پہ بیمار ہین غوث الثقلین

خلق بھی عام ہے اخلاق محمد کی طرح
ساری امت کی طرفدار ہین غوث الثقلین

عشق نے احمد مختار کے رتبہ وہ دیا
خلق مجبور ہے مختار ہین غوث الثقلین

میکش میکدۂ عشق تو لاکھون ہین مگر
بادۂ عشق سے سرشار ہین غوث الثقلین

جتنے ابرار ہین سب آپ کے ہین زیر علم
فوج ابرار کے سردار ہین غوث الثقلین

کوئی چیز آپ کو مقبول نہین غیر خلوص
جنس الفت کی خریدار ہین غوث الثقلین

آپ کی ذات کریم آپکا احسان عظیم
ہم خطاکار گنہگار ہین غوث الثقلین

ساری مجلس تو ہوئی جام عطا سے سیراب
ایک ہم تشنۂ دیدار ہین غوث الثقلین

لاکھون قیدی ہوئی حضرت کی عنایت سے رہا
ہم بدستور گرفتار ہین غوث الثقلین

جو مین پاتا ہون سمجھتا ہون انہین سے پایا
درحقیقت مری سرکار ہین غوث الثقلین

چرخ دشمن ہو تو ہو مجھکو نہین کچھ پروا
میرے حامی و مددگار ہین غوث الثقلین

صفت نقش قدم اٹھ نہین سکتی مین قدم
ہم ترحم کے سزاوار ہین غوث الثقلین

عرض حاجت کی بھی حاجت نہین اس در پہ امیر
حال دل تیرے خبردار ہین غوث الثقلین

کیا غم مری مدد پہ اگر غوث پاک ہین
اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہین

حامی مرے شفیق مرے دادرس مرے
ہین اس طرف رسول ادھر غوث پاک ہین

مجھکو نہین سپید و سیاہ جہان سے کام
میری نظر مین شام و سحر غوث پاک ہین

اس نام سے نکلتے ہین ٹھنڈک نہ کیون پڑے
مرہم برائے زخم جگر غوث پاک ہین

کھٹکا نہین ہے کچھ مجھے آفات دہر کا
آئے کوئی بلا تو سپر غوث پاک ہین

کر دین گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو بہری پار — باندھے ہوے مدد پہ کمر غوثِ پاک ہین

شمس و قمر سماتے نہین ہین نگاہ مین — آنکھون کو جب سے مدِّ نظر غوثِ پاک ہین

دریا سے بے کنار ولایت مین آسمان — مثلِ صدف ہے اُس مین گُہر غوثِ پاک ہین

سر شرع تمامی کی ہے رونق حضور سے — سرسبز نخلِ دین کے ثمر غوثِ پاک ہین

ہے کون جو مطیع نہین ہے حضور کا — فرمان روا ئے جن و بشر غوثِ پاک ہین

پروا نہین جو کوئی نہین قدر دان اسیر
صد شکر قدر دانِ سخن غوثِ پاک ہین

تضمین بر کلامِ ہندی

فنا سب کو بقا تجکو ہے سب فانی رہین تو باقی — نہ گُل باقی نہ مُل باقی نہ کوئی رنگ و بو باقی

سکت باقی ہو اعضا مین نہ دل مین ہو لہو باقی — مگر صد شکر تیری یاد ہے اے خوبرو باقی

تن سوکھ کت گر ڈھیور کرین سوکھ بھئین تار
رگو ہین روئین سمرا سے اٹھے باجے ناؤن تہار

شفیع المذنبین کا اپنی اُمت پر بڑا حق ہے — کرے جتنی صفت اسکی کرے جتنی ثنا حق ہے

فدا کر دی جو اُس پر جان اس سے بھی سوا حق ہے — جو کچھ اُسنے کیا حق ہی جو کچھ اُسنے کہا حق ہے

سانچی واکی بات ہے اور سانچا ہے واپیو
واکے سُندر بول پر واروں اپنا جیو

کوئی حد بھی کہانتک اے جنون تیرا کہا مانون — سمجھے جانے دی میرا کام جانے اور مین جانون

وہی اب کر گزرنے دی جو اپنے دل مین ہین ٹھانون — کہانتک ہند مین ایک ایک در کی خاک اب چھانون

دلیس نبی کے جا رہون اور دُھور بھری ہون کیس
مدینے بین کر استنی اور جوگی کا لون بھیس

جو پوچھا دل سے آنکھو نسے کہ کیون ہے راتدن زاری — تو آنکھون نے کہا دل سے بتا تو کیون ہے آزاری

رہا کچھ دیر دونوں کو سکوت آخر بناچاری
کہی آنکھوں نے دل سے دل نے آنکھوں سے بپتا ساری

نگر بدیس دور ہے چین کہاں سے ہوے
درشن بن بیاکل رہوں چھن چھن آہی روے

حیا اس کی اسے عاشق کی طرف سے بچاتی ہے
وہ شرمیلا ہے ہم چشموں سے اسکو شرم آتی ہے
نگاہیں دیکھ لیتی ہیں تو آنکھ اس کی لجاتی ہے
مری حسرت تجھے یہ وصل کا رستہ بتاتی ہے

نینن کی کر کوٹھری پتلی دیون بچھاے
پلکوں کی چک ڈار دون ساٸیں بیٹھن آے

یہاں ہے ناتوانی اور وہاں پاس نزاکت ہے
نہیں تدبیر کوئی دیکھنے کی کیا مصیبت ہے
رواں ہر دم مری آنکھوں سے اک دریاے حسرت ہے
ترس کھاتو بھی ان پر کچھ اگر تجھ میں مروت ہے

کاگا نین نکاس دون پیا پاس لے جاے
پہلے درس دکھائیو پاچھے لیجو کھاے

ذرا سر دھننے دے مجکو کف افسوس ملنے دے
گلے پر چلتی ہیں رہ رہ کی چھریاں انکو چلنے دے
تڑپنے لوٹنے جلنے کی حسرت تو نکلنے دے
فرے لولکے جلتا ہوں مجھکو یوں ہی جلنے دے

اری پپیہا باوری آدھی رین مت کوک
دھیرے دھیرے سلگتی تو کیوں دینی پھونک

نہیں غم گر فنا کر دے کوئی سر تا بہ پا مجکو
کہ ہجر یار میں ہے خود مری ہستی بلا مجکو
مگر آنکھیں ہیں پیاری جان و دل سے بھی سوا مجکو
انہیں سے اک نظر دیدار کا ہے آسرا مجکو

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھیو ماس
دو نیناں مت کھائیو پیا ملن کی آس

خبر بھی دے نہیں سکتا ہوں اس کو اپنی حالت کی
عجب تاثیر ہے اس آتش عشق و محبت کی
طلسم تازہ ہے کچھ میرے دل سے لاگ الفت کی
نرالی سارے عالم سے ہے ظالم آگ فرقت کی

لکڑی جل کو لا بھئی اور کو لا جل بھیو راکھ
میں برہن ایسی جلی نہ کو لا بھئی نہ راکھ

اگر ورکار ہے خلوت کہ دل غیروں سے یکسو ہو
مرا سر تیرا زانو ہو ترا سر میرا زانو ہو

برابر دونوں بیٹھے ہوں بہم پہلو بہ پہلو ہو
ترے آغوش میں میں ہوں مری آغوش میں تو ہو

آؤ پیارے موہنا نینن بیچ تو سے لیوں
نا میں دیکھوں اور کا نا تو سے دیکھن دیوں

خبر کیا تھی مجھے اس کی کہ الفت ایسی ہوتی ہے
یہ کیا معلوم تھا ظالم محبت ایسی ہوتی ہے

قرار آتا نہیں اس میں مصیبت ایسی ہوتی ہے
بتاتا تو ہی اے ہمدم کہ چاہت ایسی ہوتی ہے

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت کرے نہ کوے

خمار آلود آنکھیں ہیں مگر ہے ان میں مستی بھی
نیا نیرنگ ہے وہ جان لیتے بھی ہیں دیتے بھی

سپیدی بھی سیاہی بھی ہے اور کچھ کچھ ہے سرخی بھی
خضر بھی ہیں مسیحا بھی ہیں قاتل بھی ہیں ساقی بھی

ہیں ہلاہل مدھ بھرے سیت سیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت جہہ چتوت اکبار

شب وصل صنم ہے جان اس بیمار الفت کی
الٰہی طول میں یہ رات ہو جائے قیامت کی

نہیں ہے زندگی میں کوئی ساعت ایسی لذت کی
کہ سٹ جائے یہ دھڑکا پھر گھڑی آئیگی رخصت کی

سجن سکارے جائیں گے اور نین مرینگے روے
بدھ نا ایسی کیجیو کہ بھور کبھو نا ہوے

بجھا دو تو بھڑک جاتی ہے کب یہ آگ بجھتی ہے
جلا کر خاک کر دیتی ہے تب یہ آگ بجھتی ہے

لگے جس دل میں وہ جل جائے [illegible] یہ آگ بجھتی ہے
مری رگ رگ میں جا پہنچی ہے اب یہ آگ بجھتی ہے

پیتم تم مت جانیو کہ تم بچھڑے موہے چین

بیتے بن کی لاکرّی سُلگت ہون دن ربن

اَرے ظالم بتا تو کیا ترے دل مین سمایا ہے — رٹا کرتا ہے کس کا نام ارے یہ حق پرایا ہے
پرائے حق کا لے لینا تجھے کس نے بتایا ہے — ٹھہر تو جا بہت ہی تو نے میرا جی جلایا ہے

کاٹون چونچ پپیہا توری چھیڑ کون واپر لون
مین پی کی پیو مورا تو پی کہے سو کون

نہ میرا ذہن جاتا ہے نہ کوئی کچھ بتاتا ہے — کہ اس کو کیون قرار آتا نہین کیون تو ڑپاتا ہے
اسے کس بات کا دھڑکا ہے یہ کیون تھرتھراتا ہے — بتا اے شاطرہ تو ہی کچھ سمجھ مین تیری آتا ہے

نکنا وا اُسکے کان مین کہہ کارن کیا ہے
تو ہی چتون سے ڈرے کہ پھر نا بیدھا جائے

سوا تیرے نہین ہے اور کوئی دوسرا میرا — تجھی پر ہے بھروسا اور تو ہی آسرا میرا
جُدائی ہو اگر تجھ سے کہان ہے پھر ٹھکانا میرا — کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا

تو ہی مورا سائیان تجھ لاگ موری دَور
جیسے کاگ جہاج کا سوجھے اور نہ ٹھور

خودی مین ہو دوئی کا وہم یہ غفلت ہی غفلت ہے — خودی جب اُٹھ گئی دل سے تو پھر حیرت ہی حیرت ہے
یہان تو وصل ممکن ہی نہین فرقت ہی فرقت ہے — غرض ہر حال اور ہر رنگ مین وحدت ہی وحدت ہے

جب ہم تھے تب ہر نہین اب ہر ہین تب ہم نا ہین
پریم گلی ات سانکری جا مین دو نہ سما ہین

نیا کچھ آج ہے سامان لطفِ وصل ملتا ہے — نکلتے ہین مرے ارمان لطفِ وصل ملتا ہے
نگاہین ملتی ہین ہر آن لطفِ وصل ملتا ہے — فدا ہین خدا کی شان لطفِ وصل ملتا ہے

آج چندرمان دوج ہے جگت چوت چھون اور
ور سے اور وا متر کے نین بسے اِک ٹھور

بہت جوشِ جنون میں آدمی جب خاک اُڑاتا ہے
اسی کو دیکھ لو پھر اک جب غوطے لگاتا ہے
تو ڈھونڈھو جس پری پیکر کی خود وہ اُڑ کے آتا ہے
تو جا کر تہ میں اپنا گوہرِ مقصود پاتا ہے

جن ڈھونڈا تن پائیاں گہرے پانی پیٹھ
میں بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ

بھلا یہہ بات ہے کچھ ہوش کی مدِّ نظر کیا ہے
نہ ہو جائے کسی کا خون ابھی مدِّ نظر کیا ہے
خود آرائی میں ایسی خود سری مدِّ نظر کیا ہے
یہہ کیا سوجھی ہے کچھ کہہ تو ہی مدِّ نظر کیا ہے

ایک تو نینا مد بھرے دوجے انجن سار
ارے باورے کو دیت ہے متوارن ہتیار

امیر آئے تھے یان ہم اچھے اچھے کام کرنے کو
اٹھانی تھی یہان تکلیف وان آرام کرنے کو
اُسی کا ذکر اُسی کی فکر صبح و شام کرنے کو
مٹانی تھی خودی اُس بے نشان کا نام کرنے کو

نا کچھ کیا نا کر سکے عمر گنوائی سوئے
کھالی ہاتھن جات ہیں دیکھین کا گت ہوئے

مخمس بر قصیدۂ عربی

ملتجی ہے یہہ امیرِ ناتوان عبدِ ذلیل
باپ مان دونون سے بڑھکر تو ہے راحت کا کفیل
قیدِ غم سے اب رہائی کی نہین کوئی سبیل
خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا جلیل

اپنی رحمت کو اشارہ کر دے اے ربِّ کریم
حال بیمارِ معاصی کا نہایت ہے سقیم
خضر بن کر اسکو دکھلا دے صراطِ مستقیم
ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
انہ شخص ضعیف مذنب عبدٌ ذلیل

کثرتِ عصیان سے وہ کھلایا جو اُس کو روزِ بد
ہاتھ اُٹھا کر عاجزی سے سوئے درگاہِ احد
مضطرب ہو کر ہوا وہ ملتجی بہرِ مدد
قال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب فاصفح الصفح الجمیل

آج ہی جب عافیت میں ہے مری ایسا خلل — کیا مرا انجام ہوگا پیش کیا آئے گا کل
کیا بنے گی جان پر جس وقت آئے گی اجل — یا الٰہی کیف حالی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

رنج و غم درد و الم میں کچھ نہیں ہوتی کمی — رات دن تڑپاتی ہے یہ بیکسی بے بسی
سن لے یا اللہ مجھ بیمار کی محتاج کی — اشفنی عن کل داءٍ اقض عنی حاجتی

ان لی قلباً سقیماً انت لی تشفی العلیل

شدت امراض جسم و روح سے ہوں چور چور — درد مندوں عاجزوں پر ہے ترس کھانا ضرور
رحم فرما میرے حال زار پر رب غفور — انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

جاہ و منصب کی طلب مجھکو نہ شوق ذہب و سیم — چاہتا ہوں تیرے بابِ فیض سے قلب سلیم
تا کہ غالب ہو سکے مجھ پر نہ شیطان رجیم — رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم

اعطنی ما فی الضمیر دلنی خیر الدلیل

میں سراپا جرم ہوں اس پر ہے مجھکو اعتراف — پر تری رحمت سے ہے امید سب ہونگے معاف
ہیں اسی سے یہ دعائیں التجائیں صاف صاف — ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف

ربنا اذ انت قاضی والمنادی جبرئیل

حکم میں تیرے ہیں خاک و آتش و آب و ہوا — نارِ دوزخ سے بچا لے مجھکو بھی تو اب خدا
واسطہ دیتا ہوں میں تیرے حبیب خاص کا — قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما

قلت قلنا نار کونی البرد فی الحق الخلیل

نعمتوں کا خلد کی مجھ پر تجلی ہے وضوح — چاہیے دل لگی اس سے وہی دارِ فتوح
دار دنیا میں رہی باقی ہمیشہ کس کی روح — این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

مناجاتِ اوّل بدرگاہِ قاضی الحاجات

خداوندا محیطِ غم کا ہے جوش — بچا کشتی نشاہون کے نہین ہوش

سفینہ بادبان دونون شکستہ — طلاطم پیشِ طوفان دست بستہ

یہہ ہے ستون کا کشتی مین عالم — سرِ تابوت جیسے نخلِ ماتم

قضا کا سامنا ہے آئے کیا صبر — نظر آتے ہین سختے تختۂ قبر

بلا کا ابرِ غم سر پر گھرا ہے — کہ قصرِ زیست پہ پانی پھرا ہے

لبِ کشتی سے یہ آتی ہے آواز — کہ مین بھی اولیا کی اب ہون ہمساز

گئے ہے طارمِ اعلیٰ نشیمن — گئے ہے پُشت پا سے خود نہ بیٹھم

کبھی مثلِ ہوا بالاے افلاک — کبھی نقشِ قدم آسا سرِ خاک

ہوا چلتی ہے آفت کی غضب کی — بدن مین کانپتی ہے روح سب کی

کبھی رعشہ بدن مین مثلِ مے خوار — کبھی ہے تھرتھری مثلِ گنہگار

لگے جھونکے یہ تیز و تند آنے — پڑے گویا بدن پر تازیانے

جو موجِ آب ہے تیغِ قضا ہے — بھنور جو ہے وہ کامِ اژدہا ہے

روش افعی کی ہر موجِ خطر مین — قفسِ گرداب ہے کشتی بھنور مین

جو موجین اٹھتی ہین آبِ روان سے — وہ ملجاتی ہین جا کر کہکشان سے

یہ ہے اب چشمۂ خورشید کو ڈر — نہ ہو جاؤن بھنور مین کھا کے چکر

جو ہے اسوقت خوف و بیم مین ہے — تلاطم کوثر و تسنیم مین ہے

دعا کرتا ہے یہہ کعبہ مین زمزم — خداوندا یہہ طوفان ہو کہین کم

یہہ حالِ چشمۂ آبِ بقا ہے — کہ زیرِ پردۂ ظلمت چھپا ہے

جو آ کر خضر نے بھی منہ دکھایا — ہوا الٹا کا کوئی جاسوس آیا

سوال ارباب کشتی کا یہ کیا ہے
تھمو سنبھالو سنبھالو اک ذرا دل
کوئی ہوتی ہے آخر راہ پیدا
مگر لوگوں کو جو ہے بدحواسی
کہیں نالہ کہیں افغان کہیں آہ
یہہ جوش اشک ہنگامہ بپا ہے
عیاں ہے قوم نوحؑ و ہودؑ کا حال
یہاں طوفان میں دونوں ہوش ہیں گم
پریشان حال ہیں بیتاب ہیں سب
کسی کا دست ماتم اور سینہ
یہہ خوف غرق ہے پیر و جوان کو
فلک کی سمت ہر دم ہاتھ اٹھا کر
خدایا نوحؑ سے کہدے کہ آئیں
دعا کو ہاتھ اٹھائیں خضرؑ و الیاسؑ
پئے امداد میکائیلؑ کو بھیج
نہیں جبریلؑ و میکائیلؑ کا کام
قیامت میں بچائیں گے مقرر
دلوں سے پہلے یہ دہشت نکالیں
خلاصہ اس بیان سے ہے یہ میرا
برابر رنج و غم کا ہے یہاں جوش
وہ کشتی ہے مکان اہل عالم

جواب ناخدا و ہم لو خدا سے
نہ ہارو دست و پا مانند بسمل
کرے گا دستگیر اللہ پیدا
غضب چھائی ہے چہرون پر اداسی
زبان پر نعرۂ اللہ اللہ
رواں کشتی ہیں دریا دو سرا ہے
یہہ پانی ہے تو وہ صرصر سے پامال
تلاطم پر ہے آفت کا تلاطم
تڑپتے ہیں ماہی ایسے آپ ہیں سب
کوئی قالب تہی شکل [illegible]
اچھلتے ہیں کہ چھو لیں آسمان کو
خدا سے کہتے ہیں یہہ گڑگڑا کر
یہہ طوفان کم ہو کشتی کو بچائیں
کہ تھم جائے یہہ باران غم و یاس
انہیں فرصت نہ ہو جبریلؑ کو بھیج
شہ لولاک کی ہو رحمت عام
شفیع المذنبین ہیں خاص اور
سر دست اس قیامت کو ٹالیں
کہ طوفان حادثوں کا ہے وہ دریا
یہی جھونکے اڑا دیتے ہیں ہوش
کشاکش میں ہے جان اہل عالم

یہ پے در پے حوادث پر حوادث — جو موجوں کی طرح ہوتے ہیں حادث

وبالِ جان ہیں دل کیونکر نہ ہوں تنگ — سجھیں کیا شیشے جب ہو بارشِ سنگ

فلک دیتا ہے چکر مثلِ گرداب — یہ وحشت ہی ہوی جاتی ہیں دل آب

یہ تن میں رعب سے ہے حالِ اعضا — ہوا ہیں جس طرح موجوں سے دریا

جو کشتی پر گرفتارِ بلا ہیں — وہ یہیں ہوں اور میرے اقربا ہیں

سمجھ سکتے نہیں میرے اقربا کو — ڈبوتا ہے فلک ہر آشنا کو

کہوں کس کا گو ہیں ان میں ناخدا ہوں — کہ خود بے طاقت و بے دست و پا ہوں

نہ لائقِ عرض کے اپنا ہے کچھ حال — نہ قابل دید کے اوروں کا احوال

غضب دیتا ہے گردش ورطۂ غم — کہ کشتی میں ہے پن چکی کا عالم

عجب دورانِ حسرت حال پر ہے — کہ یہ کاسہ بھی چرخ کاسہ گر ہے

کوئی تھمتا ہے دل ٹھہرائیے لاکھ — فلک سنتا نہیں چلائیے لاکھ

دکھا آنکھوں کو یا رب منزلِ امن — کرلنگر ہو قریبِ ساحلِ امن

رحیم و دل نوازِ خلق ہے تو — کریم و کارسازِ خلق ہے تو

پناہِ خلق تو جائے امان تو — سوا ماں باپ سے ہے مہربان تو

ترے ابرِ کرم سے ہر شجر سبز — تجھی سے مزرعِ امید سرسبز

برستا ہے جو تیرا ابرِ رحمت — اسی سے زندہ ہے جتنی ہے خلقت

سبب ہے زندگانی کا یہ پانی — یہی پانی ہے آبِ زندگانی

یہ بارش گر نہ ہو آفاق جل جائے — ریاضِ دہر کی صورت بدل جائے

جو لالہ ہے چمن میں لعلِ تر ہے — صدف میں قطرۂ نیساں گہر ہے

حبابا سے خالقِ اکبر بنائے — عجب پانی سے تو نے گھر بنائے

تری قدرت سے زندہ ہے الٰہی — سمندر آگ میں پانی میں ماہی

نہین بیکار کوئی رنگ صنعت
جو صنعت ہے تری ہی عین حکمت

زراعت سبز کی صحرا بصحرا
روان تاجر ہوئے دریا بدریا

ہوئی آسودگی عالم کی مطلوب
منافع سے کئے بندے ہر طرح اسلوب

تجارت کر کے زر پایا کسی نے
زراعت سے ثمر پایا کسی نے

کوئی تاجر ہے کوئی پیشہ ور ہے
کشادہ ہر طرح روزی کا در ہے

وہ رب ہے تو کہ پالا تو نے گل کو
دیا جو خار کو تو نے وہ گل کو

گنہ کا مرتکب انسان ہو ہر چند
در روزی نہین کرتا ہے تو بند

ہزار انسان خاطی سر اٹھائے
یہہ تیرا حلم ہے غصہ نہ آئے

ادھر سے معصیت پر معصیت ہے
ادھر سے مرحمت پر مرحمت ہے

نظر آئی جو یہہ بارش عطا کی
ہوئی مجکو بھی جرأت التجا کی

خداوندا بحق شاہ لولاک
بنے جن کے لیے یہہ ہفت افلاک

الٰہی واسطہ شیر خدا کا
الٰہی واسطہ خیر النسا کا

خداوندا بحق آل اطہار رض
خداوندا پئے اصحاب رض و انصار رض

خدایا واسطہ پیغمبرون کا
خدایا واسطہ سب رہبرون کا

خداوندا التصدق اولیا رح کا
خداوندا التصدق اوصیا رح کا

خداوندا پئے طاعت گزاران
خداوندا پئے پرہیزگاران

معاصی سے مرے کر چشم پوشی
عنایت سے سراسر چشم پوشی

بوقت نزع ہو ہر مشکل آسان
چراغ راہ عقبیٰ نور ایمان

محمدؐ کی شفاعت روز محشر
لب کوثر علی رض دین جام کوثر

خلش تا زیست ہو کوئی نہ در پیش
بنے ہر خار گل ہو نوش ہر نیش

رہین نعمت سے فرزند اقربا شاد
نہ ہون ہمدم غم دنیا سے ناشاد

یتیمون کو دُرِ مقصد عطا کر — اسیرون کو مصیبت سے رہا کر
تمول بہرِ مسکینانِ غمگین — مریضون کو شفا حاصل ہو آمین
مسافر راہ سے گزرین سلامت — غریبون کو ہو حاصل استقامت
ولی نعمت خداوندِ زمانہ — جو ہین خُلق و مروّت مین یگانہ
نگاہِ پرورش سارے جہان پر — خصوصاً اِس گدا ے آستان پر
عنایت پر عنایت ہے ہو دن رات — فراغت سے بسر ہوتی ہے اوقات
الٰہی سب مرادین اُن کی حاصل — گلِ خندان ہمیشہ غنچہ دل
طبیعت معتدل اعضا مین چُستی — الٰہی تندرستی تندرستی
یہہ حشمت اور یہہ اجلال قائم — یہہ دولت اور یہہ اقبال دائم

الٰہی طولِ عمر اُن کو عطا ہو
حکومت اُن کی تا روزِ جزا ہو

مناجات دوم

الٰہی ہون مین اک بندہ گنہگار — ہوا و حرصِ دنیا مین گرفتار
الٰہی ہون مین مشتِ خاک ناچیز — نہین کچھ نیک و بد مین مجھکو تمیز
الٰہی ہون مین اک آشفتہ احوال — برنگِ سبزۂ پامال پامال
الٰہی ہون مین اک شاخِ شکستہ — گلِ پژمردہ جس مین دستہ دستہ
الٰہی ہون مین اک برگِ خزانی — پریشان حال چہرہ زعفرانی
الٰہی ہون مین اک طائر تہِ دام — نہین معلوم اپنا مجھکو انجام
الٰہی ہون مین اک آہوی محبوس — کہ پاے دل مین ہے زنجیرِ افسوس
الٰہی ہون مین اک مجروحِ حرمان — جگر مین ہین ہزارون زخم پنہان
الٰہی ہون مین اک درویشِ غمناک — گلیمِ تیرہ بختی جسکی پوشاک

الٰہی ہون مین اک محزون دلریش
سراپا داغ مثلِ دلقِ درویش

الٰہی ہون مین اک برگشتہ تقدیر
مضر مجکو ہے جو میری ہے تدبیر

ہمیشہ جرم اندیشہ ہے میرا
خطا کاری رگ و ریشہ ہے میرا

شرابِ سستی و غفلت شعاری
مری رگ رگ مین مثلِ خون ہے جاری

یہہ عصیان و معاصی کی ہے کثرت
فرشتون کو نہین لکھنے سے مہلت

کہان فکرِ مآلِ کار و انجام
سحر سے شام تک بیہودہ سب کام

کبھی شب خواب مین مانند مدہوش
سحر ہوتے ہی پھر فکرِ خور و نوش

کبھی ہُشیار مستی سے نہونا
تغافل اوڑہنا غفلت بچھونا

مزے کی آرزو لذّت کی خواہش
تنعم کی طمع نعمت کی خواہش

ہزارون ذائقے ہردم زبان پر
کبھی سیری نہین خوانِ جہان پر

کہان قطعِ نہالِ دین سے پرہیز
بسانِ ارّہ دندانِ طمع تیز

میسّر گرچہ ہر نعمت پھر اسپر
مگس کی طرح ہردم دست برسر

تلاشِ دولتِ دنیا مین چُستی
عبادت کا جو وقت آئے تو سُستی

نمازون کی فقط عادت دگر ہیچ
لگے ہین ایک سجدہ دلمین سو پیچ

حضورِ قلب اس حالت مین معلوم
قبولِ ربِّ سبحان امر موہوم

نہ چشم و گوش پر قابو نہ دل پر
جو روزہ دیکھیے فاقے سے بدتر

عبث مذکور لاحاصل وقائع
سحر سے شام تک اوقات ضائع

نہین اتنی بھی غفلت سی خبر ہے
کہ کس مین نفع ہے کس مین ضرر ہے

بسانِ کودکِ بے عقل و ادراک
نہین مار و رسن مین فرق کچھ باک

مین نیک و بد کو کب پہچانتا ہون
ہما و جغد یکسان جانتا ہون

تمیز اتنی نہین مانند مبہوت
یہ آتش پارہ ہے یا لعل و یاقوت

حوادث سیکڑون آٹھون پہر پیش ۔ سر رہ چاہ نابینا کو در پیش

جو تیری دستگیری ہو نہ رہبر ۔ تو کھاؤن ٹھوکرین مین ہر قدم پر

چھڑا اسکے آفتون سے کون مجھکو ۔ بچا سکے ذلتون سے کون مجھکو

تجھی سے چاہتا ہون استعانت ۔ تجھی سے مانگتا ہون استقامت

تجھی سے ہے بگڑنا اور بننا ۔ شہا ارحم علینا واعف عنا

نہ مجرم کی ضلالت پر نظر کر ۔ فقط اپنی جلالت پر نظر کر

جو میرے کام وہ سب اضطراری ۔ جو تیرے کام وہ سب اختیاری

کہا کن ہوگیا موجود عالم ۔ نہ تھا کچھ ہوگیا سب کچھ فراہم

کیا معدوم سے آدمؑ کو موجود ۔ ہوئی توقیر مشتِ خاک مقصود

فرشتے ساجد و مسجود خاکی ۔ عنایت سے عجب رفعت عطا کی

کیا جان دار بے جان تھا جو پیکر ۔ صدف آسا ہوا ان جا سے گوہر

وہ گوہر تھا عجب اک نور ذوالمن ۔ ہوا سارا زمانہ جس سے روشن

کیا اسکو فرشتون سے بھی برتر ۔ عجب رتبہ دیا اللہ اکبر

تکبر پر قدم مارا جو بے سود ۔ ہوا مردودِ رب ابلیس مردود

تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ شانِ علّام ۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ رحمتِ عام

ہدایت کے لیے بھیجے پیمبر ۔ ہوا ہر ملک مین حاکم مقرر

مٹا دی ظلمتِ کفر و ضلالت ۔ ہوے روشن مصابیحِ ہدایت

رسولون کو دیے اعجاز ایسے ۔ ہوے معقول منکر کیسے کیسے

عجب ذی قدر و ذیشان انبیا تھے ۔ وہ خاص الخاص درگاہِ خدا تھے

خصوصاً حضرتِ ختمِ رسالتؐ ۔ صلوٰۃ و رحمت ان پر تا قیامت

وہ جھنڈا دین کا عالم مین گاڑا ۔ کہ جیسا پہلوانون سے اکھاڑا

بھلا کیونکر ہوں منعم کے ادا شکر
کرے ان نعمتوں کا کوئی کیا شکر

یہہ ہے حالِ گنہگارانِ امت
کہ ان کے وہ کرم انکی یہ شامت

وہ ہر لغزش سے رستے میں بچائیں
گریں یہ خود کنوئیں میں منھہ کی کھائیں

خصوصاً میں کہ ہوں ان سب میں بدتر
کروں گا کیا الٰہی روزِ محشر

کچھ ایسا خوابِ غفلت میں ہوا غرق
نظر آتا نہیں دن رات میں فرق

ہوا ایسا بد افعالی کا طغیان
سمجھتا اب نہیں عصیان کو عصیان

جو پھر فکر اک دن سر جھکایا
مآلِ کار کا کچھ دھیان آیا

کہا عبرت نے غافل ہوش میں آ
قریب آئی ہے منزل ہوش میں آ

شیاطیں کہا سننے میں وقت پاکر
نکل آ پردۂ غفلت اٹھا کر

خیال آیا جو وقت آیا فنا سخت
کہ پچھتانا پڑے گا وقت پر سخت

بچوں وقت سے وہ بخت ہو پیدا
رہائی کی کوئی صورت ہو پیدا

کیا اس بات کو سب پہلے مقدم
کہ ایمان مغفرت کو کچھ نہیں کم

ہوا جو قائلِ توحیدِ باری
مقرر ہوگی اس کی رستگاری

کہ ناگہ بول اٹھا سینے میں یہ دل
میسر ہے کسے ایمانِ کامل

بلاشبہ ہے ایمان وجہِ غفران
مگر ایمان جسے کہتے ہیں ایمان

وہ ثمرہ ہے بدر جسکو ہو تمامی
ثمر کس کام کا جس میں ہو خامی

بکار آمد نہیں مہمل عبارت
جو ناقص مال ہے کیا اسکی قیمت

برائے نام ایمان ہے تو کیا ہے
طلسمی نقش ہے مہر ورقا ہے

ادھر سے وغدغہ پیدا ہوا جب
تو سوجھی اور دل کو راہِ مطلب

عبادت کی طرف آیا مرا دھیان
کہ اس کو پیش کر سکتا ہے انسان

مشقت کی ہے طاعت میں جو دن رات
بنے گی اس سے پھر بگڑی ہوئی بات

عبادت پر کیا تکیہ جو بے غور
تصور ذہن میں آیا یہہ فی الفور

حباب آسا کہان محکم ہے یہہ کاخ
لگی ہے اس شجر مین بھی تو اک شاخ

عمل جو ہے شریک آمین ریا ہے
کہان بے میل یہہ سیم و طلا ہے

حضور قلب سے ہے شرط عبادت
حضور قلب کی پھر کیا ہے صورت

نمازون مین خیال آتے ہین کیا کیا
وساوس رنگ دکھلاتے ہین کیا کیا

نماز بے ریا مقبول حق ہے
جس ان کا پھر مصلّی مستحق ہے

عبادت جو نہین مقبول باری
پھر اس سے کیا امید رستگاری

جو اس صورت مین بھی کچھ بن نہ آئی
بساط امید تازہ نے بچھائی

کہا دل نے کہ کافی ہے شفاعت
رسول اللہ کی روز قیامت

یہہ شق تسلیم کے قابل ہے لیکن
شفاعت بے رضا ہے غیر ممکن

ہوا اللہ جس سے نا رضامند
رسول اللہ کب ہین اس سے خرسند

سزاوار کرم جو اہل دین ہین
شفیع ان کے شفیع المذنبین ہین

شفاعت کب خلاف کبریا ہے
مقدم رب عالم کی رضا ہے

دم پرسش جو کوئی عذر لائے
مصائب عمر بھر مین نے اٹھائے

بسر کی فقر مین فاقے مین اوقات
اٹھائین سختیان دنیا مین دن رات

رہی دنیا مین حاصل نامرادی
عوض اسکے ہوا ب عقبیٰ مین شادی

جواب اس کا یہ ہے ای مرد نادان
نہین اس مین کبھی آمرزش کا سامان

رہا جو مرتکب عصیان کا دن رات
لیے مول اپنے ہاتھون تو نے آفات

وہ بدلا زشتی افعال کا تھا
نتیجہ شامت اعمال کا تھا

کہے کوئی جو آخر ہوکے قائل
کہ حق ہے حجتین ساری ہین باطل

مگر جو [illegible] سزا پائی [illegible]
سمجھے کیا [illegible]

جلاوین آج جو نار سقر سے — تجھے کیا نفع ہے میری ضرر سے
نہین سُننے کے قابل یہ بھی زنہار — کہ ہے صادق وعید رب قہار
ضرور اہل ضلالت کی سزا ہے — عدالت کا یہی تو مقتضی ہے
جو قصد توبہ اس دن ہو تو حاصل — نہ از البتہ ہے لیکن وقت باطل
سمجھا جو وقت ہاتھ آتا نہین ہے — درخت خشک پھل لاتا نہین ہے
گناہون کی ہوئی طاقت جو مفقود — تو پھر ترک جرائم محض بے سود
ہوا ہر عذر کا آخر یہ حاصل — نہین ہین کوئی پذیرائی کے قابل
جو کام آسکے تو اسے گڑگڑانا — کرم درکار ہے باقی بہانا
خوشا اسے عجز ستغفر یار میرے — کرم فرما قدم آنکھون پہ میرے
کسی نے بھی نہ کی حاجت روائی — جو تجھ سے ہو تو ہو مشکل کشائی
بہت مشتاق ہے دل جلد آجا — کرون مین سینہ شق اس مین سما جا
شباہت تیری مین پاؤن تو بہتر — سراپا تو مین بن جاؤن تو بہتر
جو یک رنگی ہو تو ہو رستگاری — مین تیری طرح ہون مقبول باری
تجھے اب چھوڑ کر جاؤن کہان مین — تمنا ہے جہان تو ہو وہان مین
غریق بحر تنکے کا مقرر — سہارا ڈھونڈتا ہے ہو کے مضطر
مگر یہ بھی عنایت پر ہے موقوف — خدایا تیری رحمت پر ہے موقوف
جو تو چاہے تو یہ قطرہ ہو گوہر — جو تو چاہے تو یہ ذرہ ہو اختر
جو تو چاہے تو گل ہو جائے یہ خاک — جو تو چاہے تو یہ گلخن ہو گلزار
جو تو چاہے تو یہ شب روز ہو جائے — چراغ مردہ شب افروز ہو جائے
الٰہی مین ترا بندہ ہون عاصی — سراپا جرم عصیان و معاصی
سُنا ہے نام تیرا مین نے غفار — سُنا ہے نام تیرا مین نے ستار

رحیمی ختم ہے تجھ پر الہی — کریمی ختم ہے تجھ پر الہی

بہت نادم ہوں یا غفار توبہ — ہر اک عصیاں پہ سو سو بار توبہ

کرم کر یا الہی یا الہی — سفیدی سے بدل جائے سیاہی

ہوا گر سر سا یہ دانہ تو کیا — پسا یہ سبزۂ بیگانہ تو کیا

ترحم سے کسی کے پس جائے اگر مور — نہ بڑھ جائے گا فیل مست کا زور

جہاں ہے شیر کی قوت سے آگاہ — دریدہ ہو نہ ہو کم زور روباہ

عطا دوزخ میں یا جنت میں ہو گھر — ترے نزدیک ہیں دونوں برابر

تری رحمت سے کیا آگے ہیں عصیاں — کہیں قطرے سے کم ہیں پیش عمان

کسی نا ہنجار کو سیرابی میں کیا دیر — گرسنہ خوان نعمت پر شکم سیر

مٹا دیتا ہے ظلمت نور مہتاب — کثافت دور کر دیتا ہے سیلاب

عجب کیا ہے اگر تیری عطا سے — بری ہو جائے عاصی ہر خطا سے

الہی آدمؑ و حواؑ کا صدقہ — الہی احمدؐ و زہراؓ کا صدقہ

برائے جملہ نزدیکان سرمد — برائے آلؓ و اصحابؓ محمدؐ

تصدق اولیاؒ و انبیاؑ کا — تصدق اتقیاؒ و اصفیاؒ کا

برائے چشم دریا بار یعقوبؑ — برائے درد جان فرسائے ایوبؑ

برائے نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ — برائے ہودؑ و اسماعیلؑ و عیسیٰؑ

پئے یوسفؑ کہ تھے وہ ماہ کنعان — پئے اسحاقؑ جو تھے پاک دامان

پئے یونسؑ پئے ادریسؑ و یحییٰؑ — پئے الیاسؑ و خضرؑ و شیثؑ پیا

پئے سرخ طلعتان غرقہ خون — گل اندامان رخت جسم گلگون

پئے مقتولان تیغ ظلم و بیداد — بہ ہجر و جان تن صد چاک و دل شاد

پئے لب تشنگان تشنہ در لب — سبق زہر نیاں شکر بشرب

برائے سرفروشانِ رہِ دین / سجود آمادہ زیرِ خنجرِ کین

پئے آوارگانِ خانہ بر دوش / برائے خستہ جانانِ کفن پوش

برائے دردِ جانکاہِ غریبان / برائے محنتِ محنت نصیبان

برائے غرقہ کشتی بہ گرداب / تحشّر پیشۂ غرقین بہ سیلاب

پئے مسکینان و محتاجانِ غمناک / یتیمان و اسیرانِ المناک

پئے شب زندہ دارانِ صفاکیش / ہراسان رعشہ بر اندام و دلریش

جو میری مشکلین ہون سب ہون آسان / نہ ہون ہنگامِ سختی مین پریشان

بحرمت ہو بسر دنیا مین میری / کرم سے نزع مین کر دستگیری

روان ہو چھوڑ کر یون روح تن کو / چلے جیسے کوئی سیرِ چمن کو

عنایت بعدِ مرگ اے ربِ سبحان / فشار آسان حسابِ گور آسان

قیامت مین رہون ہر رنج سے دور / بنے خورشیدِ محشر قرصِ کافور

بزیرِ سایۂ شاہِ اُمم ہون / صراطِ حشر پر ثابت قدم ہون

زن و فرزند و خویش و اقربا سب / عزیز احباب ارباب و لاسب

بچین ہر ایک آفت سے الٰہی / نہ دیکھین دین و دنیا مین تباہی

جو گزرے لوگ اُن پر رحمت ہو / مرے ماں باپ کی بھی مغفرت ہو

مرے نواب کو بھی رکھ سلامت / بہ جاہ و حشمت و اقبال و شوکت

مرض جو ہے وہ بالکل دور ہو جائے / چراغ آرزو پُر نور ہو جائے

صد و سی سال زیبِ صدرِ تمکین
دعائین سب مری مقبول آمین

مناجاتِ سوم

[illegible] خدا ہے کریم / [illegible] غفور و رحیم

قضا سر پہ کھینچے ہوئے تیغ تیز
نفس آرہ کش چشم و دل برق ریز

جرس کہہ رہا ہے چلا قافلہ
مگر جلد کس دور ہے مرحلہ

سفر کا یہان ساز اصلا نہین
تہی دست توشہ مہیا نہین

خدا جانے پیش آئے کیا راہ مین
کہ بیہڑ ہے حد سے سوا راہ مین

مگر کوئی مرد خدا رحم کھائے
سنبھالے مجھے دستگیری کو آئے

وہ مرد خدا کون خیر الوریٰ
شہ دوسرا خضر راہ ہدیٰ

سہارا انہین کا ہے ہنگام نزع
سحر ہوگی ان سے مری شام نزع

وہ آئین تو آسان ہون مشکلین
کٹین نرم ہو کر کڑی منزلین

خطر کیا ہے ابلیس کی ہول سے
بھگا دون انکا مین تیغ لاحول سے

خدایا یہہ تیری عنایت رہے
کہ اُس وقت ایمان سلامت رہے

مری روح کو جسم سے ملے آبرو
نکل جائے یون جسطرح گل سے بو

وہ بو ہو سوے باغ جنت روان
بسے عطر بو سے سب حور جنان

مجھے حشر سے نشر سے کام کیا
جو حامی ہے تو مہربان مصطفیٰ

رہے اس طرح گور مین بھی بدن
عروسی کے حجلے مین جیسے دلہن

اگر دستگیری محمد کرین
نکیرین آئین خوشامد کرین

سوالات کیسے کہان کا فشار
کہون مین کہ ہون خاص پروردگار

رہین چپ یہان بات کا کب ہے ہوش
کہ عشق احمد کا ہے دلمین جوش

جو یہہ حال مجھ سے سنین صاف صاف
ملک بھی یقین ہے کہ رکھین معاف

رہا حشر وان تیری رحمت وسیع
معاون شفیع الامم سا شفیع

زمانے کو جب آپ بخشائین گے
کرم کیا مجھی پر نہ فرمائین گے

کہ اک کفش بردار مین بھی تو ہون
اسی باغ کا خار مین بھی تو ہون

یقین ہے کہ جب یاری کل کرین
مجھے بھی نہی خار سے گل کرین

خدایا ہوا یہہ تو سنتے کا حال
کرون عرض اب تجھ سے دنیا کا حال

کہ دنیا مین ہین جب تلک زندہ ہون
الہی کسی کا نہ شرمندہ ہون

ہر اک درد کا بیجد سے تو علاج
عنایت سے ہو رفع ہر احتیاج

مناجات چہارم

الہی الہی گنہگار ہون
خدایا خدایا سیہ کار ہون

ہوئی عمر جرم و خطا مین تمام
نہین کام کے میرے جتنے ہین کام

شب عمر غفلت مین آخر ہوئی
مین سویا کیا صبح ظاہر ہوئی

گناہون نے گھیرا ہے مجھے اس طرح
کوئی نقطہ پرکار مین جس طرح

سیاہی گناہون کی جاتی نہین
یہہ شب صبح ہونے کو آتی نہین

روان قافلہ کیا مین باندھون کمر
نہین کچھ مرے پاس زاد سفر

نہ زر کا بھروسا نہ کچھ زور کا
قضا سے یہہ ہے سامنا گور کا

نہ روزہ نہ ہے ٹھیک میری نماز
جز اندیشہ جام و حرص دراز

گرفتار جرم و خطا ہر نفس
ہوا خواہ حرص و ہواے نفس

گناہون کا انبوہ ایسا ہوا
جدا مجھ سے کثرت مین تقویٰ ہوا

جو بعد تجسس ملے بھی کہین
کبھی تجھکو وضو کا ہوا مین نہین

ہوئی مفت برباد عمر عزیز
نہ آئی مجھے نیک و بد مین تمیز

کشاکش مین یہہ جان رنجور ہے
زمین سخت ہے آسمان دور ہے

قضا گھات ہر دم لگائے ہوے
غم گور پہلو دبائے ہوے

جسے دیکھتا ہون وہ بیگانہ ہے
جو ہم خانہ ہے دشمن خانہ ہے

عدو مین مرے خود مری دست و پا
گواہی بھی دین گے روز جزا

ہوا خواہ ہمدم عزیز اقربا — یہ سب اپنے مطلب کے ہین آشنا

خلافِ طبیعت اگر بات ہو — کسی کو نہ پاس ملاقات ہو

تری ذات بندے کی تنہا شریک — تری شان ہے وحدہٗ لا شریک

کرم اسے خداوند چرخ و زمین — تری ذات ہے ارحم الراحمین

ترے نام ہین اسے خدائے کریم — لطیف و ودود و غفور و رحیم

سزاوار آتش ہون مین لا کلام — نہین عذر کا کوئی اس مین مقام

ترا قہر اگر گرم پرخاش ہو — گنہا ہون کی ہرگز نہ پاداش ہو

مگر تجھ سے امید ہے یا کریم — لڑکپن سے سنتا ہون تجھکو رحیم

ہین عاصی ترا نام غفار ہے — نہ کر فاش پردہ کہ ستار ہے

ترا عفو عصیان سے ہمدوش ہے — عطا پاش ہے تو خطا پوش ہے

الٰہی بحقِ رسولِ کبیر — الٰہی بحقِ جنابِ امیر

الٰہی باصحابِ خیر الورا — الٰہی بانصارِ شاہِ ہدا

بپاے انبیاؑ و بپاے اولیاؑ — بپاے اتقیا و بپاے اصفیا

گنہگار ہے ایک جزوِ ضعیف — حقیر و فقیر و ذلیل و نحیف

لرزتا ہے ایسا ترے خوف سے — بدن مین ہے رعشہ تری خوف سے

نہ کر اس کے جرم و خطا پر نظر — رہے اپنے لطف و عطا پر نظر

کرم سے یہ رُو سیہ کر سفید — دکھا ئے شبِ یاس صبحِ امید

بلاؤن مین تیری طرف سو عیان ہو — جو مشکل پڑے مجھ پہ آسان ہو

دمِ نزع کلمہ پڑھون دمبدم — رہون دینِ حق پہ مین ثابت قدم

شیاطین اگر آئین بہرِ فتور — کرون تیغِ لاحول سے اُن کو دور

نہ پھسلون کڑی نزع مین سہکے مین — سنبھلتا رہون یا علیؑ کہکے مین

فرشتے جو آئین دمِ احتضار — نہ کانپون رہے دل مرا استوار

جدا تن سے ہو جان تو اس طرح — نکلتی ہے پھولون سے بو جسطرح

لحد تک جو لیجائین بے جان بدن — مرے اقربا بعد غسل و کفن

پسِ دفن پیش آئے راہِ مہیب — نہ یار و نہ ہمدم ہین تنہا غریب

نہ دیوارِ خانہ نہ ظلِ درخت — شبِ تیرہ و تار ہنگام سخت

ذرا ہو جو رحمت کا تیری ظہور — نہ ہون استخوانِ بدن چور چور

فرشتے وہ آنکھین نکالے ہوے — غضب گرزِ آتش سنبھالے ہوے

مقامِ تلاطم مہیا عذاب — یہ طاقت ہی میری کہ دون مین جواب

مدد کو عنایت سے احمد کو بھیج — خدایا خدایا محمد کو بھیج

جواب اُن کو وہ میری جانب سے دین — رہا ہون زبان سے جو بیتی کہین

اشارے سے اُن کے ہو میری نجات — گذارہ ہے رحمت مین اتنی ہی بات

محمد کے فیضِ قدم سے لحد — چمن ہو چمن المدد المدد

قیامت مین بھی مشکل آسان کر — گناہون پہ میرے نہ کچھ دھیان کر

وہ گرمی وہ دم اہلِ محشر کے بند — سوا نیزے پر آفتاب بلند

قیامت کی شورش غضب کا تعب — پسینے مین ڈوبی ہوئی خلق سب

ڈرے کیون نہ انسان کی کیا بساط — وہ میزان کی دہشت و خوفِ صراط

موکل اُدھر گرز تولے ہوے — جہنم اِدھر منہ کو کھولے ہوے

ترا سامنا سخت ہیبت کی جا — سراسیمہ سب انبیا اولیا

وہ میدان ہزارون برس کا وہ روز — دلون مین تپش آتشِ غم و سوز

دمِ تیغ پر پاؤن ڈر کا محل — سنبھالے جسے تو وہ جائے سنبھل

ترے خوف سے گم رسولون کے ہوش — سوائے محمد دو عالم خموش

سر پاک سجدے مین تیرے حضور
زبان سے یہ جاری کرم ای غفور

الٰہی یہہ جب پیش ہو مرحلہ
جرس دار نالان ہو ہر قافلہ

مین عاصی نہ ہوون قیدی دام غم
محمد کا صدقہ کرم کر کریم

عدالت مین میرا گذارہ نہین
فقط عفو یا ارحم الراحمین

جو ہون وزن اعمال خفت نہو
مری اہل محشر مین ذلت نہو

بچھا ایسے لطف وکرم کی بساط
کہ آسان کرون طے مین راہ صراط

دم تیغ پر پاؤن قائم رہین
غلام محمد ہے یہ سب کہین

گزر جاؤن مشکل مقامون سے مین
کہ ہون مصطفیٰ کی غلامون سی مین

شفاعت سے احمد کی بیڑا ہو پار
رہون تیرے سایے مین پروردگار

عنایت ہو تیرے نبی کی مدد
کہ جنت مین پاؤن مقام ابد

امیر سیہ رو کی ہے التجا
کہ مان باپ میرے عزیز اقربا

ترے سایۂ عاطفت مین رہین
ترے سایۂ مغفرت مین رہین

رہون زندگی بھر مین عزت کے ساتھ
بسر ہو مری عمر حرمت کے ساتھ

الٰہی ترے ہاتھ سے آبرو
پھرانا نہ مجھکو کبھی کو بکو

رہے حاجتون مین یہہ دل مستقیم
کسی کا نہ محتاج ہون یا کریم

سکے طے سہل راہ حیات وممات
برائے محمد علیہ الصلوات

مناجات پنجم

اے صانع دہر وجن وانسان
وے خالق خلد وحور وغلمان

رحمان ہے تو رحیم ہے تو
منان ہے تو کریم ہے تو

غفار ہے تو عظیم ہے تو
ستار ہے تو علیم ہے تو

واحد یکتا ہے ذات تیری — دانا بینا ہے ذات تیری
ذی جود ہے خوش جمال ہے تو — ذو الفضل ہے ذو الجلال ہے تو
ہر غم مین بڑا رفیق ہے تو — بندون پہ بڑا شفیق ہے تو
قطرہ ہے دُرِ خوشاب تجھسے — ہر ذرّہ ہے آفتاب تجھسے
سلطان جو یہان ہے بحر و بر کا — ادنیٰ وہ گدا ہے تیرے در کا
ہر ایک کو آسرا ہے تجھ سے — ہر ایک کی التجا ہے تجھ سے
بندون پہ یہ کی بڑی عنایت — بھیجے جو نبی پئے ہدایت
اُن سب مین علی الخصوص احمد — تاجِ سرِ انبیا محمد
حضرت نے رہِ ہدا بتائی — آئی رہِ راست پہ خدائی
مرحوم ہوئی یہ اُمتِ خاص — حضرت نے بتائی راہِ اخلاص
اب کوئی جو اِن مین ہے خطاکار — ہے قہر غضب کہ تو ہے قہار
پر قہر مین ہے کہان ٹھکانا — آلودہ جرم ہے زمانا
عاصی ہین گناہگار ہین سب — رحمت کے امیدوار ہین سب
مین سب سے زیادہ ننگِ اُمت — پابندِ طمع خرابِ نیت
طاعت نہین مغفرت کے قابل — روزہ فاقہ نماز باطل
طاعت وہ کہان خضوع جس مین — سجدہ وہ کہان خشوع جس مین
ہوتا نہین کوئی کام ایسا — جس سے کہ ہو دل کو کچھ سہارا
دریاے خطا مین غرق عاصی — دن رات جرائم و معاصی
عاصی ہون گناہگار ہون مین — مجرم ہون سیاہ کار ہون مین
ناچیز حقیر ذرّۂ خاک — اک قطرۂ آب وہ بھی ناپاک
ہستی ہے تو نقشِ آب سی ہے — موہوم بقا حباب سی ہے

کہتا نہین دے بہشت مین گھر — کہتا نہین دے شرابِ کوثر
ہان نارِ عقاب سے بچا لے — محشر مین عذاب سے بچا لے
فردوس کہان کہان مین خاشاک — وہ عالمِ پاک اور مین ناپاک
یارب تجھے واسطہ نبی کا — یارب تجھے واسطہ علیؑ کا
درپیش ہے روزِ سخت کل کا — کرنا نہ ہوا خندہ عمل کا
سنتا ہون کریم نام تیرا — سنتا ہون رحیم نام تیرا
مجرم نہین قابلِ عدالت — رحمت رحمت ہزار رحمت
یارب بہ قریب موت آ ئے — دم اُسکا لبھے پیامِ فوت آ ئے
آنکھون مین گر شہ ہے سر شک جاری — تحریک رگون کی اضطراری
احباب عزیز جملہ موجود — مجبور کہ باب چارہ مسدود
اُس وقت ترا کرم ہے درکار — آسان ہو مجھ پہ راہِ دشوار
آنکھون کے تلے ہو جب اندھیرا — جاری ہو زبان سے نام تیرا
سب سہل ہو نزع کی اذیّت — ایمان رہے مرا سلامت
شفقت سے مدد کرین پیمبرؐ — غولون سے بچا ئین خضرؑ آکر
ہمراہِ خضرؑ ہون مین روانہ — پڑہتا ہوا شعر عاشقانہ
حاصل ہو وہ کوچۂ سلامت — ہو جس مین پناہ تا قیامت
صدقے سے نبی کے ربِّ رحمان — ہون قبر کی مشکلین بھی آسان
یون خواب کرون لحد کے اندر — پھر آنکھ کھلے تو صبحِ محشر
محشر مین ہو زیرِ ظلِ رحمت — سایہ سے مجھے مہر کی حرارت
وحشت تو سبھے حساب کی ہے — پر چشم شفاعتِ نبیؐ ہے
حامی ہین اگر وہ شاہِ ذی شان — میزان و صراط سب ہین آسان

کی نعمت بھی ایسا ترا نام
امید ہے ہو بخیر انجام

تو نخلِ امید کو ثمر دے
دامن گلِ مدعا سے بھر دے

جتنے پسر بھی ہو بکلاب عفو جاری
ماں باپ کی بھی ہو رستگاری

سب میرے عزیز و اقربا شاد
جنت کے مکان ہوں ان سے آباد

زندہ جب تک رہوں جہاں میں
اس جوف زمین و آسمان میں

عزت سے بسر ہو یا الٰہی
حرمت سے بسر ہو یا الٰہی

محتاج نہ ہوں کبھی کسی کا
دامن رہے ہاتھ میں نبی کا

ہمسر بھی رہے آرزو جی میں
مرقد ہو تو روضۂ نبی میں

مقبول امیر کی دعا کر
مانگا ہے جو کچھ وہ سب عطا کر

مناجات ششم

الٰہی چاہتا تو ہے مرا دل
کہ میں بے رنج ہوں جنت میں داخل

مگر ایسی کہاں ہے میری قسمت
کہ ہاتھ آئے مجھے بے رنج و راحت

کریمی تو اگر اپنی دکھائے
تو البتہ یہ دولت ہاتھ آئے

نہ دنیا میں کوئی تکلیف پاؤں
نہ عقبےٰ میں کوئی صدمہ اٹھاؤں

بلا چھوٹی بڑی کوئی نہ آئے
کبھی مجھ پر کڑی کوئی نہ آئے

نہ ہو درپیش وقتِ نزع مشکل
بآسانی کٹے ہر ایک منزل

لحد ہو قطعۂ گلزارِ جنت
نمایاں ہر طرف انوارِ جنت

فرشتوں کی اٹھاؤں میں نہ جھڑکی
کھلی ہو سامنے جنت کی کھڑکی

ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہوں
ادا حوریں سب مجھے دکھلا رہی ہوں

ادھر سے جھانکیں وہ اور میں ادھر سے
انہیں دیکھوں محبت کی نظر سے

قیامت تک اسی عشرت میں گزری ۔ اسی آرام اسی راحت میں گزری

پھنکے جب صور آئے روز محشر ۔ لحد سے اس طرح نکلوں میں باہر

تماشا دیکھنے جس طرح اطفال ۔ نکل آتے ہیں اپنے گھر سے خوشحال

ہجوم حشر کو سمجھوں میں میلا ۔ جدھر چاہوں اُدھر جاؤں اکیلا

مزاحم ہو نہ میرے ساتھ کوئی ۔ کرے رحمت ہی تیری چارہ جوئی

صراط نار و جنت سے ہو اس طرح ۔ چمک کر برق چھپ جاتی ہے جس طرح

تلیں میزان میں جس دم میرے اعمال ۔ تو ہو پلے پہ تیرا جوش افضال

نہ ہو کچھ بازپرس اعمال بد کی ۔ سزا پاؤں نہ میں افعال بد کی

وہاں سے جاؤں سیدھا سوئے فردوس ۔ دماغ جاں میں پہنچے بوئے فردوس

وہاں دیدار تیرا ہو میسر ۔ اُسی مستی میں پھر گزرے برابر

کچھ ایسی یہ کڑی منزل نہیں ہے
مجھے مشکل تجھے مشکل نہیں ہے

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر از نتائج افکار مجمع علوم دینی و دنیوی مورد افضال ایزد سبحان جناب مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ تپش اڈیٹر اخبار مشیر قیصر لکھنؤ

شاہد زیبائے سخن نے حسن و جمال میں کمال پایا ہے اور کمال بھی بے زوال پایا ہے معشوقہ معنی زیور کلام سے مجلی ہے وہ زیور تابناک کہ زر و جواہر سے زیادہ مزین و مجلی ہے اگر اس دلفریب شکل و شمائل کے شیفتہ و فریفتہ ہم نہ ہوتے کیا ستم تھا اقلیم خیال میں ہُو کا عالم تھا

آفریدگار سخن کی شان کن فکان کا جلوہ نئی نئی صورت مین ظہور پاتا ہے صانعِ مطلق کی قدرت کا تماشا عجب عجب رنگین ادائیون سے نظر آتا ہے سچ تو یہہ ہے کہ حقیقی اور مجازی کے سب بہانے ہین اُس کے حیرت آور کارخانے ہین اگر نطق کو ایک پری پیکر صورت بناکر ہم سے نہ چھپاتا تو اُسے دیکھکر کسے ہوش آتا فی الحقیقت یہہ اُسی کی حکمت کے نمونے ہین طلسمِ صنعت کے شعبدے ہین کہ مختلف پیرایہ مین کبھی عشوہ گرون کے عشوہ اور کرشمہ سازون کے کرشمے کو دلربا بناتا ہے کبھی معنی طرازی کا اعجاز سکھاتا ہے واہ وا الحانی سے وجد لاتا ہے گاہ بیداد گر سفاک کے خنجر پہانی سے گھائل کرتا ہے گاہ وارفتگی پر مائل کرتا ہے غرضکہ جذباتِ قلوب کا عالمگیر اثر ہے اس کا گرویدہ ہر فرد بشر ہے ؎

اک زمانہ ہے کہ محوِ رُخِ جانانہ ہے	ایک عالم ہے کہ اُس حُسن پہ دیوانہ ہے
دہر مین جلوۂ یکتائیِ معشوق کو دیکھ	زاہدِ خشک بھی اُس شمع کا پروانہ ہے

سبحان اللہ صلِّ علیٰ زہے نصیب اُس چمن آرا ے گلشن کے جسکا باغِ سخن نعت و منقبت کے فیضِ آب سے سرسبز و شاداب ہوا اور پھر وہ باغ کیونکر نہ خلدِ برین کا جواب ہو الحمد للہ کہ ایسے چمنستانِ سخن کے نخلبند استادِ فن کامل فاضل افضل شاعر شیوا بیان سحبان زمان فیض رسان عالم مداح و عاشقِ صادق رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مفتی مولوی امیر احمد صاحب امیر سلمہ اللہ الاعلم ہوے جن کی فیضِ تربیت سے ایک زمانہ کامیاب ہوا گلشن معنی آبیاری مبدا ارفیاض سے سیراب ہوا۔

نظم

عجب دیوان ہے نورٌ علٰے نور	سراسر جسمین حمد و نعت مسطور
زمین سے عرش تک یہ غلغلہ ہے	کہ اس مین مدحتِ خیر الوریٰ ہے
کلام پاک ہے کام و دہن پاک	زبان پاک اور بیان پاک اور سخن پاک
یہہ کہتے ہین اسے سنکر ملائک	بڑہا اب رتبۂ انسان بیشک

نہ کیون کر دھوم ہو ایسے سخن کی ۔ یہہ ہے روحِ روان ہر انجمن کی
وہ ہر ہر لفظ مین رنگِ ادا ہے ۔ ارم بھی عندلیبِ مدعا ہے
جہان تک وجد کی حالت ہو کم ہے ۔ کہ حالِ عاشقِ صادق رقم ہے
عجب گفتار یہہ صلِّ علےٰ ہے ۔ کہ اس پر جان سو جان سے فدا ہے
نہ ہو کس طرح سے مقبولِ عالم ۔ کہ ہے نعتِ جنابِ فخرِ آدم

سبحان اللہ جس کا ممدوح ایسا عالی مقام ہو اُس کے مداح کا کیونکر نہ برتر کلام ہو فی الحقیقت یہ کلام رشکِ کلیم ہے کوثر ہے تسنیم ہے نعیم ہے نہ یہان اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ کا مضمون ہے نہ فِی کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا افسون نہ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ کا جنون ہے یہان اور ہی ذکر اور ہی بات ہے شاعری نہین پیام الہام ہے یا معجزہ ہی یا کرامات ہے نہ اس مین لاف و گزاف کو دخل ہے نہ مبالغہ شاعری کی نقل ہے مگر صاف عاشقانہ بیانِ فراق و مہجوری درد و الم ہے لذتِ عشق اور مذاقِ طبع اور لطف فہم و قوتِ علم و رفعتِ فکر سے تحریر اور تقریر کا اور ہی عالم ہے گو کہ مین فن شاعری سے بیگانہ ہون مگر شاہدِ سخن پر جان دیتا ہون حُسنِ معانی کا دیوانہ ہون بلا تصنع یہہ بات کہتا ہون کہ خدا سر دست تو یہی سواد و سے محبتِ محبوبِ خدا مین مخمور ہے مصنوعی عالتِ تعشق اور خیالی ڈھکوسلے جو سر تا سر کذب سے بھرے ہین نہایت بُرے ہین ہو فق حقیقی ایسے نصیب و سے کہ عشقِ حبیب دسے آلِ تقریر اس ننگ آفرینش تپش کا یہہ مژدہ تازہ ہے کہ یہ کلامِ فیض انضمام جو معشوقِ سخن کا غازہ ہے چھپکر تمام ہوا بشہرتِ عام طالبانِ فروغ سخن سے یہ پیام ہوا کہ یہہ کتاب مستطاب المسمیٰ بہ محامد خاتم النبیین ہم خرما و ہم ثواب ہے عاصیون کی بخشش کا ذریعہ اور طالبون کے لیے نزولِ رحمت کا باب ہے اب بمقتضائے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ اس تقریظ کو درود پڑھ کر دو شعرون مین تمام کرتا ہون اوراقِ خامہ کو روکشِ ماہِ تمام کرتا ہون شعر

بلّغ اللہ صلواتی و سلامی ابدا — للنبی عربی مدنی الحرمی

دیگر

صلِّ یا رب علی من برجاء اکرم — خص من جاء الیه لعموم الانام

قطعہ تاریخ طبع اول مولوی محمد فصیح اللہ صاحب فرنگی محلی المتخلص بہ وفا

چھپا دیوان امیرِ عاشقِ محبوبِ یزدان کا — کہ ہر مصرع کو جس کے سلکِ گوہر بے بہا کہیے
بلاغت اور فصاحت میں وہ بے مثلِ زمانہ ہیں — سلف سے شاعروں میں مثل انکا کون تھا کہیے
مضامین عمدہ و عالی لکھے ہیں نعت کے سارے — بجا ہے گر انہیں عاشق رسول اللہ کا کہیے
ملائک عرش پہ کہتے ہیں اک اک شعر سن سن کر — کہ اس طبعِ رسا پر آفرین و مرحبا کہیے

وفا کو فکر تھی تاریخ کی ناگہ کہا دل نے
زبان و جان سے ایک اک شعر پہ صلِّ علیٰ کہیے
۱۲۸۹ھ

ایضاً

وفا چھپ چکا جب کلامِ امیر — تو دل کو مرے فکرِ تاریخ تھی
کہا ہاتفِ غیب نے ناگہاں — لکھو دفترِ پاک نعتِ نبی
۱۲۸۹ھ

ایضاً از نتائج افکار سرآمد اہل کمال حکیم میر ضامن علی جلال

نعتیہ چھپ چکا جو یہہ دیوانِ بے مثال — منشی امیر احمدِ والا صفات کا
مصرعِ سالِ طبع قلم نے لکھا جلال — دیوان ہے نعتِ احمدِ والا صفات کا
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبعِ وقاد جناب مولوی محمد محسن صاحب محسن متوطن قصبہ کاکوری

امیر اللہ اکبر وہ عزیزِ مصرِ معنی ہے — کہ بندہ ہے سخن بھی جس کے اندازِ طبیعت کا
چلے آتے ہیں مصرع شکرستانِ فصاحت سے — وہ طوطی بولتا ہے شاخِ مضمون پر بلاغت کا

دریعنی اچھل کر آسے دامانِ بلاغت میں
یہ جزر و مد ہے دریائی عبارت میں فصاحت کا

سخن گو کہہ رہے ہیں جھوم کر نشے کی حالت میں
کہ ابری وقت ہے دیوان کی ہے یا ابرِ رحمت کا

تقدم اس پہ حاصل ہے نہ عرفی کو نہ فیضی کو
ملال اس سے گیا رتبہ غنی کا یا غنیمت کا

نہیں کچھ شاعری سے فخر اسکی ذات کو حاصل
سخن کو اس کی نسبت سے ملا رتبہ سعادت کا

دماغ اسکا گلِ صد برگ ہے گلزارِ دانش میں
دل اس کا عطر مجموعہ ہے گویا علم و حکمت کا

رسالہ میر آہو کا زبانِ خشک خامے کی
لبِ حکمت نوائے نسخہ ہے قانونِ قدرت کا

وفا میں اور لطافت میں علم و عمل میں ورع و تقویٰ میں
ظہور اس سے ہوا ہے شاہ مینا کی کرامت کا

کسیکے پرتوِ صورت سے پیدا صورت معنی
اسیکے قلزمِ ہمت کا مرجانِ نکتہ حدت کا

یہ دیوان کیا ہے گویا اک گلستانِ ہدایت ہے
ثمر ہے پاک محبوبِ الٰہی کی محبت کا

گہر باری قلم کی ہے عیاں ہر لفظ و معنی سے
ہر اک نقطہ ہے موتی بحرِ مواجِ رسالت کا

فراموشی رہے دارین سے یاد اس کی ہم ہیں
ہوا ہے ایک سہرا آراستہ گلزارِ جنت کا

سروشِ غیب نے تاریخ کیا اچھی کہی محسن
کہ یادِ مصطفیٰ سچا وسیلہ ہے شفاعت کا

۱۳۱۶